UNIVERSAL LIBRARY
OU_228889
UNIVERSAL LIBRARY

ان من الشعر لحكمة وان من البيان لسحرا

بعهد معدلت مهد جناب نواب شاهجهان بیگم صاحبه والیه ریاست بهوپال نسخه نور بخش قلب سلیم مسمی به

تذکرهٔ طور کلیم

ابو الخیر سید نور الحسن خان صاحب سلمه الله تعالی

باهتمام و تصحیح تام امیدوار رحمت یزدان علی احمد خان المتخلص صوفی سلمه الله المنان

در مطبع عام مفید آگره جلوهٔ انطباع پذیرفت

فہرست فروغ اول تذکرۂ طور کلیم

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
	حرف الالف	۱۲	افسوس - میر شبر علی.....
۶	آتش - خواجہ حیدر علی لکھنوی	〃	افضل - میر افضل علی....
〃	آزاد - مرزا اعظم شاہ.....	〃	اکبر - اکبر خان دہلوی....
〃	آزردہ - مفتی صدر الدین خان دہلوی	〃	امیر - منشی امیر احمد لکھنوی..
۷	آشفتہ - مرزا رضا قلی اکبرآبادی	۱۶	انشا - انشاء اللہ خان مرشدآبادی
۸	آشفتہ - سید منور علی دہلوی..	۱۷	انور - سید شجاع الدین دہلوی.
〃	آشفتہ - گلاب سنگھ دہلوی..	〃	ایجاد - مرزا رحیم الدین....
〃	آشوب - میر امداد علی دہلوی.		**حرف بائے موحدہ**
〃	آہی - عبدالرحمن.......	۱۸	بحر - شیخ امداد علی لکھنوی...
	الف مقصورہ	〃	برق - مرزا محمد رضا خان....
۹	اثر - سید محمد........	〃	برکت - برکت علی خان خیرآبادی
〃	اثر - عبدالرزاق......	〃	بسمل - عبدالحکیم.........
〃	احسان - حافظ عبدالرحمن خان دہلوی	〃	بقا - بقاء اللہ اکبرآبادی...
۱۰	احسن - مولوی محمد احسن بلگرامی -	۱۹	بلند - صفدر علی بیگ.....
〃	اختر - قاضی محمد صادق خان	〃	بیان - خواجہ احسان اللہ دہلوی
	ساکن ہوگلی نواح کلکتہ.....	〃	بیتاب - عباس علی خان رامپوری
۱۱	اسیر - مظفر علی خان لکھنوی -	〃	بیدار - میر محمدی دہلوی....
〃	اشک - قطب الدین.....	〃	بیمار - شیخ علی بخش ساکن آنولہ..

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
	حرف تاء فوقانی
۲۰	تابان - میر عبدالحی جہان آبادی
//	تپش - مرزا جان دہلوی....
۲۱	تجلی - میر محمد حسن دہلوی....
//	تسلیم - منشی انوار حسین سہسوانی -
//	تسلیم - شیخ امیر اللہ فیض آبادی
//	تسکین - میر حسن دہلوی...
۲۲	تصویر - ببن دہلوی.....
//	تعشق - سید محمد دہلوی....
۲۳	تمنا - غیر معلوم مقیم کلکتہ....
//	تمنا - اسحاق خان دہلوی...
//	تنہا - محمد علیے دہلوی......
//	توقیر - عبدالقادر پنجابی.....
	حرف ثاء مثلثہ
//	ثاقب - نواب شہاب الدین خان دہلوی
	حرف جیم تازی
۲۴	جرأت - شیخ قلندر بخش دہلوی...
۲۵	جلال - حکیم سید ضامن علی لکھنوی
۲۶	جلیل - سید جلیل احمد سہسوانی -
//	جمیل - سید جمیل احمد سہسوانی...

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۲۶	جودت - عبدالہادی ساکن قصبہ نیوتنی ضلع لکھنو.......
۲۷	جوشش - شیخ محمد روشن عظیم آبادی
	حرف حاے مہملہ
//	حالی - مولوی الطاف حسین پانی پتی
۲۸	حسرت - مرزا جعفر علی دہلوی...
۲۹	حسن - سید غلام حسن دہلوی -
//	حکیم محمد پناہ خان.......
//	حیا - مرزا رحیم الدین دہلوی..
۳۰	حیران - میر حیدر علی.......
	حرف خاے معجمہ
//	خضر - مرزا خضر سلطان دہلوی
//	خلیل - میر دوست علی لکھنوی.
//	خلیل - محمد ابراہیم خان لکھنوی..
	حرف دال مہملہ
۳۱	داغ - نواب مرزا خان دہلوی.
۳۵	درد - خواجہ میر دہلوی....
۳۶	دیوانہ - راے سرب سنگھ.....
	حرف ذال معجمہ
۳۷	ذوق - شیخ محمد ابراہیم دہلوی.

صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر
	حرف راے مہملہ
۴۴	راحت - مرزا محمود بیگ دہلوی
″	راغب - شیخ غلام علی ......
″	راقب - احمد حسین ......
″	راقم - رای بندرابن ساکن متھرا
۴۵	رحمت - رحمت علی دہلوی ...
″	رشک - میر علی اوسط لکھنوی
″	رشکی - نواب محمد علی خان دہلوی -
″	رفعت - مرزا پیارے دہلوی
۴۶	رمز - فتح الملک بہادر ولیعہد بہادر شاہ دہلوی ....
″	رنج - میر محمد نصیر محمدی دہلوی
″	رند - سید محمد خان لکھنوی ...
۴۷	رنگین - سعادت یار خان دہلوی
″	روشن - روشن شاہ بریلوی
	حرف زاے معجمہ
″	زار - حافظ امام بخش تہانیسری
۴۸	زکی - شیخ مہدی علی مرادآبادی
	حرف سین مہملہ
″	سالک - مرزا قربان علی بیگ حیدرآبادی

صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر
۵۰	سپہر - شتاب خان دہلوی ..
″	سرور - مرزا رجب علی بیگ لکھنوی
۵۱	سرور - اعظم الدولہ نواب میر محمد خان دہلوی ....
″	سکندر - خلیفہ محمد علی پنجابی ...
″	سودا - مرزا رفیع ....
۵۴	سوز - محمد میر دہلوی .....
″	سوز - مولوی عبدالکریم خلف حضرت صہبائی ....
۵۵	سید - میر غالب علیخان دہلوی
	حرف شین معجمہ
″	شادان - مرزا حسین علی دہلوی
۵۶	شائق - خواجہ فیض الدین ساکن ڈھاکہ
″	شرر - مرزا غیاث الدین دہلوی
″	شرف - میر امام علی فرخ آبادی
″	ششدر - مرزا روشن الدولہ ..
۵۷	شعلہ - علی رضا خان حیدرآبادی
″	شکیبا - غلام حسین دہلوی ....
۵۸	شمس - میر آغا علی لکھنوی ...
″	شمیم - میر قدرت علی سہسوانی ..

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۵۸	شورش۔ غلام احمد دہلوی.....
ءء	شہرت۔ مرزا حاجی نبیرہ شاہ عالم بادشاہ
۵۹	شہیدی۔ منشی کرامت علیخان لکھنوی
۵۹	شہید۔ حافظ محمد خان رامپوری
۶۰	شیدا۔ میر جبو جان دہلوی...
ءء	شیفتہ۔ نواب مصطفےٰ خان بہادر دہلوی
	حرف صاد مہملہ
۶۲	صابر۔ مرزا قادر بخش شہزادہ دہلی..
۶۳	صادق۔ میر جعفر علیخان دہلوی..
ءء	صبا۔ میر وزیر علی لکھنوی...
ءء	صبا۔ منولال لکھنوی.....
ءء	صبا۔ منشی محمد صابر حسین ہسوانی.
۶۵	صفا۔ مرزا سعید الدین.....
ءء	صفا۔ پیرن شاہ دہلوی.....
ءء	صفدر۔ مرزا صفدر بیگ کرنالی..
ءء	صفدری۔ میر صادق علی.....
۶۶	صفیر۔ میاں جان دہلوی...
	حرف ضاد معجمہ
ءء	ضابط۔ مہر علی دہلوی.....
ءء	ضاحک۔ میر غلام حسین دہلوی..
ءء	ضیا۔ میر ضیاء الدین دہلوی...
	حرف طاء مہملہ
ءء	طالب۔ مرزا سعید الدین خان [illegible]
۶۷	طرب۔ مولوی رحیم بخش تھانیسری
ءء	طرز۔ احمد حسین دہلوی.....
	حرف ظاء معجمہ
ءء	ظفر۔ ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی
۶۸	ظہیر۔ سید ظہیر الدین حسین دہلوی
	حرف عین مہملہ
۶۹	عارف۔ میر عارف علی ساکن امروہہ
ءء	عارف۔ نواب زین العابدین خان
۷۰	عرشی۔ میر احمد حسین برادر کلاں امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر
ءء	عرشی۔ منشی عبد الحی کاکوروی...
ءء	عزیز۔ مولوی عبد العزیز خلف مولانا صہبائی
۷۱	عزیز۔ محمد عبد العزیز خیر آبادی...
ءء	عشق۔ شاہ رکن الدین دہلوی...
ءء	عشق۔ حکیم میر عزت اللہ خان....
ءء	عشق۔ شیخ غلام محی الدین ساکن میرٹھ
	حرف غین معجمہ

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۷۴	غالب - مرزا نوشہ اسد اللہ خان المخاطب بہ نجم الدولہ دبیر الملک نظام جنگ دہلوی
۷۵	غضنفر - غضنفر علی خان لکھنوی ..
؍؍	غمگین - میر عبد اللہ شاہجہان آبادی
	حرف الفاء
۷۶	فاخر - مرزا جھنگا دہلوی .....
؍؍	فاخر - منشی محمد فاخر حسین سہسوانی -
؍؍	فدا - مرزا بلند بخت شہزادہ دہلی -
؍؍	فدا - فدا حسین خان لکھنوی ...
؍؍	فراق - حکیم ثناء اللہ خان .....
۷۷	فروغ - محمد عمر سلطان دہلوی ...
؍؍	فصیح - مرزا جعفر علی لکھنوی ...
؍؍	فغان - اشرف علیخان عظیم آبادی
؍؍	فیض - میر فیض علی لکھنوی ....
؍؍	فیض - فیض الحسن سہارنپوری
	حرف القاف
۷۸	قابل - مرزا علی بخش شاہزادہ دہلی
؍؍	قاسم - سید قاسم علیخان لکھنوی
؍؍	قاسم - حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی
۷۹	قائم - شیخ قیام الدین چاندپور ضلع مراد آباد

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۸۰	قدرت - شاہ قدرت اللہ دہلوی
؍؍	قسمت - نواب شمس الدولہ دہلوی
۸۱	قلق - امجد علی لکھنوی ......
؍؍	قلندر - شاہ قلندر ....
؍؍	قمر - قمر الدین نائب غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ ....
؍؍	قمر - قمر الدین خان اکبر آبادی ..
؍؍	قناعت - مرزا غلام نصیر الدین دہلوی
۸۲	قیس - مرزا احمد علی بیگ لکھنوی .
؍؍	قیصر - مرزا خدا بخش دہلوی ...
	حرف کاف تازی
؍؍	کامل - مرزا ناصر الدین دہلوی
؍؍	کرم - شیخ غلام ضامن ساکن کوتانہ
۸۳	کلیم - میر محمد حسین دہلوی ....
؍؍	کلیم - سید نور الحسن خان ابن امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر
۸۵	کوثر - مرزا مہدی لکھنوی ....
۸۶	کیف - شیخ فضل احمد لکھنوی ...
	حرف کاف پارسی
؍؍	گویا - حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان لکھنوی

۱۴۳

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
	حرف اللام
۸۷	لطف - مرزا علی دہلوی .....
	حرف المیم
؍؍	ماہ - مرزا عنایت علی بیگ لکھنوی
؍؍	ماہر - مرزا جمعیت شاہ دہلوی ..
۸۸	مائل - میر مہدی دہلوی .....
؍؍	مائل - میر عالم علی خان سہسوانی
؍؍	مادھو رام ساہوکار فرخ آباد ..
۸۹	مبین - حافظ غلام دستگیر ...
؍؍	مجروح - میر مہدی حسین دہلوی ..
؍؍	محبت - نواب محبت خان شہباز جنگ رئیس کٹیہر ....
؍؍	محمود - حافظ محمود علیخان ...
۹۰	محنت - مرزا حسین علی دہلوی -
۹۰	مخبر - محمد احسان اللہ دہلوی ..
۹۰	مرہون - مرزا علی رضا دہلوی ...
۹۰	مسرور - نواب غلام حسین خان بہادر دہلوی
؍؍	مشتاق - لالہ بہاری لال دہلوی .
۹۱	مشیر - حافظ قطب الدین دہلوی
؍؍	مصحفی - غلام ہمدانی ساکن امروہہ

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۹۲	مظہر - مرزا جان جاناں .....
۹۳	معروف - نواب الٰہی بخش خان دہلوی
۹۴	معین - معین الدین دہلوی
۹۵	ممنون - میر نظام الدین ملقب بہ فخر الشعرا اوستاد اکبر شاہ بادشاہ دہلی ..
۹۶	منت - میر قمر الدین مخاطب بملک الشعرا سونی پتی ....
؍؍	منتظر - نور الاسلام لکھنوی ...
؍؍	منشی - میر محمد حسین دہلوی ...
؍؍	منیر - سید اسمعیل حسین شکوہ آبادی
۹۷	مومن - حکیم مومن خان دہلوی ..
۱۰۱	مونس - سید اعظم حسین .....
؍؍	مہجور - نقشبند خان خلف نواب مصطفےٰ خان
۱۰۲	مہر - مرزا حاتم علی لکھنوی .....
؍؍	میر - میر تقی اکبر آبادی .....
۱۰۷	میکش - ارشاد احمد دہلوی -
	حرف النون
۱۰۸	ناسخ - شیخ امام بخش لکھنوی ..
۱۰۹	ناظم - نواب یوسف علیخان بہادر والی رامپور ....

۱۹۶

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۱۱۵	نثار - محمد امان دہلوی .....
//	ناسخ - ابو محمد عبدالغفور ......
۱۱۶	نسیم - اصغر علیخان دہلوی ....
//	نصیر - شاہ نصیر الدین دہلوی
۱۱۷	نطق - مقصود احمد کاکوروی ..
//	نظام - نظام شاہ رامپوری ..
//	نواب امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر .....
۱۱۸	نواب کلب علیخان بہادر والیٔ رامپور
	حرف الواو
۱۲۵	وحشت - میر غلام علیخان مرادآبادی
۱۲۶	وحشت - مولوی حافظ رشید النبی
//	وزیر - خواجہ محمد وزیر لکھنوی
//	وقار - رائے کشن کمار تعلقہ دار مرادآباد ....
	حرف الہاء ہوز
۱۲۷	ہدایت - ہدایت اللہ خان دہلوی
//	ہوس - مرزا محمد تقی خان فیض آبادی
	حرف الیاء
//	یاس - حافظ حفیظ الدین دہلوی
۱۲۸	یاس - خیر الدین دہلوی ....
//	یقین - انعام اللہ خان دہلوی

فہرست فروغ دوم تذکرہ طور کلیم

صفحہ	
۱	شیخ شاہ محمد بن شیخ معروف فرملی
۹	سید نظام الدین متخلص بہ مدہنایک
۱۳	دیوان سید رحمت اللہ ......
۲۵	میر عبدالجلیل بلگرامی ......
۲۹	سید غلام نبی ....
۸۲	سید برکت اللہ متخلص بہ تیمی ...
۱۲۰	خاتمۃ الطبع از افتخار الشعرا آغا محمد خان شمیم
۱۲۱	قطعہ تاریخ از نواب مرزا خان داغ
//	ایضاً از سید جمیل احمد سہسوانی ..
//	ایضاً از سید قدرت علی شمیم سہسوانی
۱۲۲	ایضاً از منشی اعتقاد علی سہسوانی ..
//	ایضاً از منشی شاکر حسین شاکر ..
//	ایضاً از ابوالنصر سید علی حسن خان متخلص بہ سلیم
۱۲۳	ایضاً از منشی صابر حسین صاحب صبا
//	ایضاً از منشی سید جمیل احمد سہسوانی
//	ایضاً از مولوی عبدالباقی سہسوانی
۱۲۴	ایضاً از منشی فدا علی متخلص بہ فارغ
۱۲۵	ایضاً از محمد ابراہیم متخلص بہ خلیل
//	نثر خاتمہ بطرز تقریظ از احمد خان صوفی مہتمم مطبع مفید عام آگرہ ......

ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

بعهد معدلت مهد جناب نواب شاهجهان بیگم صاحبه والیه ریاست بهوپال نسخهٔ نور بخش قلب سلیم مسمی به

تذکرهٔ طور کلیم

[illegible] ابو الخیر سید نور الحسن خان صاحب سلمه الله تعالی فرزند ارجمند والا شان [illegible]

باهتمام و تصحیح تام امیدوار رحمت یزدان علی احمد خان المتخلص به صوفی سلمه الله المنان

در مطبع عام مفید آگره جلوهٔ انطباع پذیرفت

بسم الله الرحمن الرحیم

کاسلیس سخن آرایان نغز گفتار **کلیم** پیچمیر زشایستهٔ آن دید که آغاز این نامهٔ

بسپاس مواهب جمیلهٔ خداوند آسمان و زمین صورت بخش معنی آفرین دانش پیرای

بینش افزا سپارایند و بستایش گزین فرخشور گرامی دستور برترین پایه بزرگ سرمایه نقش

یسین نور اولین جاوید انی سعادت گرد آرد صلی الله علیه و آله و صحبه وسلم امّا این

دامن زیر سنگ رانه پایاب آن داده اند و نه نیروے این بخشیده جائیکه عقاب

پر بریزد از نبشتهٔ لاغری چه خیزد سخن مختصر کنیم و عنان بسوے دیگر بر تابیم روشن باد

که دل هوس پیما آرزو میکرد تا پارهٔ از اندیشهاے آسمان پیماے قافیه سنجان ریخته

آراے بشیرازهٔ جمعیت درکشد و خوشترین سرمایهٔ ذوق فراهم آرد همانا بقلا و رزی

بخت و تنومندی همت آن آرزوے دیرینه بال کشائش گشادن گرفت دیوانها

بخود کشیدم و تذکره ها بهم رسانیدم خامه در دست گرفتم و روش انتخاب گزیدم هنوز

این نقش چنانکه شاید بکرسی نه نشسته بود که تحریک احباب و تقاضاے اصحاب برانم

آورد که پایان این تذکره که مسمے به **طور کلیم** است بر افکار نغمه سرایان هندی

زبان کردہ آید کہ ہر بیت را گنجینۂ معانی توان گفت و خزینۂ مضامین توان سنجید ہمانا بردو فروغ آنرا اشتمل کردیم **نخستین فروغ** نظر افروز نظارہ گیان است بخاطر فریبہاے اشعار ریختہ آرایان **فروغ دوم** نظارہ سوز ژرف نظران ست بدلکشیہاے افکار نغمہ سرایان ہندی زبان ؛

نخستین فروغ

مخفی مباد کہ موجد زبان ریختہ **ولی** را گفتہ اند کہ ولی اللہ نام داشت و بعضے ولی محمد گفتہ اند در زمان بادشاہ عالمگیر از اولاد شاہ وجیہہ الدین گجراتی رح بود و تحقیق آنست کہ قبل وے نیز از شعرا بودہ اند در دکن اما تا زمان وے دیگرے بر تبہ اش نرسیدہ و موجد گفتنش را علت ہمین باشد از زبانیکہ او دارد تا زبانیکہ درین زمان رائج است خیلے تفاوت است اما بہرحال حق اوستادیش بر جمیع ریختہ سنجان ثابت است و عدول بعید از عدل اما کتبۂ نواب محمد مصطفے خان المرحوم الدہلوی المتخلص شیفتہ آورا دیوانیست قطع نظر از محاورات مضمون مناسب می یابد فاسمع وکن من الشاکرین ؎

خط کے آنے نے خبردار کیا گلرو کو	نشۂ ہوش ہے اس بادۂ حیرانی مین
جنون عشق ہوا اسقدر زمین کو محیط	کہ پارسا کو ہوئی موج بوریا زنجیر

ہرگاہ زبانش رواجی پذیرفت و ہنجار رد پیدائی گرفت سخن سنجان تقلید وے پیش گرفتند ہمچو میر معز موسوی خان فطرت و میرزا عبد القادر بیدل و میرزا عبد الغنی بیگ قبول بہرکیف اوائل عہد محمد شاہ بادشاہ و سنہ یکہزار و سہ و یازدہ صد بود کہ دیوان ولی از دکن در شاہجہان آباد رسید و غازۂ اشتہار بر روکشید استعداد

پیوندان ہمت برگماشتند و روش ولی را تازگی باد دادند از مشاہیر آن عہد آبرو ست
و سجاد و پیام و ناجی و زکی و حاتم ٭

آبرو نامش نجم الدین ست المعروف بہ شاہ مبارک دہلوی از اولاد محمد غوث
گوالیاری رح بود و با خان آرزو نسبت تلمذ و رابطۂ قرابت داشت بہ صنعت ایہام
مائل بود در عہد محمد شاہ وفات یافت او راست ؎

سر سے لگا کے پاؤن تلک دل ہوا ہون مین		یان تک تو فن عشق مین کامل ہوا ہون مین
کون چاہے گا گھر بسی تجھسکو		مجھ سے خانہ خراب کی سی طرح

سجاد میر سجاد اکبرآبادی خلف میر محمد اعظم از تلامذۂ آبرو ست ہنگام ورود
دہلی بزم مشاعرہ می آراست از وست ؎

رات اور زلف کا یہ افسانہ		قصہ کوتہ بڑی کہانی ہے

پیام شرف الدین علی خان اکبرآبادی از مشاہیر شعراء فارسی بود ؎

دلی کے کج کلاہ لڑکون نے		کام عشاق کا تمام کیا
ایک عاشق نظر نہین آتا		ٹوپی والون نے قتل عام کیا

ناجی محمد شاکر دہلوی در ۱۱۶۶ھ از جہان رفت و دیوانے یادگار گذاشتہ
با صنعت ایہام رغبتی داشت ؎

تری نگاہ کی حسرت سے ای کمان ابرو		ہمارے سینہ مین تودہ ہوا ہی تیرونکا

زکی جعفر علیخان دہلوی از امراے شاہ عالم بادشاہ ؎

سنکے احوال مرا ناصح مشفق نے زکی		ہاتھ سے ہاتھ ملے حیف سی سینہ کوٹا

حاتم شاہ حاتم نامش شیخ ظہور الدین مرد سپاہی پیشہ نیک اندیشہ بود مرزا
رفیع سودا از شاگردان او ست در آغاز حال بروش ولی حرف میزد پس ہنجار
پسینان گرفت زاید بر صد سال زندگانی کرد ؎

ہجر کی زندگی سے موت بھلی	کہ جسے سب کہیں وصال ہوا
تم تو بیٹھے ہوئے یہہ آفت ہو	اوٹھہ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو
بیخود اس دور مین ہین سب حاتم	اندنون کیا شراب سستی ہے

مخفی مباد درین گروه حاتم کلامی فصیح تر دارد اما کسے از نیها محاورات قدیمه را ترک نگفته سپس مرزا مظہر و میر درد و میر تقی میر و میرزا سودا و جعفر علی حسرت و قلندر بخش جرأت و مصحفی و انشا و میر حسن و شاه نصیر زمانا بعد زمان زبان ریختہ را صفائی دادند که از تلاحق افکار شانی دیگر یافت آخر الامر از دہلویان مومن خان و شیخ ابراهیم ذوق و میرزا غالب و از ارباب لکھنؤ شیخ امام بخش ناسخ و خواجه حیدر علی آتش زمین شعر را با سمان بردند و تصرفهاے شایسته بجا آوردند و کار این اوستادان در ضمن تذکره رقم خواہد پذیرفت اینجا کشف حقیقت کار منظور بود پس پوشیده نماند که آئین انتخاب ما آنست که ہر شعر که از دیده بدل فرو رود چون در مکنون در سلک بیان کشیم و این فرو ہیده متاع از ہر کجا که بچنگ در آید بمسرت تمام برگیریم عام از آنکه از دکان گرانمایگان باشد یا از کالاے بے بضاعتان چه مدعا از نیکوئی متاع ست نه نظر بپایه خداوندش اما جاے چند بینی که آئین نگاه نداشتیم و قطع نظر از رطب و یابس کردیم آنرا سببے بوده باشد مثلاً اشعار سرب سنگهه المتخلص به دیوانه در خور انتخاب نبود غرض آن نیست که اورا کلام دلچسپ نبوده باشد بلکه انچه ما یافتیم بطبع نیفتاده لیکن از انجا که اوستاد جرأت و از مشاہیر شعرا بود ناچار از غث و سمین در گذشتیم و انچه بهم رسید برنگاشتیم و علی ہذا القیاس ہر جا که از نداق افتاده شعری بینی وجہے داشته باشد گرد آوردن جمیع وجوه طولے داشت بر قصور فہم منتخب حمل نیفتد معہذا

به پیر میکده گفتم که چیست راه نجات	بخواست جام می و گفت عیب پوشیدن

الف ممدوده

آتش خواجه حیدر علی از گرامی قافیه سنجان لکهنؤ است و مصحفی را اوستاد او زند زیست و آزادانه بسر برد سنه ۱۲۶۳ هجری از کشاکش آخشیجان وارست دو دیوان دارد شعرے چند از تذکره ها برداشته آمد خیلے خوش گفته است ؎

آئے بہی لوگ بیٹھے بہی اوٹھہ بہی کہڑے ہوئے
مین جا ہی ڈہونڈتا تیری محفل مین رہگیا

چہوڑتا میرے گریبانکو نہین دست جنون
کیا یہہ اسکو کسی محبوب کا دامن سمجہا

چال ہے مجہہ ناتوانکی مرغ بسمل کی تڑپ
ہر قدم پہ ہے گمان یان رہگیا وان رہگیا

کوچۂ یار مین سایہ کیطرح رہتا ہون
درکے نزدیک کبہی ہون کبہی دیوار کے پاس

اسے جان کی برابر مرقدے ہمنے رکہا ہے
ہماری قبر پر رویا کریگی آرزو برسون

آزاد مرزا اعظم شاه نبیرهٔ مرزا سلیمان شکوه این چند بیت از وست و نیکوست ؎

تمہارا جذبۂ الفت جو لیجائے تو لیجائے
وگرنہ کام کیا ہم بیخودونکا روز محشر مین

وہ بن سنور کے ترا بیٹہنا وہ شرمانا
وہ دیکہہ آئینہ کہنا کہ دیکہنا مجہکو

یہہ تو کہئے کہ ملیگا مجہے مرقد مین تو چین
یا وہان بہی ہے کوئی فتنہ اوٹہانا باقی

آزرده حقایق آگاه معارف دستگاه جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول مغز فصاحت عنصر بلاغت مفتی محمد صدر الدین خان بهادر صدر الصدور دہلی علیه الرحمة از شاه عبد العزیز و شاه رفیع الدین رح دہلوی استفاضه داشت و از مولوی فضل امام پدر مولوی فضل حق خیرآبادی استفاده میکرد یزدانش بیامرزاد از اساتذهٔ پدر من بود کسے را از علمائے دانش آگاه و فضلائے

آگہی پیوند ندیدہ باشی کہ سخن را بدین خوبی بر کرسی نشاندہ باشد در ہرزہ بان سادہ پرکار حرف میزند ہم در ریختہ و پارسی سخن دلکش میگزارد و ہم بلہجہ تازی نسخہ سامری می طرازد حضرت آزردہ و میرزا غالب و مومن خان و جناب شیفتہ ہمصحبت بودہ اند و با یکدیگر پیوند استوار داشتہ ع

یہ کہکے رخنہ ڈالیے اونکی نقاب مین	اچھے برے کا حال کھلے کیا حجاب مین
مین اور ذوق بادہ کشی لیگئیں مجھے	یہ کم نگاہیان تیری بزم شراب مین
پرزے پرزے نکرو نامہ میرا بن دیکھے	یہ بھی چھاتی سے لپٹنا ہے کہ منظور نہین
کاش مقبول ہو دعاے عدو	کیا کرون وہ بھی مستجاب نہین
اوسی کی سی کہنے لگے اہل حشر	کہین پرسش داد خواہان نہین
آنکھون سے دیکھکر تجھے سب ماننا پڑا	کہتے تھے جو ہمیشہ چنین ہے چنان نہین
ملنا ترا یہ غیر سے ہو بہر مصلحت	ہمکو تو سادگی سے تری یہ گمان نہین
اے دل تمام نفع ہے سوداے عشق مین	اک جان کا زیان ہے سو ایسا زیان نہین
تحقیق ہو تو جانو کہ مین کیا ہون قیس کیا	لکھا ہوا ہے یون تو سبھی کچھ کتاب مین
دل نے ملادین خاک مین سب وضعداریان	جون جون رکے وہ ملنے سے ہم بیشتر ملے
باہم ملاپ تھا یہ تیرے دور حسن مین	یہ رسم اوٹھ گئی کہ بشر سے بشر ملے
کامل اس فرقۂ زہاد سے اوٹھا نہ کوئی	کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے

آشفتہ مرزا رضا قلی فرزند محمد شفیع اکبرآبادی استفادۂ سخن از میر سوز داشت و انجمن مشاعرہ می آراست طب نیکو میدانست ع

دم آخر جو ہچکی آئی تھی	وہ فراموشکار تھا دل مین
بجاے اشک نکلتے ہین پارہ ہاے جگر	تمہارے جی مین تھا ارمان دیکھتے جاؤ
اپنے کے ہوتے بھلا غیر کو صدقہ تو نکر	ہم بھی جی رکھتے ہین پیارے تری قربان گئی

آشفتہ سید منور علی پور سید علی نواز رضوی از سادات بارہ دہلوی مولد ست فن طب از پزشک والا پایہ غلام حیدر خان دہلوی بر گرفت وسخن بر مومن خان وحضرت شیفتہ گزرانید ؎

پرسش حال نے پھر یاد دلائی اونکی	گور مین بھی پس مردن نہ کچھ آرام آیا
ہم وحشیونکا گھر ہے کہ لڑکونکا کھیل ہے	دن مین ہزار بار بنا اور بگڑ گیا
عاشق کو لطف سے ہی فزون لطف جور ہین	یہہ غیر کی سزا ہے ہماری سزا نہین
ہے جلاد کی سادگی مین بھی شوخی	میرے خون کو رنگ حنا جانتا ہے

آشفتہ گلاب سنگھ از باشندگان دہلی در عشق زنے گرفتار بود آخر الامر سر خود بریدہ واز جہان رفت ؎

اسی غم نے رلایا زندگی بھر	کہ تجھکو بولنا ہنس کر نہ آیا
ہائے یہہ غیرون سے کہنا اوسکا رک رک کر اب	مجھکو مت چھیڑو کہین آشفتہ یان آجائیگا

آشوب میر امداد علی خان فرزند میر روشن علیخان فروغ تلمیذ میر ممنون از سادات بود وآبا واجداد در اخطاب خانی سرمایۂ مباہات در دہلی نشو ونما یافتہ رفتار استاد خویش دارد ؎

گنہ کے بوجھ سے محشر تلک پہنچ نہ سکے	اسی مین پردہ رہا ہم گناہگارونکا
پاس آلودگی دامن قاتل نہ گیا	کسقدر ذوق تپیدن ہے پشیمان ہونین

آہی میر عبد الرحمن فرزند میر تسکین نظر کردۂ حضرت صہبائی است ؎

ہے غلط دھوم کہ نکلا تھا وہ گھر سے باہر	شہر مین چاک کسیکا تو گریبان ہوتا
تمہارے حسن مین گرمی نہین ہے	اگر ہووے تو وا بند قبا ہو
واعظا خلد سے لا خانہ خمار مین رکھہ	قدر وان می کی ہے جس جا کوئی مینخوار رہے

الف مقصورہ

اثر سید محمد میر کہین برادر خواجہ میر درد علیہما الرحمہ بارسمی آگہی آشنا و از معنوی دانش آگاہ افکارش خاطر نشان و اشعارش دلنشین دیوانے و مثنوی گزاشت ہ

دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا
دشمنی پر تو پیار آتا ہے

آپ ہی نہ جل بجھے نہ کچھ اوس دلمین راہ کی
اسپر کہین گے آہ کہ ہمنے بہی آہ کی

ہمین حیرت ہی آپ ہی تجھکو کیا دیوین جواب کا
کہ تجھ بن اب تلک کسطرح ہمنے زندگانی کی

پھر کہین کچھ تو ہی تحقیق سہی کیا کام مجھے
یون تو ناحق نہین دیتے ہین دشنام مجھے

اثر عبد الرزاق پسر عبد الرحمن تمنا از تربیت یافتگان مولوی صہبائی ہ

ترا ہر ایک سے ملنا بُت وفا دشمن
کرے گا دیکھئے کس کس سے آشنا مجھکو

ایک دن فاتحہ پڑہتا تہا کسی قبر پہ وہ
حیلہ اک اور بہی باقی ہی سوم دیکھین گے

احسان حافظ عبد الرحمان خان دہلوی بر عہدۂ مختاری سرکار مرزا فرخندہ بخت نامزد بود بصنائع لفظیہ خیلے گرایش داشت و با اینہمہ سخن سادہ پرکار می راند در ۱۲۶۷ھ ازین خاکدان رخت بربست ہ

مین تو اوس نوجوان پر غش ہون
ہائے عالم تری جوانی کا

یہ شام ہجر آئی آفت زدہ کہان سے
ہورو سیاہ ایسے ناخواندہ میہمان کا

کہان وہ گریہ وہ نالہ وہ جان لب پر رہا
کسیکا کام ہمیشہ بنا نہین رہتا

ہماری جان پہ گرتی ہی برق غم ظالم
تجھے تو سہل سا ہے شغل مسکرانے کا

پھرا عدم سے کوئی اب تلک نہ اُکتا کر
خدا ہی جانے وہان ہین فراغتین کیا کیا

کہئے کیا کیون طفل اشک اپنی گلے کے ہار ہین
اس زمانہ کے تو کچھ لڑکے ہی ناہموار ہین

بہت دور ہے اپنے نزدیک تو بھی — تجھے یاد کافر بہانے بہت ہین
کشش دل کی ہی کام آتی ہے ورنہ — فسون سیکڑون ہین فسانے بہت ہین

احسن مولوی محمد احسن خلف منشی محمد احمد بلگرامی اصل وصفی پوری موطن ولادتش در ۱۲۴۴ھ واقع شدہ ونسبش تا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میرسد امروز در بھوپال بسلک اعزہ منسلک است وبہ تعلیم کہین برادرم مامور در حسن تعلیم نا آشنایان پارسی معروف است از تالیفات اوست ارژنگ فرہنگ کارنامۂ فرہنگ آئینۂ حسن تحفۂ صدیقیہ وصحیفۂ شاہجہانی ولغات شاہجہانی ومصطلحات شاہجہانی منشآتش در بنگالہ غازہ شہرت بر رو دارد سخن در ریختہ کمتر گفتہ است ودر پارسی بیشتر دیوان پارسی صولت عظیم آبادی کہ از تلامذہ اش بود دیدہ ام طبع ہموار داشت ہ

نکرینگے سرِ شوریدہ کی ہم چارہ گری — اپنے سر پہ نہین لینے کے ہم احسان اپنا
اثر دیکھو شہیدان محبت کی تواضع کا — نکلتا ہے میرے سینہ سے تیر اوسکا کمان ہوکر
تن کا یہہ نقشہ کہ ہل سکتا نہین جون نقش پا — دلکی وہ حالت کہ سو سو بار اوچھلا جائے ہے
گمان ذوق کرم تو نکر خدا کے لئے — وفا مین کرتا ہون ظالم تری جفا کے لئے
ہمارا تذکرہ لازم ہے قیس کے مابعد — خبر ضرور ہے جس طرح مبتدا کے لئے
وہان بھی ناز سے تم میرا خون بہا دینا — کرون مین حشر مین دعوی جو خونبہا کے لئے
یہہ سر کہ بار گران ہے بدوش جان احسن — لگا رکھا ہے کسی تیغ آزما کے لئے
دیر تک ٹھیرے وہ پس کشتن — بدگمانی کا مجھہ پر احسان ہے

اختر قاضی محمد صادق خان از قاضی زادگان ہوگلی نواح کلکتہ از غازی الدین حیدر پادشاہ لکھنؤ خطاب ملک الشعرا یافت پس از غدر ہندوستان جامہ گزاشت از تالیفات اوست صبح صادق ونور الانشا ومحامد حیدریہ ونقود الحکم وتذکرۂ

آفتاب عالمتاب دو دیوان پارسی و ریختہ ؎

جان دی ہمنے ہوئی تب غمِ ہجر انسے نجات
عقلا اسلئے کچھ چیز لگا رکھتے ہین

اسیر منشی مظفر علی خان لکھنوی ارشد تلامذہ مصحفی در سایۂ عطوفت فرمانروائے رامپور بسر می برد پیشتر در عہد واجد علی شاہ بادشاہ اودہ مورد مکارم خسروانی بود و بہ تدبیر الدولہ مدبر الملک میر مظفر علی خان بہادر بہادر جنگ مخاطب در فارسی نیز دستگاہے دارد و در ریختہ او را دیوانہاست سخنور ریختہ گوست و این چند بیت از وست ؎

ثابت اپنا نہوا خون کسی پر دمِ حشر
ناز نے غمزہ پہ غمزہ نے ادا پر رکھا

کوے قاتل کو جو چلتا ہون تو سایہ ڈر کر
پوچھتا ہے لیئے جاتے ہو کہان تم مجھکو

اشک قطب الدین نام از تلامذۂ داغ دہلوی است خیلے خوش گفتہ ؎

خوفِ رنجش نہ کچھ اندیشۂ بیداد آیا
لکھدیا خط مین او نہین وقت پہ جو یاد آیا

چرخ کی چال زمانہ کا طریقہ سیکھو
ہے یہی شرم تو کب شیوۂ بیداد آیا

دلمین مرے رہا دلِ دشمن کو چھوڑ کر
تیرِ نگاہِ یار بھی ہے آبرو پسند

کہتے ہین مجھ سے صرف یہہ بیچو تو مول لین
دل ہے پسند دل کی نہین آرزو پسند

میری قسمت مین خوشی کب تھی بجز رنج و الم
مین تو کھٹکا تھا وہین اپنا مقدر دیکھکر

خاکساری جو ٹھکانے سے لگا دے مجھکو
تو رہون چین سے خاکِ درِ جانان ہو کر

ادا کہتی ہے مین لون ناز کہتا ہی کہ مین لیلون
ابھی سودا نہین دل کا خریدارونکی باتین ہین

ملائی جائیگی اوس بت کی صورت حور و غلمانسے
بڑا موقع تو ہی پر دیکھئے وہان ہم بھی ہوتے ہین

دل اوسی فتنہ گر کا بیر و ہے
فتنہ بچتا ہے جسکے دامن سے

خبردار اسکو چین آنے نہ دینا
قسم لی اوس نے میرے ہمنشین سے

بزمِ دشمن مین مجھکو رہنے دو
چاہیئے اک برے بھلے کے لیئے

اوسکی محفل کی دیکھنا تہذیب
بات کا انتظام ہوتا ہے

اب جہنم اگر کمی کچھ ہو		ہم سے لینا عذاب فرقت کے

افسوس میر شبیر علی خلف میر مظفر علی نسبتش تا امام جعفر رضی اللہ عنہ منتہی میشود مزاجوان سخت را ہمدم خیر سگال بود و میر حیدر علی حیران را تلمیذ رشادت پیوند در آخر ایام عہدۂ انشار کالج کلکتہ بود و باز گشت ہ

دیکھتے ہی اوسے حاضر ہوئے مرجانیکو		وہی احباب جو یان آئے تھے سمجہانیکو

افضل میر افضل علی فرزند میر قاسم علی قاسم از پدر خویش بہرۂ سخن بر داشتہ ہ

دل سے شکوہ زبان تک آکر		بن گیا شکر آپ کے ڈر سے
کیا مزا ہو جو وہ دربان سے اپنے کہدین		کوئی یان آنے نپائے مگر افضل آئے

اکبر اکبر خان کہین برادر شیفتہ دہلوی از مومن خان باستفاضہ پرداختہ نیکو سنجیدہ است ہ

ہوا نہ شوق سے اوس کوچہ مین گذر اپنا		ہمیشہ پیچھے رہا ہم سے نامہ بر اپنا
ہم تو یون ہی رہے جو خفا ہو تو خوش رہو		آئے تھے طلب سے کہ رخصت کیا چلے

امیر منشی امیر احمد کہین فرزند مولوی کریم احمد لکھنوی نسبتش تا حضرت شیخ مینا قدس سرہ میرسد زانوے ادب پیش منشی مظفر علی اسیر تہ کردہ امروز بہ اوستادی زمان فرماے رامپور سرفراز است از تالیفات اوست مرآۃ الغیب گوہر انتخاب محامد خاتم النبیین مضامین دل آشوب مجموعۂ واسوختہا و قصاید و بعض مثنویات مثل نور تجلی و ابر کرم و مسدسے نعتیہ مسمی بہ ذکر شاہ انبیا و سرمۂ بصیرت از گرامی سخن سنجانست و نامی اوستادان گفتار خود انتخاب کردہ نزد نامہ نگار فرستادہ ذوقہا کہ بخشید ستوان گفت ہ

اسقدر ہے دراز ہجر کی رات		پر تڑپنے سے جی نہیں بھرتا

نوجوان لوگ کیا نہین کرتے
دل لگایا تو کیا گناہ کیا

وہ آئے کھینچ کے تلوار سبکو شاد کیا
امیر آج بہت ہم نے تمکو یاد کیا

غم اوسکا حسرت تو نشے پوچھتا ہے میرے سینہ مین
کہان ہے وہ جو دل نام اک یہان بیمار رہتا تھا

لاکھون اوس لیلی کے دیوانے تھے اونمین عشق نے
ایک مشت استخوان کا نام مجنون رکھدیا

بہا خون ہوکر جو ٹھوکر سے بولے
مصیبت کا مارا یہہ دل تھا کسیکا

چلے جو آج بتاتے تری گلی کی راہ
مین آج خضر سے بھی سخت بدگمان ہوا

عشق کے نام سے معشوق کو ہوتا ہی گریز
جی مین ہی آج سے عاشق ہون شب فرقت یہ

ذرا دن حشر کی فریاد سے تو کہتے ہین
ہمارے آگے تمہاری وہان سنیگا کون

ہمکو دیکھا تو غیر سے بولے
آپ ہی مجھکو پیار کرتے ہین

عمر کو سارا زمانا گذران کہتا ہے
دن جدائی کا مگر عمر مین محسوب نہین

روتے ہین ترے مریض پہرون
چھاتی سے لگاکے درد دل کو

روز آنے کو جب کہا بولے
اک تمہین مجھکو پیار کرتے ہو

کرتے تو ہو امیر سوال اوس سے حشر مین
اور اوسکو گر جواب نہ آیا تو پھر کہو

اے شب فرقت عجب اندھیر کی یہہ بات ہے
ساری دنیا مین تو دن اک میرے گھر مین رات ہے

بسملون سے بھی ناز اوٹھوائے
ہاے انداز میرے قاتل کے

ہے قصد کہ دل کعبہ نشینونکے چرائے
تاکا ہے بڑے گھر کو ترے دزد حنا نے

تمکو آتا ہے پیار پر غصہ
مجھکو غصہ پہ پیار آتا ہے

مینے کہا کہ پھیر دو دل کیا کروگے تم
بولے ہم اپنے تیر کا پیکان بنائینگے

کہئے نا آشنا تو کہتے ہین
یہی باتین ہین آشنائی کی

غیرونکے حال پر تو بہت لطف ہے تجھے
ہم پر بھی لطف حال ہمارا بھی غیر ہے

باقی نہ کوئی دل مین الٰہی ہوس رہے
چودہ برس کے سن مین وہ لاکھون برس رہے

مسجد مین بلاتا ہے ہمین زاہد نافہم
ہوتا کچھ اگر ہوش تو میخانے نجاتے

ہاتھ ڈالا مینے دامن پر تو بولے ناز سے
پھرا دامن چھوڑ دے اپنا گریبان پھاڑیے

دم جو نکلا غم فرقت مین تو ہم یہہ سمجھے
دل جو اوٹھا تو منانیکے لئے جان گئی

مرے ہی سامنے دامن اوٹھا کر ناز سے چلنا
مجھی سے پھر گلہ اولٹا مرے چاک گریبان کا

نہوگا بند جب تک نقد جان باقی ہی قالب مین
سخی کے گھر کا دروازہ ہی چاک اپنے گریبان کا

جگر کو دون کہ دل کو دون تباہی ایک قاتل
کہ دو پیاسو مین ہی یہہ ایک قطرہ آب پیکانکا

نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوتے رک گئی وحشت
اوٹھائی اوسنے چلمن ہگیا پردہ گریبانکا

خلعت پہن کے آئینگی تھی گھر مین آرزو
یہہ حوصلہ بھی گور و کفن سے نکل گیا

پہلو مین میرے دلکو نہ ای درد کر تلاش
مدت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا

بت بنکے وقت نزع نہ بالین پہ میرے بیٹھ
ہوتا ہے آج خاتمہ گفت و شنید کا

اہل محشر پہ ہے احسان ترے دیوانے کا
سر کو ٹکرا کے در باغ ارم توڑ دیا

بہار آئی ہی اے دست جنون یا عید آئی ہی
گریبان سے گلے ملنے چلا ہی چاک دامانکا

چھانی ہی پہاڑ پھاڑ کے اوسمین شراب ناب
کیا صرف کار خیر مرا پیرہن ہوا

کسی گنہ پہ کوئی قتل ہو مین کہتا ہون
کہ اس سے جرم ہوا ہوگا آشنائی کا

شب وصال بہت کم ہی آسمان سے کہو
کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

جب کہا مینے شب غم کوئی غمخوار نتھا
در دنے اوٹھ کے کہا کیا یہہ گنہگار نتھا

قریب ہی یار روز محشر چھپے گا کشتونکا خون کیونکر
جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستین کا

وہ مزا دیا تڑپ نے کہ یہہ آرزو ہی یارب
مرے دونون پہلوؤن مین دل بیقرار ہوتا

جب مین کہتا ہون کہوگے کیا خدا کے سامنے
کہتے ہین ہمکو بتا دین روز محشر کا جواب

مرے آنسوؤن نے مجھے بخشوا یا
بڑے کام آئے یہہ لڑکے مچل کر

گل ہوا غنچہ تو آواز یہہ اوس سے آئی
جمع پہر دل نہین ہوتا ہی پریشان ہوکر

بولا وہ بت سرہانے مرے آکے وقت نزع
کانٹا ہوا ہون سوکھ کے لیکن نہال ہون
تونے تو اے سیاہی شبہاے تار ہجر
کہتی ہے ہر پلک تری زلف دراز سے
اے برق تو ذرا کبھی تڑپی ٹھہر گئی
ٹھکرا کے میرے سر کو وہ کہتے ہین ناز سے
خنجر کو چوس چوس کے کہتے ہین میرے زخم
وہ آئے وعدہ وصل کا قاصد نہین نہین
نہان رہتا ہے آئینہ سے وہ بیگانہ خو برسون
مزا لے لیکے رگڑا ہی گلا شمشیر قاتل سے
نکر اے یاس یون برباد میرے خانۂ دلکو
صورت غنچہ کہان تاب تکلم مجھکو
مین تو کیا عکس سے وہ آئینہ رو کہتا ہے
زاہد امید رحمت حق اور ہجو مے
کانٹون سے کہو سنبھال لینا
وصال پر ہے جو وصل امتحان کر دیکھو
مری طرف سے کہے کوئی حضرت غم سے
مشتاق شہادت کو وہ دو ہاتھ لگا کر
دل ملگئے وصال کا سودا اٹھ گیا
آرائش اوسکی زلف نے کس طرح سے کی

فریاد کو چلے ہو ہماری خدا کے پاس
کھٹکونگا اور اپنے عدو کی نگاہ مین
دھبا لگا دیا مرے بخت سیاہ مین
یہ چھوٹے سے قد یہ میرے بنجانا بلا ہون مین
یان عمر کٹ گئی ہے اسی اضطراب مین
لو ایسے مفت سجدے مری آستانے مین
ظالم مزے بھرے ہوئے تجھمین کہانکے ہین
سچ سچ بتا یہ لفظ ادہنین کی زبانکے ہین
حیا دیکھو نہین آتا ہے اپنے روبرو برسون
برنگ زخم ہم ہنس ہنسکے روتے ہین لہو برسون
اسی گھر مین جلایا ہے چراغ آرزو برسون
منہ کے سو ٹکڑے ہون آئے جو تبسم مجھکو
پیار کی آنکھ سے دیکھا نکرو تم مجھکو
پہلے شراب پیکے گنہگار بھی تو ہو
آتا ہے غش اک برہنہ پا کو
امیر یون ہی سہی چند روز مر دیکھو
بہت رہے مرے دلمین اب اور گھر دیکھو
کہتے ہین لگاوٹ بہت آتی نہین مجھکو
الفت کی آنکھ بیچ مین دلال ہو گئی
ہنسلی گلے مین پانو مین خلخال ہو گئی

کرنہ انکار مرے خون سے اے تیر فگن
دیکھ کچھ کہتی ہے سُرخی ترے سوفارونکی

سبکو پاس اپنو نکا ہوتا ہی یہہ ہی عفو کا حکم
بیگناہونسے صف آگے ہو گنہگارون کی

اللہ رے قدر مرے گناہونکی روز حشر
تعظیم کو کھڑی ہوئی میزان حساب کی

سو جانین ہون تو تیغ یہ تیری فدا کرون
کیا جلد کٹ گئی ہے گھڑی اضطراب کی

ہجو مے بیٹھہ کے مسجد مین نکرا ے واعظ
ایسی شئے ہے کہ قیامت یہ اوٹھار کہی ہے

غیر کے ساتھہ وفا کرکے وہ مجھہ سی بولے
یہہ وہی بات ہے جو تمنے بتار کھی ہے

حشر مین عذر گنہ کیا ہی بتا تو رکھو
کہ مبادا تمہین بھولے تو مجھے یاد رہے

لگی دل کی بجھائے بیکسی مین کون ایسا ہے
مگر اک گریہ حسرت کہ بیتابانہ آتا ہے

چھوڑے کہین نہ گیسوے پرخم نے اوسکے پیچ
کچھہ رہ گئی تو میرے مقدر مین رہ گئے

نہ توڑو آئینہ جانے بہی دو کہ ایک یہی
تمہارے دیکھنے والون مین یار باقی ہے

شوخی حسن نے لاکھہ اونکو کیا طاق مگر
پھر لڑکپن ہے ابہی آنکھ جھپک جاتی ہے

یقین ہوا جو گرا دانت کوئی پیری مین
کہ آج کھل گئی کھڑکی قضا کے آنے کی

ہاتھہ تک مفتی و قاضی کو لگانے ندیا
دختر رز تو بڑی صاحب عصمت نکلی

منہہ اپنا نہ آرسی مین دیکھو ÷
سنبھلی کی نہ چوٹ رو برو کی

ایک قطرہ بہی نہ پینا مگر اے جا بجہان
اوسی انداز سے کہلے کہ نہین تھوڑی سی

نکالے جاتے ہین ہر روز اوسکے پاس خاطر سے
ترے عاشق نہ ٹھہرے ہم عدو کا مدعا ٹھہرے

جفا دیکھو جنازہ پہ مرے آکے تو فرمایا
کہو تم بیوفا ٹھہرے کہ اب ہم بیوفا ٹھہرے

شب وصلت قریب آنے نپائے کوئی خلوت مین
ادب ہم سے جُدا ٹھہرے حیا تمسے جُدا ٹھہرے

آنکھہ کہتی ہے یہہ دلسے کہ کریگی برباد
خواہش وصل تجھے حسرت دیدار مجھے

کہتا ہے وہ صنم کہ رہین ہم تمہارے گھر
لیکن یہہ شرط ہے کہ خدا درمیان رہے

انشا انشاء اللہ خان خلف ماشاء اللہ خان مصدر تخلص از مشاہیر قافیہ سنجان

ظرافت شعار در مرشدآباد از خلوت کدهٔ عدم برآمده و در پایان روزگار بزمرهٔ همنشینان
وزیر الممالک نواب سعادت علی خان درآمده از بیشتر فنون بهره‌مند و در بذله‌سنجی
صاحب دستگاه بلند پرگو بود اما منتخب گفتارش دلچسپ آمده ؎

گلبرگ تر سمجهه کے لگا بیٹهی ایک چونچ
بلبل ہمارے زخم جگر کے کهرنڈ پر

نه چهیڑ اے نکہت باد بہاری راه لگ اپنی
تجهے اٹکهیلیان سوجهی ہین ہم بیزار بیٹهے ہین

چهیڑنے کا تو مزه جب ہے کهو اور سنو
بات مین تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو

گالی سہی ادا سہی چین جبین سہی
یہه سب سہی پر ایک نہین کی نہین سہی

چند مدت کو فراق صنم و دیر تو ہے
چلو پهر کعبه ہی ہو آئین بهلا سیر تو ہے

گر نازنین کے کہنے سے مانا برا ہو کچهه
میری طرف کو دیکهیے مین نازنین سہی

گالیان سیکڑون دین پاؤن جو دابے ہمنے
محنتین خوب سہی کین خوب سے انعام لیے

دو بوسے نہین راضی ہوا مین تو وه بولے
تیری تو کسی طرح سے نیت نہین بهرتی

انور سید شجاع الدین نام عرف امراؤ مرزا دهلوی خلف سید جلال الدین خوشنویس
اوستاد بهادرشاه از تلامذهٔ ذوق است گویند امروز در جیپور پاے افشرده است
این مایه از گفتارش بدست آمد بس نیکو میسر آید ؎

وه آنکهین نہین ہاے کیا ہو گیا
وه کافر تو اب کچهه نیا ہو گیا

نه مین سمجها نه آپ آئے کہین سے
پسینا پونچهیے اپنی جبین سے

ایجاد مرزا رحیم الدین پسر مرزا حسین بخش از شاگردان مولوی صہبائی
است ؎

لگے ہم سے نظر اپنی چرانے
وه سمجهے جس گهڑی لطف نظر کو

باء الموحده

بحر شیخ امداد علی خلف شیخ امام بخش لکھنوی از تلامذهٔ ناسخ است درامیه درگذشت ه

کہا کسی نے نہ اتنا ہمارے دفن کیوقت
که اپنه خاک نه ڈالو یهه ہین نہائے ہوئے

جو بات کل تہی ملاقات مین وه آج نہین
بُرا نه مانیئے دو دن کا پیار دیکهه چکے

برق فتح الدوله بخشی الملک مرزا محمد رضا خان فرزند مرزا کاظم علی از ناسخ فیض پذیر بود با واجد علی شاه بادشاه سابق اوده به کلکته شد و از انجا بسنه ۱۲۸۵ع رہگراے نیستی گاه گشت ه

قیس کا نام نه لو ذکر جنون جانے دو
دیکهه لینا مجهے تم موسم گل آنے دو

ہم تو اپنون سے بہی بیگانه ہوئے الفت مین
تم جو غیرون سے ملے تمکو نه غیرت آئی

برکت برکت علی خان خیرآبادی مختار فرمانفرماے پٹیاله نیک برمی گذارد ه

غم اوٹہانا یهه مرے دلکا ٹھکانے لگجائے
ایک دم کے بہی لئے پاس جو بٹہلائے کوئی

مجهکو مرکار کا سا جو پایا تو یون کہا
پالے خدا نه ڈالے کسی بدگمان کے

تصور مین ترے گر کوئی چہیڑے ہے تو کہتا ہون
ذرا دم لو کوئی آیا ہوا جاتا ہے پہلو سے

بسمل عبد الحکیم برادرزاده مولوی صہبائی پارسی آشنا بود و از فن طب و حکمت بہره مند ه

اگر نه تیغ نگهه سے اسے بچاتا مین
تو ہر بدف کے لئے آج دل کہان ہوتا

حضرت بسمل کی حالت دیکهکر بولا یهه قیس
پیر و مرشد خیر تو ہے آپ کو یهه کیا ہوا

بقا بقاء الله اکبرآبادی پور حافظ لطف الله خوشنویس میر و مرزا را دریافته مرد ظرافت پیشه درست اندیشه بود بپارسی از مرزا مکین مستفیض و در ریخته از شاه حاتم و میر درد مستفید ه

سر سری مل کے مرے پاس سے جانا کیا تہا
راه بس ملنے آئے تہے یهه آنا کیا تہا

دیکھہ آئینہ جو کہتا ہے کہ اللہ رے مین
اوسکا مین چاہنے والا ہون تماشا دیکھین

بلند صفدر علی بیگ خط نستعلیق و شکستہ نیکو می نگاشت از مرزا صابر بہرہ اندوز بود ؎

ایک بوسہ پہ یہہ لڑائی حیف
دس نہین سو نہین ہزار نہین

بیان خواجہ احسن اللہ از خاک پاک دہلی است مولانا فخر الدین را مرید عقیدت شعار و مرزا مظہر رح را تلمیذ رشادت پیوند بود رحمۃ اللہ علیہما در حیدرآباد فرو شد حرف خوش میزد ؎

مت آئیو اے وعدہ فراموش تو اب بہی
جسطرح کٹا روز گزر جائیگی شب بہی

بیان کون ہے اب تلک پوچھتے ہو
تغافل کے قربان تجاہل کے صدقے

بیتاب عباس علی خان برادرزادۂ نواب محمد سعید خان بہادر مرحوم فرمان فرماے رامپور شیوہ سخن از حکیم مومن خان آموختہ سخن دلکش میگزارد ؎

پیدا ہوا رقیب کا غم دلمین ان دنون
بیتاب غم بہی کہانے مین اب کچھہ مزہ نہین

سحر نہ دیکھنی ہمکو نصیب ہو یارب
شب وصال بھی اپنی یہی دعا ہوگی

بیدار میر محمدی دہلوی با مرتضی قلی خان نسبت تلمذ درست داشتہ و با مولانا فخر الدین رح پیوند ارادت محکم در اکبرآباد عنصری پیوند گسیخت ؎

کرتا ہون شاد دل اپنا ترے تصور سے
اگر یہہ شغل نہوتا تو کیا کیا کرتا

فتراک سے باندہ خواہ مت باندہ
اب تیرے شکار ہوگئے ہم

آج لگتی ہے کچھہ بغل خالی
کون سینہ سے لے گیا دل کو

خواب مین ایک بہی شب یار نہ آیا بیدار
اس تمنا مین کئی دن ہوئے سوتے سوتے

بیمار شیخ علی بخش از خاک پاک قصبہ آنولہ متعلقہ کمشنری بریلی از اوائل عمر سوداے سخنگوئی در سر میداشت در شباب شوق بہ لکھنؤ گذر کرد و در تلامذۂ

مصحفی انتظام یافت بہ کمال شہرت سخن او نواب محمد سعید خان سروری آرای ریاست رامپور بواسطہ حکیم سعادت علی خان بہادر جنرل فوج طلب داشتند باصرار رئیس محتشم الیہ شاگردی آخون زادہ احمد خان غفلت تخلص رامپوری اختیار نمود صاحب زبان مغزدار است و اوستاد قیامت کار چندین دیوان غزلیات و قصاید فراہم آوردہ و پریشان ساخت ٥

کون پرسان ہے حال بسمل کا　　خلق منہہ دیکھتے ہی قاتل کا
سانس آہستہ لیجیو بیمار　　ٹوٹ جائے نہ آبلہ دل کا
ہر روز وہ پہر جاتے ہین در تک مرے آکر　　کچھہ جذب محبت کو لگی ہے نظر ایسی
بیمار کو غفلت ہے بہت خیر نہین آج　　ہر چند کہ تہی حالت غش کل بہی پر ایسی
کیا سفر کا ارادہ جو بزم جانان سے　　کوئی گلے نہ ملا موت کے سوا مجھہ سے
نہ رہنے دیگی وحشت بتکدہ مین　　اوٹھو بیمار جو مرضی خدا کی

تاء فوقانی

تابان میر عبدالحی جہان آبادی نژاد از دودۂ حضرت علی موسی رضا رضی اللہ عنہ بدیع الجمال لطیف الاعتدال بود در عنفوان شباب درگذشت ٥

تو دیکھہ مجھکو نزع مین مت کہ رہ کہ مرے بعد　　مجھہ سے بہت ہین ایک نہو گا تو کیا ہوا
کس کسطرح کی دلمین گزرتی ہین حسرتین　　ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا
کس سے فریاد کرون مین کہ وہ ہرجائی ہے　　آہ اس بات مین میری ہی تو رسوائی ہے

تپش مرزا جان نامش اسمعیل دہلوی مولد فرزند مرزا یوسف بیگ از اولاد سید جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ در لکھنؤ برفاقت مرزا جہاندار شاہ بسر بردہ پیر

در بنگالہ بحرگہ نواب شمس الدولہ در آمد سینسکرت نیکو میدانست درین فن از تلامذۂ میر درد بود رحمۃ اللہ علیہ بیشتر مقطعات میگفت ؎

ہمین تو اشک کے قطرہ کا بھی ہے تھامنا مشکل	بھلے وہ لوگ ہین جنکے تئین دل تھام آتا ہے

تجلی میر محمد حسن دہلوی المعروف بہ حاجی پور میر محمد حسین کلیم خواہرزادہ میر تقی میر ظرافت منش جوانے بود ؎

آنکھین خدا نے دیکھنے کو دی ہین پر یہان	دیکھا تری طرف جو کسی نے تو کیا ہوا
وہ ابتو ہمین بھول گئے ہین یہ تجلی	جب ہم نہین ہونے کے بہت یاد کرینگے

تسلیم منشی محمد انور حسین سہسوانی تلمیذ شیخ علی بخش بیمار در ہر دو زبان پارسی و ریختہ پختہ گوست و در صنایع و بدایع اورا نامہاست و در تاریخگوئی ید طولے دارد دو دیوان دارد یکے در پارسی دیگرے در ریختہ مثنوی و قصائد مزید علیہ اکنون سترگ نامہ در تحقیق الفاظ ترتیب دادہ است ؎

کاٹ سر میرا ہلکا بدن ہو جائیگا	کام میرا نام تیرا تیغ زن ہو جائے گا
حال یہہ اون کی انجمن مین ہے	ہر سخن معرض سخن مین ہے
وہی نئی تازہ او پچ وہ میری فریاد کی ہے	باغبان لوٹ ہے حالت بری صیاد کی ہے

تسلیم شیخ امیر اللہ فرزند مولوی عبد الصمد فیض آبادی سخن طرازی از نسیم دہلوی آموختہ دیوانے دارد مثنوی نالۂ تسلیم و مثنوی دل و جان او راست گویند امروز در رامپور از متوسلان ریاست است ؎

نہین معلوم بگڑے آج کس سے	مزا ہے دشمنی مین دوستی کا
ہائے کب تک نہ مین گھبراؤنگا اے دست جنون	ابتو دامن بھی نہین ہے کہ بہل جاؤنگا
اپنے صدمے دئیے کہ آخر کو	ہاتھ اوٹھانا پڑا دعا کے لئے

تسکین میر حسین دہلوی از اولاد سید حیدر بود کہ فرخ سیر را از ہم

گذرانید درسنہ ۱۲۶۹ وفات یافت

چپ لگی مجھکو تو چرچا بھی پھر وہان ہوگا
راز اپنا نہ خموشی سے بھی پنہان ہوگا

ہر صبح وہ ڈہونڈہے ہے کوئی تازہ خریدار
صورت مری ہر روز بدل جائے تو اچھا

تمکو بھی تو غیرونسے وہ اخلاص نہین ہے
جو ربط کہ اس دست و گریبان مین دیکھا

خوبصورت نہو کوئی تو نہو بدنامی
سچ تو یہہ ہے کہ برا ہوتا ہی اچھا ہونا

کہتے ہین رنجش ظاہر مین مزہ آتا ہے
یون ہی تم مجھہ سے خفا ہوکے ذرا الجھا

تمہین بھی کھولنی زلفین پڑینگی
دل گم گشتہ گر اپنا نہ پایا

یہہ تو سچ ہے کہ جو تم جا ہوگے گذر روگے
پر یہہ ممکن نہین ہمپر کبھی بیداد نہو

وہم آتا ہی مٹا کر خط پیشانی ہائے
اسمین لکھا نہو اس در کی جبین سائی کو

اب یہہ حالت ہے کہ اونسا بیدرد
میرے بچنے کی دعا مانگے ہے

تصویر بتّن نام دہلوی سواد روشن نکردہ بود اما طبع خوشی داشت نجیب زادہ بود اما از آشوب زمانہ پیشہ نیچہ بندان گرفتہ

کچھہ نہ بن آیا تو سبکو آپ کہکر اپنے ظلم
بیمزہ رکھنے کو میرے وہ پشیمان ہی رہا

رہا ہوئے یہ بھی ہم تو رہی قفس ہی کے گرد
کہان وہ جائین کہ جو بال و پر نہین رکھتے

کچھہ مزا شور تبسم نے تمہارے ہے دیا
یون تو زخمونپہ بہت ہم نے نمکدان اولٹے

یہہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ رخصت کا لیکے نام
سو بار بیٹھے بیٹھے مجھے تم رولا چکے

آج کی شب نہ خفا ہو ترے قربان ہمسے
کل تو لیوے ہی گی بدلا شب ہجران ہمسے

تعشق سید محمد دہلوی از تلامذہ میر عزت اللہ عشق یا میر قدرت اللہ خان قاسم پدر میر عزت اللہ عشق واللہ اعلم و نیز وے قرابتے با ایشان داشت بہ تعلیم دانش جویان مدرسۂ انگریزی شاہجہان نامزد بود

سامنے دیکھیو آتا ہے تعشق وہ کون
بارے کہا ابتو ہوا خوش دل محزون ترا

وعدۂ شام تو کیسا ہے ولے　　کبہی وہ آتا نظر نہین آتا

تمنا یکے از اقامت پذیرندگان کلکتہ ؎

جو اسطرف سے گذر ہوا ہے تو قبرِ عاشق بہی آکے دیکہو
نگاہ حسرت سے گر نہ دیکہو بلا سے تیوری چڑہا کے دیکہو
کُہلے ہین سب زخم خون چکیدہ برنگ گلہائے نو رسیدہ
تمام اعضا ہین گو بُریدہ مگر نہ عادت گئی ہنسی کی

تمنا اسحاق خان دہلوی خیلے عاشق مزاج بود اوقات خود وقف صحبت نازنینان داشت یکے طبعش از اعتدال برگردید طبیبان منعش از وقاع کردند درآن حال شعرے گفت وہو ہذا ؎

اپنی تو یہہ صورت ہی کہ جون بلبل تصویر　　پرواز کی طاقت نہین اور یاس چمن ہے

تنہا محمد عیسیٰ از دہلی ست از مصحفی تہذیب گفتار پرداخت ؎

مین جور وتُہا تو منا کر مجہے وہ یون بولا　　کہئے کیا کرتے جو تمکو نہ منا تا کوئی

توقیر عبد القادر پنجابی در دہلی اقامت گزیدہ بود ؎

زخمی تری نگاہ کے آخر کو مر گئے　　کہہ کہہ کے ہائے ہائے جگر ہائے ہائے دل
ہم تو خاطر سے تری غیرونکو بہی تعظیم دین　　رشک پر کہتا ہے بیٹہو اپنی یہہ عادت نہین
بتونکو چاہنا اور حضرتِ توقیر یہہ صورت　　بظاہر تو نظر آتے ہو تم مرد مسلمان سے

ثاء مثلثہ

ثاقب نواب شہاب الدین خان خلف الرشید نواب ضیاء الدین خان کا سہ لیس مرزا غالب است ہنگام شورش ہند جابہ گزاشت خیلے نغز گفتار بود ؎

اوس عصر مین کہتے تھے آپ پیار سے طوفان — بچپن کا ہے یہہ نام مرے دیدۂ تر کا
گھر بیابان مین بنایا نہین ہمنے لیکن — جسکو گھر سمجھے ہوئے تھے وہ بیابان نکلا
جو کام مین غیر کے ہوئین صرف — افسوس وہ دلربا ادائین
تمنا نہین ہمکو پروانگی کی — وہ اب غیر کی شمع محفل ہوئے ہین
نہ لیٹین نہ ہون قتل انصاف یہہ ہے — کہ ہم خود بدآموز قاتل ہوئے ہین
دلکا سودا ہے خفا ہونیکی کچھہ بات نہین — گفتگو رہتی ہے بایع کو خریدار کے ساتھ
دانے پانی کی خبر لینے کی توفیق نہین — کھیلنا جانتے ہین مرغ گرفتار کے ساتھ
رنجش سے گر کہا ہو تو ایمان نہو نصیب — کافر بتونکو کہتے ہین عشاق پیار سے
رکھتے ہین لوگ خلوتِ دشمن کا اتہام — بے پردگی مین پردہ ہی پردہ اوٹھائیے

جیسہ تازی

جرأت شیخ قلندر بخش خلف حافظ امان دہلوی سخن از جعفر علی حسرت آموخت اما از و بمراتب در گزشت و باوستادی نام برآورد در ستار نوازی مہارت شایستہ و در ستارہ شناسی دستگاہ بایستہ داشت جرأت و انشا و مصحفی دریک زمانہ بودہ اند و بایکدیگر مطارحہ کردند در عمر نوزدہ سالگی بصارتش زوال گرفتہ در ۱۲۲۵ھ قالب تہی کرد ہنجارش عاشقانہ است و از جملہ معاصران در شیوۂ خویش ممتاز ہ

جنھونکا نامہ پہنچتا ہے اوس ستمگر تک — اونہین کا کاٹتے جرأت ہی نامہ بر ہوتا
دور سے کل ہمنے اوسکے آستانکو دیکھکر — رودیا لیکن حسرتونسے آسمان کو دیکھکر
غم سے گھٹنا یہہ مرا سب مین بڑہاتا ہی اوسے — جو مجھے دیکھے ہی سو دیکھنے جاتا ہی اوسے

وہ نہ آئے تو یہہ ہوجائے غلط
کہ بن آئی نہین مرتا کوئی

قاتل نہ مجھ سے موڑیو منہہ وقت قتل تو
ٹک شرم کیجیو مرے گردن جھکانے کی

یہہ تو کیونکر مین کہون کچھہ نہین بھاتا مجھکو
کچھہ تو بھایا ہے کہ جو کچھہ نہین بھاتا ہی مجھے

سنیو شوخی کہ یہہ کہتا ہی وہ قاصد سے مرے
نامہ لے پر ابھی وہان جا نہین تاخیر لگا

حیران ہو نہین وہ کون ہے جو عین وصل مین
کہتے ہو تم کہ چل ہے اوسیکو تو پیار کر

میری بیتابی سے محفلمین یہہ دھڑکا ہی اوسی
اوٹھہ کے ہونے نہ لگے یہہ مرے قربان کہین

بزنگ مہر ہی گردش ہی ہمکو سارے دن
جو تم پھر آؤ تو پیارے پھرین ہمارے دن

کچھہ لگاوٹ کا سبب اور نہین پر جرأت
یہہ وہ چاہے ہے کہ اسکو بھی لگائے رکھے

روداد اوس سے کہیئے تو منہہ پھیر مسکرا
کیا چپکے سے کہے ہے وہ شامت نصیب کی

دم آخر نہ پوچھو وضع اوس بدظن کے آنے کی
کہ آکر نعش پر کہنے لگا خوبی بہانے کی

یاد اوس سے بدے ہم نے بمنت کئی بوسے
ہارے بھی تو کیا ہار مزیدار نکالی

جلال حکیم سید ضامن علی فرزند حکیم اصغر علی لکھنوی ارشد تلامذہ -
فتح الدولہ **برق** قصیدہ در مدح پدر عالی گہرم فرستادہ بنظر نامہ گرد آورہم رسید
خیلے خوش گفتہ است **ع**

آج کچھہ لپٹے ہی جاتے ہین وہ آئینہ سے
نشہ بیخود کیئے دیتا ہے خود آرائی کا

آج تو وہ بھی نہایت مجھکو مضطر دیکھکر
کچھہ پکارے جانب چرخ ستمگر دیکھکر

فریب جنکا تماشا نگاہ یار کو دے
وہ داغ ڈہونڈتے ہین جسم داغدار مین ہم

غم نصیبون مین محبت کی خوشی کا کیا کام
کہین ہنسنے تو نہ آیا ہو تبسم مجھکو

حشر مین چھپ نہ سکا حسرت دیدار کا راز
آنکھہ کمبخت سے پہچان گئے تم مجھکو

دعا ہمین تمہین دیتے سب اہل حشر پھرے
تمام ایک ہی جھگڑے مین روز محشر تھا

ہماری جان غش ہو شوخیونپر کیونہ ادنکی
دکھایا اونسے جلوہ اور ہمنے کچھہ نہین دیکھا

کہ جسپر پیار آجاتا ہے تمسے خوبصورت کو
ڈھونڈ دیتے ہمین اوس بت کو کہین اے شیخ

گواہی اسکی دینی ہوگی چلکر میری حیرت کو
تم خدا ترس تھے اک کام ہمارا کرتے

غم نہین ترک جو کی دل نے رفاقت میری
میرے روٹھے کو منا لائیگی حسرت میری

روئیے تقدیر کا رونا کوئی کسکے آگے
وہ تو ہنستی ہی نہین سنکے مصیبت میری

جلیل سید جلیل احمد ابن مولوی سید اولاد احمد ابن سید آل احمد شاہ ابن سید نظر محمد شاہ المودودی النقوی السہسوانی کان اللہ لہم سال ولادتش سنہ ۱۲۷۳ ہجری از متوسلان ریاست بہوپال است اوراست ہ

جسکا کشتہ ہی جہان وہ ستم ایجاد آیا
کیا بُرا ہولے تھے کیا خوب ہمین یاد آیا

تہا وعدہ وصال جو شبکو تو شام سے
پیغام مرگ آکے اجل نے سنا دیا

جمیل سید جمیل احمد ابن منشی سید امتیاز علی ابن مولوی سید مراد علی سہسوانی سال ولادتش سنہ ۱۲۷۷ ہجری زانوی تلمذ پیش مولوی سید سبط احمد کہ از بزرگان اوست تہ نمودہ اصلاح سخن پارسی از منشی انوار حسین تسلیم و در ریختہ از منشی صابر حسین صبا میگیرد حالا متوسل ریاست بہوپال است از وست ہ

بار عصیان نہ گنہگار اوٹھا کر لیجائین
ایکدن راہ مین لٹ جاے یہہ سامان اونکا

کچھہ بلبلونکو یاد ہین کچھہ قمریونکو حفظ
عالم مین ٹکڑے ٹکڑے مری داستانکے ہین

بہت اوس گل کے بلبل ہین او لجتے کیون نہین اونسے
مجھی پر خار کہائے بیٹھے ہین کانٹے بیابانکے

جودت عبد الہادی فرزند مولوی عبد اللہ از اہل نیوتنی کہ قصبہ الیست متصل لکھنؤ سلسلہ نسبش تا اولین خلیفہ رسول اللہ صلعم میرسد کتب درسیہ در رامپور خواندہ واکتساب پارسی از آبا و اجداد خویش نمودہ وفن طب از مرزا مظفر خلف مسیح الدولہ آموخت و مشق نستعلیق از میر عوض علی تلمیذ حافظ ابراہیم بہم رساند

الحال بذریعہ قصیدہ در سرکار بھوپال توسل یافتہ در ہر دو زبان پارس و ریختہ فکر میکند ریختہ آرائی از منشی امیر احمد امیر بدست آوردہ ؎

ہمارے دلمین بھی آیا تو منہہ چھپائے ہوئے	اس آئینہ مین بھی وہ شوخ بیحجاب نتھا
دل اوس نے مجھکو جو پھیر تو ناز سے یہہ کہا	کہ ایک یہہ بھی ہے انداز دلربائی کا
ہزار فسق کرے شیخ پر گمان نہین	عجب جگہہ ہے نہانخانہ پارسائی کا
سگِ جانان ہماری ہڈیان کھانیکو آتا ہے	ادب سے قاعدے سے اک ذرا ہٹ کر ہُما ٹھہرے

جوشش شیخ محمد روشن عظیم آبادی از خوش گویانست جادۂ عروض نیک پیمودہ ؎

قیس پھرتا جو رہا دشت مین دیوانہ تھا	اوسکو لیلی ہی کے دروازہ پہ مرجانا تھا
بیکسی سے بھی گلہ ہے مجھے	تھام لیتی ہے ہاتھ قاتل کا
توانائی تو کر بیٹھی جدا آغوش سے مجھکو	کرامت دیکھیو اے ناتوانی دوش سے مجھکو

حاء مہملہ

حالی مولوی الطاف حسین خلف خواجہ ایزد بخش پانی پتی امروز در دہلی است در صحبت حضرت شیفتہ خیلے بسر بردہ مرزا غالب را فہمیدہ یادگار است و در نغز سرائی نادرہ کار ریختہ از گفتارش دیدہ ام و برخے شنیدہ ام اندازہ دان لفظ و رتبہ شناس معنی است ؎

روزِ وداع بھی شبِ ہجران سے کم نتھا	کچھ صبح ہی سے شام الم کا ظہور تھا
نہین بھولتا اوسکی رخصت کا وقت	وہ رو رو کے ملنا بلا ہو گیا
ملتے ہی اونکے بھول گئے کلفتین تمام	گویا ہمارے سر پہ کبھی آسمان نتھا

آج امتحان ہے نالۂ بے اختیار کا
کل ظرف دیکھنا ہے ترے رازدار کا

اولجھے ہین طعن وصل عدو پر دم وصال
پھر روکنا پڑا دل امیدوار کا

تم نے کیون وصل مین پہلو بدلا
کسکو دعوی ہے شکیبائی کا

اب بھاگتے ہین سایۂ زلف بتانسے ہم
کچھہ دل سے ہین ڈرے ہوئے کچھہ آسمانسے ہم

رخصت ملی ہے وصل مین تحریک شوقکو
اے عشق بھاگتے ہین اسی امتحانسے ہم

ہے جستجو کہ خوب سے ہی خوبتر کہان
اب ٹھیرتی ہے دیکھیے جا کر نظر کہان

ہم جیسے مر رہے ہین وہ ہی بات ہی کچھہ اور
عالم مین تم سے لاکھہ سہی تم مگر کہان

بیقراری تہی سبا امید ملاقات کے ساتھہ
اب وہ اگلی سی درازی شب ہجران نہین

خلوت خاص مین رہ رہ کے عدو سیکھہ گیے
وہ اشارے کہ تری جنبش مژگان مین نہین

مجھے ڈالا ہے سو وہم و گمان مین
بہت کیون آج مجھہ پر مہربان ہو

سخت مشکل ہے شیوۂ تسلیم
ہم بھی آخر کو جی چرانے لگے

رہرو تشنہ لب نہ گھبرانا
اب لیا چشمۂ بقا تونے

حسرت مرزا جعفر علی خلف ابو الخیر عطار دہلوی در لکھنؤ جا داشت شاگرد سرپ سنگہ دیوانہ بود دیک چند بسرکار مرزا جہاندار شاہ بسر برد آخر از جہان جہانیان بربید در سنہ ۱۲۰۰ از جہان رفت ہ

کون دیکھے گا بھلا اسمین ہے رسوائی کیا
خوابمین آنیکی بھی تم نے قسم کھائی کیا

این شعر در دیوان حسرت بنظر رسید و اہل تذکرہ در دیوان جرأت آوردہ اند واللہ اعلم ہ

ساقی مے دے کہ اہل مجلس
پانی پانی پکارتے ہین

کسکا ہے جگر جسپہ یہہ بیداد کروگے
لو دل تمہین ہم دیتے ہین کیا یاد کروگے

یہہ ہی اک ستم ہے کہ خوابمین مجھے شکل آکے دکھا گئے
کبھی نیند بھر سو نہ مین آئی تھی سو اسیطرح سے جگا گئے

حسن سید غلام حسن خلف میر غلام حسین ضاحک تلمیذ ضیاء الدین ضیا ہراتی اصل دہلوی مولد از خوان نوال نواب سردار جنگ بہرہ می داشت مثنوی بدر منیر از دست در سنہ ۱۲۰۱ آخشیجی پیکر بر انداخت خوش گفتہ ؎

تا اشارہ کو سمجھنے نہ لگے غیر کے وہ
مین نے اس ڈر سے کبھی اوسکو اشارا نکیا

پہر چھیڑا حسن نے اپنا قصہ
بس آجکی شب بھی سو چکے ہم

ناز سے عشوہ سے غمزہ سے لگا لیتے ہین
وہ جسے چاہتے ہین اپنا بنا لیتے ہین

جو کوئی آئے ہی نزدیک ہی بیٹھے ہی ترے
ہم کہانتک ترے پہلو سے سرکتے جائین

تیرے ہمنام کو جب کوئی پکارے ہی کہین
جی دھڑک جاتا ہے میرا کہ کہین تو ہی نہو

دی تھی یہہ دعا کس نے مرے دلکو الٰہی
اوجڑے یہہ گہر ایسا کہ پھر آباد نہووے

ساتھہ دیکھون ہون کسیکے جو کسی کو سر راہ
مین بھی جی رکہتا ہون مجھکو بھی ہوس آتی ہے

حکیم محمد پناہ خان فرزند سید شریف خان زر بخش تلمیذ خواجہ میر درد در اوائل نثار تخلص میکرد در تاریخ و موسیقی کمالے داشت و در فن طب دستگاہے ؎

پوچھتے کیا ہو حکیم جگر افگار کا گہر
ایک تکیہ سا ہے اوس شوخ کی دیوار کے پاس

حیا مرزا رحیم الدین دہلوی فرزند مرزا کریم الدین رسا گوینده امروز در رامپور است شطرنج بس خوب میبازد ؎

دیکھنے پائے نہ دل بہر کے قیامت مین اوسے
روز محشر وصل کی شب کے برابر ہوگیا

اک نہ اک دن جان جاتی آتش عشق مین ہی حیا
مر گئے جو سپر تو اوسکے دل ہی مین گہر ہوگیا

ملا یا خاک مین اور اوسپہ کہتے ہین کہ مجھے
کچھہ امتحان محبت کا کر نہین آتا

ممکن ہی کہ رحم اوس بت کافر کو نہ آئے
پہ ہمکو حیا حال دکھانا نہین آتا

سنا ہے یار کہتا ہی کسیکے کام آؤنگا
جو یہہ سچ ہے تو مین بھی اپنی قسمت آزماؤنگا

دشمن کو دیا میرے لیئے وہ ہی فلک نے — جو کینہ کہ مینے دل مضطر سے نکالا
حق مین حیا کے یار و دعا کیجیو کہ وہ — مصروف وقت مرگ بہی یاد بتا نہین تہا
وہ ناتوان ہون کہ آیا نظر نہ موتکو مین — قضا پہری مرے بستر کے گرد ساری رات
ناصح نہ دل سے ترک محبت کا کر کلام — ایسی سنے تو مین ہی نہ سمجہا لیا کرون

حیران میر حیدر علی خواجہ تاش جعفر علی حسرت در بہار از دست کسے از ہم گذشت و وسے نیز قاتل خویش را از ہم گذرانید ه

دیکہہ زخمی مجہے اوس کوچہ قاتل والے — ہنسکے کہتے ہین کہ آ زخم جگر سلوالے

خاء معجمہ

خضر مرزا خضر سلطان فرزند ابو ظفر بہادر شاہ از مرزا نوشہ تربیت یافتہ ه

گالی سے کون خوش ہو مگر حسن اتفاق — جو تیری خو تہی وہ ہی مرا مدعا ہوا
کہتے ہو وہ بہی بوس ہمیشہ ہی جیسا تو ہے — مجہہ سے اک چہیڑ ہوئی شکوہ عدو کا ہوا

خلیل میر دوست علی خلف سید جمال علی از رفقاء مرزا نادر نیشاپوری شیعہ در لکہنؤ می بود با خواجہ آتش نسبت تلمذ داشت دیوانے از وست ه

میرے دل مین اگر آپ آئیے گا — داغ کی طرح سے رہجائیے گا
جا سجان عاشقو نہین نام جدائی کا نہ لو — موت کا ذکر نہین کرتے ہین بیمار د نہین

خلیل شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر وزیر محمد علیشاہ بادشاہ لکہنؤ کشمیری موطن لکہنوی مسکن بود در ہنگام شورش ہند کشتہ شد اکتساب سخن از نواب عاشور علی خان کردہ ه

روح قالب سے یہہ کہکر نکلی — دل کسی اور سے بہلائیگا

دال مہملہ

داغ نواب مرزا خان خلف نواب شمس الدین خان بہادر برگزیدہ ترین تلامذہ خاقانی ہند شیخ ابراہیم ذوق است و از مشیران خاص فرمانرواے رامپور من باو را غائبانہ اتحادی است ہرچند تلاقی صوری صورت نہ بستہ درین نزدیکے گفتار دلاویز خویش را فراہم آوردہ گلزار داغ نام دیوانے ترتیب دادہ ہست بعد طبع یکے نزد نامہ گرد آورد فرستادہ شوخی کہ در کلام اوست بندہ ندانم کہ امروز دیگرے را دادہ باشند و زبانیکہ او را بخشیدہ اند فی زماننا ہیچ کسے را میسر نیست بیشتر ازین ستایش گفتار وے چہ تواں گفت خیر الکلام ما قل و دل قصتم نیست ورنہ از ہمہ کلام او انتخاب میزدم و بقلم می کشیدم انیکہ می بینی از چند جا بر داشتہ ام ص

چوس لیتے ہین مرے زخم زبان پیکان
چھوڑ دیتے ہین یہہ منہہ چوم کے سوفارونکا

ستم وہ چشم کا فر سے ترے چلنا اشارونکا
غضب وہ دل پکڑ کر بیٹھہ جانا بیقرارونکا

ہند احبا نے ہوئی ہین دفن کیا کیا حسرتین اسیر
پھپولونسے مرے سینہ پہ عالم ہی مزارونکا

ترا اک وعدۂ دیدار اور وہ بہی قیامت پر
پھر اوسپر صبر اتنا ہاے دل امیدوارونکا

لے ہی تو آئین گے اوسے ہمدم
میرے ہی نام سے تو آئیے گا

ہو کے ظاہر تو کیا عشق نے اک حشر بپا
حسرت اوس دلکی جس دلمین یہہ پنہان ہوگا

کوستا ہون جو نصیبونکو تو کہتا ہی وہ شوخ
پھر محبت نکرے گا اگر انسان ہوگا

عشق کیا شی ہی وہ یہہ شی ہی کہ دلمین شوق وصل
خون ہو کر آگیا غم بنگیا ستم ہوگیا

اک حرف آرزو پہ وہ مجھہ سی خفا ہوئے
اتنی سی بات کہہ کے گنہگار ہوگیا

جسکی بغلمین شکوہ وہ ہوا اوسکو دیکھئے
جسوقت آنکھہ کھل گئی دیدار ہوگیا

خدا کریم ہے یون تو مگر ہے اتنا رشک ۔۔۔ کہ میرے عشق سے پہلے تجھے جمال دیا
بتائین لفظ تمنا کے تمکو معنی کیا ۔۔۔ تمہارے کان مین اک حرف ہمنے ڈالدیا
ہماری میت پہ تم جو آنا تو چار آنسو گرا کے جانا ۔۔۔ ذرا رہے پاس آبرو بھی کہین ہماری ہنسی نکرنا
لیے تو چلتے ہین حضرت دل تمھین بھی اوس انجمن مین لیکن ۔۔۔ ہمارے پہلو مین بیٹھکر تم ہمین سے پہلو تہی نکرنا
مری تقدیر کی برگشتگی سب مین بری ٹھیری ۔۔۔ حسینونکے لیے اک حسن ہی برگشتہ مژگانکا
بناتا ہے وہ ظالم تودہ تیر ستم ہی ہی ۔۔۔ کہان اوڑہا ہے لیکر قبر کو مردہ مسلمانکا
کسیکی شرم آلودہ نگاہونمین یہہ شوخی ہے ۔۔۔ اسے دیکھا اوسے دیکھا ادہر تاکا اودہر جھانکا
بہت آنکھین ہین فرش راہ چلنا دیکھکر ظالم ۔۔۔ کف نازک مین کانٹا چبھ نجائے کوئی مژگانکا
گرہ کیسی لگی تھی کھل پڑی کس راہ مین فتنے ۔۔۔ نظر آتا ہے خالی آج گوشہ تیرے دامانکا
حوران خلد بولتی ہین بڑھ کے بولیان ۔۔۔ نیلام ہو رہا ہے تمہارے شہید کا
ملی جو یار کی شوخی سے اسکی بے چینی ۔۔۔ تمام رات دل مضطرب کو پیار کیا
ڈوب کر سینہ مین اس رنگ سے پیکان نکلا ۔۔۔ دل سے بے ساختہ نکلا کہ وہ ارمان نکلا
نام اوسکا تو مرے دلمین نہان تھا ناصح ۔۔۔ ہائے کمبخت ترے منہ سے یہہ کیونکر نکلا
دلمین لے دے کے رہا تھا ایک قطرہ خونکا ۔۔۔ کچھہ نیازِ غم ہوا کچھہ صرف مژگان ہو گیا
بوسہ لیکر دل دیا ہی اور پھر نالان ہین داغ ۔۔۔ کوئی جانے مفت مین حضرت کو نقصان ہو گیا
کیا تھا دفن کشتہ کو تمہارے قبلہ رو لیکن ۔۔۔ خدا جانے کہ منہ اوسکا فرشتون نے کدہر پایا
وہ میرا چھیڑنا آغاز الفت مین شکایت سے ۔۔۔ وہ رکھکر ہاتھہ کانون پر ترا کہنا کہ بھر پایا
تمہاری رہگذر مین لوگ دیوانہ بتاتے ہین ۔۔۔ کہا مجھہ سے ترا دل ہی کسی نے کچھہ اگر پایا
بزم اغیار کا مذکور ہے میرے آگے ۔۔۔ وہ بھی اسطرح کہ افسوس وہان تو نہوا
ترے دست حنائی مین بھی ہے چور ۔۔۔ کسی کو ہاتھہ کا سچا نپایا
وصل مین ہائے وہ اترا کے مرا الوان اوڑھنا ۔۔۔ اے فلک دیکھہ تو یہہ کون مرے گھر آیا

وعدہ پہ مری اونکی قیامت کی ہی تکرار
اور بات ہے اتنی کہ ادہر کل ہی ادہر آج

جھکی ہی جاتی ہر کہہ خود بخود حیا سے وہ آنکھ
گری ہی پڑتی ہی بیمار ناتوان کیطرح

زاہد بڑی کریم ہے پیر مغان کی ذات
وان سب عبادتین ہین وضو بے وضو پسند

اے شیخ جسکو جو نہ ملیگا بڑہے گا شوق
جنت کو مین پسند جہنم کو تو پسند

عمر کیونکر نہ بسر کیجیے غافل ہوکر
کہ ملا ہے ہمین اک قطرہ مے دل ہوکر

بزم اغیار کا ظاہر ہے اثر آنکھون پہ
مہربان آنکھ کی خفت مرے سر آنکھون پر

جانب چرخ اشارہ سے بتایا اوسنے
جب کہا مین نے مرا صبر پڑیگا کس پر

ترے بیمار کو آتی نہین موت
پڑ رہے جائے کوئی لیکن کہان تک

حورون کا انتظار کرے کون حشر تک
مٹی کی بھی ملے تو روا ہے شباب مین

خدا ہے کوئی پوچھے حشر مین ہم سے تیرا آگے
کہ وہان تم کسپہ مرتے تھے کہین ہم آپسے مرتے ہین

میخانہ کے قریب تھی مسجد بھلے کو داغ
ہر ایک پوچھتا ہی کہ حضرت ادہر کہان

دلمین سما گئی ہین قیامت کی شوخیان
دو چار دن رہا تھا کسی کی نگاہ مین

نہین ہی غور اونہین بہی ستم رسیدہ نیک
وہان وہ چرخ کو قایم مقام کرتے ہین

مجھکو تباہ چشم مروت نے کر دیا
ملجائے تو چوراون کسیکی نظر کو مین

خبر سنکر مرے مرنیکی وہ بولے رقیبونسے
خدا بخشے بہت سی خوبیان تھین مرنیوالے مین

ملے مجھ سے تو فرمایا تمہین کو داغ کہتے ہین
تمہین ہو ماہ کامل مین تمہین رہتے ہو لاکھون مین

اجل کا نام لین تقدیر کو روئین مجھی کو سین
مرے قاتل کا چرچا کیون ہی میرے سوگوارون مین

کس سے وعدہ ہے جو گھبرائے ہوئے پھرتے ہو
یہہ وہ گردش ہے کہ میرے بھی مقدر مین نہین

چھین لین دلکو اگر وہ تو یہہ مجبوری ہے
مین کہے جاونگا محتاج ہون مقدور نہین

عرصہ حشر مین اللہ کرے گم مجھکو
اور پھر ڈہونڈتے گھبرائے ہوئے تم مجھکو

دیکھنا چھیڑ سر حشر مرے پاس آکر
کہتے ہین کون ہو ان مین جانتے ہو تم مجھکو

دیکھنا پیر مغان حضرت زاہد تو نہین
کوئی بیٹھا نظر آتا ہے پس خم مجھکو

عدم سے سب آتے ہین یہان چار دنکو
نہین ہوتی منظور رخصت زیادہ

تم آئینہ دیکھو تو ہم بھی یہ دیکھین
کہ ہے کونسا خوبصورت زیادہ

تلخی موت کو فرہاد کی وہ کیا جانے
منہہ سے شیرین کے ابھی دودہ کی بو آتی ہے

اوسکی بیداد نے چھوڑی نہین عالم مین جگہ
نالے گھبرائے ہوئے پھرتے ہین دیوانے سے

لیکے دل آپ جگر چھوڑ گئے سینہ مین
اک رقم یاد رہی ایک رقم بھول گئے

گو چپ ہی رہے یہ جنبش لب کہہ رہی ہی صاف
قاصد کے منہہ مین پھرتی ہی شوخی جوابکی

دلمین قاتل کے رکاوٹ ہو تو ہو
خنجر اپنے دم سے اچھا چاہیے

رخ روشن کے آگے شمع رکھکے وہ یہ کہتے ہین
اودہر جاتا ہے دیکھین یا ادہر پروانہ آتا ہے

یار کا پاس نزاکت دل ناشاد رہے
نالہ ترکتا ہوا تھمتی ہوئی فریاد رہے

باہم اک وعدۂ فردا یہ نوشتہ ہو جائے
کہ مری بھول کی عادت ہی مجھے یاد رہے

تاثیر ہوئی ہے کس نظر کی
وہ آنکھ نہین ہے نامہ بر کی

تلوار مجھی کو ہے مری آہ
وہ بھی ظالم تری کمر کی

یہہ بھی احسان ہے جو وعدے ہون
دوسرے تیسرے قیامت کے

بڑا مزا ہو جو محشر مین ہم کرین شکوہ
وہ منتون سے کہے چپ ہو خدا کے لئے

ملے تو حشر مین لے لون زبان ناصح کی
عجیب چیز ہے یہہ طول مدعا کے لئے

ایک تو حسن بلا اوسپہ بناوٹ آفت
گھر بگاڑین گے ہزارونکے سنورنیوالے

حشر مین لطف ہو جب اونسے ہون دو دو باتین
وہ کہین کون ہو تم ہم کہین مرنیوالے

خوشنوائی نے رکھا ہمکو اسیر صیاد
ہم سے اچھے رہے صدقے مین اوترنیوالے

شرکت غم بھی نہین چاہتی غیرت میری
غیر کی ہو کے رہے یا شب فرقت میری

گئے ہین اور یہہ کہتے گئے ہین
بہل جاؤگے اپنے ہمنشین سے

نهین آتا تجھے گر اے تمنّا +

وقت نظاره کی کشش حسن نے کمی
طرز قدسی مین کبھی شیوهٔ انسانین کبھی

دلمین بے لطف رہی خار تمنا کی خلش
زبان دے نه عدو کو که یه تو وه شی ہے

چھین لین حشر کے دن تمسے نه حورین مجھکو
مرگ دشمن کی دعا مانگ کے پچھتا یا ہون

حُسن مجسم رہا که عشق رہا
قتل پر اپنے باندہ دیتے ہم

حال معلوم ہے قیامت کا
پیغامبر کی بات پر آپس مین رنج کیا

وقت خرام ناز دکھا دو جُدا جُدا
فرصت کہان که ہم سے کسیوقت تو ملے

نکلنا سیکھ لے جان حزین سے
آنکھونکو لیکے ساتھ مین میری نظر گئی

ہم بھی اک چیز تھے اس عالم امکان مین کبھی
نوک بنکر نه رہا یه کسی مژگان مین کبھی

ترے دہن مین رہے یا مرے دہن مین رہے
اونکو حسرت ہے که یه ہمکو ملے ہم مین رہے

کہین ایسا نهو وه غیر کے ماتم مین رہے
غیب کی کچھ خبر نهین آتی

ہاتھ اونکی کمر نهین آتی
بات کہنے مین یه نهین آتی

میری زبان کی ہے نه تمہاری زبانکی ہے
یه چال حشر کی یه روش آسمانکی ہے

دن غیر کا ہے رات ترے پاسبانکی ہے

درد خواجه میر دہلوی رح بن خواجه ناصر عندلیب تخلص رح سلسلهٔ نسب پاکش در فقرا تا امام الطریقة خواجه خواجگان بهاء الدین المعروف به نقشبند رضی الله عنه می رسد و در امرا تا نواب ظفر خان که بعهد سعادت مهد جهانگیر بادشاه از نامو ران بوده است میر درد علیه الرحمة در فنون سپاهگری دستگاہے بلند و در موسیقی مهارتے شایسته داشتند ہما تا دل حق منزل بسوے فقر کشید پیوند ارادت با پدر پاک گوہر خویش درست کردند و پس از تکمیل رہنمونی سلک نقشبندیه بر گرفتند از اکابر اولیا بوده اند و اجلهٔ اتقیا علاوه این کمالات در سخنوری نیز از اساتذه اند زبانے شسته دارند و بیانے دلربا و کلام ایشانرا قبولے خاص است نزد

اساتذه سودا گوید ؎

مین کیا کهون که کون هون سودا بقول درد	جو کچهه که هون سو هون غرض آفت رسیده هون

از تالیفات ایشانست ناله درد و آه سرد و درد دل و شمع محفل و ایشانرا دو تا دیوانست یکے در پارسی دیگرے در ریختہ ؎

سینه و دل حسرتون سے چها گیا	بس هجوم یاس جی گهبرا گیا
قتل عاشق کسی معشوق سے کچهه دور تها	پر ترے عهد سے آگے تو یهه دستور تها
هے کوتهی اجل کی طرف سے هی ورنه مین	اک عمر سے اسیر هون زلف دراز کا
پهرتی هے خاک میری صبا در بدر لیے	اے چشم اشکبار یهه کیا تجهکو هو گیا
بارے مجهے بتا تو سهی کیا سبب هوا	پهر مجهه په مهربان هوا تو غضب هوا
فلک سمجهه تو سهی هم سے اور گلوگیری	یهه ایک جیب هے سو تار تار رکهتے هین
اپنے بنده په جو کچهه چاهو سو بیداد کرو	یهه نه آجائے کهین جی مین که آزاد کرو
کاش تا شمع نهوتا گذر پروانه	تم نے کیا قهر کیا بال و پر پروانه
کبهو هنسنا کبهی رونا کبهو حیران هو رهنا	محبت کیا بهلے چنگے کو دیوانه بناتی هے
دل بهی تیرے هی ڈهنگ سیکها هے	آن مین کچهه هے آن مین کچهه هے
اگلے معانقه کو اگر کیجیے معاف	لگجاؤن اب گلے سے مکافات کے لیے
تیری گلی مین مین نه چلون اور صبا چلے	یون هی خدا جو چاهے تو بنده کی کیا چلے
روندے هے مثل نقش قدم خلق یان مجهے	اے عمر رفته چهوڑ گئی تو کهان مجهے

دیوانه رائے سرب سنگهه همشیره زاده راجه مهانراین در پارسی چار دیوان دارد ازانجا که از مشاهیر اهل فکرت است و استاد حیدر علی حیران و جعفر علی حسرت این دو بیت ازو نوشته آمد ؎

جان پر آبنی همدم میری خاموشی سے	بات کچهه بن نهین آتی هے اب اظهار بغیر

دل ہی کہ تیری تیغ کے آگے سے ٹل نہ جاے / رستم کا کب جگر ہی کہ زہرہ پگھل نہ جاے

ذال معجمہ

ذوق شیخ محمد ابراہیم دہلوی المخاطب بہ خاقانی ہند اوستاد ابوظفر بہادر شاہ و تلمیذ شاہ نصیر دہلوی صاحب قوت فکر خداداداست بر جمیع اصناف سخن قدرتے کہ او راست در ریختہ سرایان نتوان یافت گفتارش دریاکی زبان و بلندی معنی و شوخی اشارت و کرسی نشینی ترکیب و بست قافیہ و نشست ردیف طراز یکتائی دارد از زائیدہ نغز رائی ادراکی معلوم و از خوان نادرہ سنجی ہا و را نصیبے مفروض زبانش را پاکیزگی غاشیہ بر دوش بیانش را شایستگی گرد راہ جامہ وے جگر کاو چکامہ اش دلخراش رباعیات وے ناخن بدل زن مقطعاتش شور انگیز

ہم ہین اور سایہ ترے کوچہ کی دیوارونکا / کام جنت مین ہی کیا ہم سے گنہگارونکا

مین ہجر مین مرنیکے قرین ہو ہی چکا تھا / تم وقت پر آ پہونچے نہین ہو ہی چکا تھا

بغل سے لیگئے دلکو نکالکر وہ صبیح / جو مانگا تو کہا آنکھین نکال کے کیسا

اس سے تو اور آج وہ بیدرد ہو گیا / اب آہ آتشین سے بھی دل سرد ہو گیا

سینہ مین بوالہوس کے بہی تھا آبلہ مگر / نشتر کا نام سنتے ہی منہ زرد ہو گیا

نیمچہ جب مول وہ بانکا جوان لینے لگا / موت کے جی مین مزے یہہ نیمجان لینے لگا

تیر چٹکی مین لیا اوس نے پئے جان عدو / رشک میرے دلمین کیا کیا چٹکیان لینے لگا

مجھکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون روز حشر / مجھ سے یہہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا

سنکے مجنون نے مرے شور جنونکو یون کہا / واقعی مجھ سے بھی یہہ شوریدہ سر اچھا ہوا

مجھکو صدقہ کر اگر ہے بدمزہ تیرا مزاج / یہہ ادہر صدقہ دیا تو نے ادہر اچھا ہوا

ذوق کے مرنیکی سنکر پہلے تو کچھہ رک گئے
پھر کہا تو یہہ کہا منہہ پھیر کر اچھا ہوا

عبث جان منتظر ہو ٹوٹنیہ ہی وہ شوخ کب آیا
اگر چلم مین بہی آیا تو ہم جانین گے آیا

تامل کیجیو ذوق تپیدن دیکھیے کیا ہو
کہ ابتلک ذبح کرنیکا نہین قاتل کو ڈہب آیا

لگائی زلف کو شانہ نے جب انگلی پکارا دل
یہہ گستاخی بہلا رہ تو سہی اے بے ادب آیا

ترے ڈر سے نہ آیا پاس کوئی نیچا نون کے
مگر رونا کبھی چوری سے بعد از نیم شب آیا

کہے ہے خنجر قاتل سے یون گلو میرا
کمی جو مجھہ سے کرے تو پیئے لہو میرا

نہوا آب شہادت سے گلو تر نہوا
مستعد جب وہ ہوا ہائے تو خنجر نہوا

اوس نے جب ال بہت رد و بدل مین مارا
ہم نے دل اپنا اوٹھا اپنی بغل مین مارا

ساتھہ اونکے ہین ہم سایہ کی مانند ولیکن
اسپر بہی جدا ہین کہ لپٹنا نہین آتا

دل مانگنا مفت اور یہہ پھر اوسپہ تقاضا
کچھہ قرض تو بندہ پہ تمہارا نہین آتا

یون لائے وان سے ہم دل صدپارہ ڈھونڈکر
دیکھا جہان پڑا کوئی ٹکڑا اوٹھا لیا

چشم و نگہ کو تیری بدنام کیون کریگا
مرگ و قضا کو تیرا عاشق نہ لے مریگا

کرے ہے شرع کا پاس نمک مدام شراب
حرام ہے نہین لیکن نمک حرام شراب

فرقت کی رات جی چکے ہم تا زمان صبح
ہو گی اذان گور ہماری اذان صبح

ریش سپید شیخ مین ہے ظلمت فریب
اس مکر چاندنی پہ نکرنا گمان صبح

ٹھیری ہے اونکے آنیکی یان کل پہ جا صلاح
اے جان بر لب آمدہ اب تیری کیا صلاح

تکہ نہین حرف دل نشین تہا دہن کی تنگی سے تنگ ہوکر
نکلا آیا جو راہ آنکھونکی دل مین بیٹھا خدنگ ہوکر

خوب روئے آج ہم سنسان ہامون دیکھکر
یاد آیا ہمکو مجنون بید مجنون دیکھکر

کہا پتنگ نے یہہ دار شمع پہ چڑہ کر
عجب مزا ہے جو مرتے کسیکے سر چڑہ کر

تونے گل کو سر پہ رکھا جب چمن مین توڑ کر
مین بھی حاضر ہون کہا غنچہ نے یہ منہہ پھوڑ کر

وہ کہے کون ہے قربان مری اس جیتو نپر
مین کہون مین تو کہے مین کے چھری گردن پر

پائی نہ تیغِ عشق سے ہمنے کہین پناہ — قربِ حرم مین بھی ہین تو قربانیون مین ہم
ترے خرام کے پیرو ہین جتنے ہین فتنے — قدم سب آن کے زِ رفتِ خرام لیتے ہین
ترے قتیل بتاتے نہین تجھے قتال — جب اونسے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہین
ساقی لڑائیون سے تری چاہتا ہے جی — باہم لڑا کے شیشۂ و ساغر کو توڑ دون
نازک کلامیان میری توڑین عدو کا دل — مین وہ بلا ہون شیشہ سے پتھر کو توڑ دون
نہ چھوڑا تار وحشت نے ہماری جیب و دامان مین — مگر تارِ نفس سینہ مین سمجھو یا گریبان مین
تو کہے غنچہ کہ اوس لب پہ دھڑی خوب نہین — چپ کہ منہہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین
ہم اپنے جذبۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہین — وہ پہلے بزم مین دیکھین کدہر کو دیکھتے ہین
خط بڑھ کے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب مین — کیا جانے لکھدیا اوسے کیا اضطراب مین
اسیرِ درد و غم مین ہون بلفظِ جان بلب مین ہون — اور اوسپر اب تلک جیتا ہون مین کوئی عجب مین ہون
جو مانگون موت دردِ ہجر سے مجھکو نہین نیبا — کہ نامِ عشق ہون اور اسقدر رسوا طلب مین ہون
سینۂ و دل پہ مرے زخمِ جگر ہنستے ہین — ہنسنے دو چارہ گرو ہنستے ہی گھر بستے ہین
مر گئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے مین — بیوفا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجانے مین
جسجگہہ بیٹھے ہین با دیدۂ نم اوٹھے ہین — آج کس شخص کا منہہ دیکھکے ہم اوٹھے ہین
رکھہ کمتار بس اب اے چرخ نہ اتنا ہمکو — ہم نے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہمکو
جتنے عاشق ہین ہم ایک کا ہے ایک عزیز — شمع سے چاہئے ہے خون کا دعوی ہمکو
باعثِ رشک ہوا خون ہمارا ہمکو — تجھبہ بن دیکھے ہے غش جسنے کہ دیکھا ہمکو
اسپہ مرتے ہین کہ کیون غیر کو تونے مارا — وہ نصیب اوسکو ہوئی تھی جو تمنا ہمکو
اک حلاوت ہی عداوت مین بھی اوس ظالم کی — کہ اگر زہر بھی دیتا ہے تو میٹھا ہمکو
تو ہنسی سے نہ یہہ کہہ مرتے ہین ہم بھی تمپر — مار ہی ڈالے گا بس رشک ہمارا ہمکو
کھانے پینے کی قسم کھائی ہے تجھہ بن ہم نے — ورنہ ہے زہر تو ہر طرح گوارا ہمکو

ہم تبرک مین بس اب کرلے زیارت جنون
سر پہ پھرتا ہے لئے آبلۂ پا ہمکو

لبیک و اذان ناقوس و جرس یا خندۂ قلقل نالۂ نے
دل کھینچے مین ہان کوئی ہو ہر ایک نوائی دلکش ہو

دن کٹنا جائیے اب رات کدہر کاٹنے کو
جب سے تو پاس نہین دوڑتی ہی گھر کاٹنے کو

نکالون کسطرح سینہ سے اپنے تیر جانان کو
نہ پیکان دلکو چھوڑے ہی نہ دل چھوڑے ہی پیکانکو

تم مسی ملکر نہ غرفہ سے نکالا منہہ کرو
اور نہین گر مانتے تو جاؤ کالا منہہ کرو

عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہہ بناتے ہو
وہ آئی لب پہ ہنسی دیکھو مسکراتے ہو

اے ذوق وقت نالہ کے رکھلے جگر پہ ہاتھہ
ورنہ جگر کو روئیگا تو دہر کے سر پہ ہاتھہ

جنون کی جیب دری پر ہین خوب چلتی ہاتھہ
سلوک سینہ سے بھی کچھہ تو کرلے چلتے ہاتھہ

اوٹھہ چکا وہ ناتوان جو رہ گیا
دب کے تیرے سایۂ دیوار سے

ترے کوچہ کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے
اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے

ہر اک گردش مین سو انداز ناز فتنہ زا سمجھے
فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے

نگاہ ہجوم یاس مین ہے دلگاہ ہجوم حسرتین
ہی یہ سرو سپاہی ہمیشہ پہرتا لشکر ہے

لیتے ہی دل جو عاشق دلسوز کا چلے
تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

اے غم مجھے تمام شب ہجر مین نہ کھا
رہنے دے کچھہ کہ صبح کا بھی ناشتا چلے

لیجائین میرے کشتہ کو جنت مین بھی اگر
پھر پھر کے تیرے گھر کیطرف دیکھتا چلے

اب دونکو شستن جسقدر ہفت دریا لوگ کہتی ہین
گرے تھے اشک کے قطرے مگر دو چار دامن سے

رخصت ای زندان جنون زنجیر در کھڑکا ہے
مژدہ خار دشت پہر تلوا مرا کھجلائے ہے

سر بوقت ذبح اپنا اوسکے زیر پائے ہے
یہہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

بلبے استغنا کہ وہ یان آتے آتے رہ گئے
اف رے بیتابی کہ یان تو دم ہی نکلا جاہی

حاضر ہین ہمرے توسن وحشت کی جلو مین
باندھے ہوئے کہسار بھی دامن کو کمر سے

کہلتا نہین دل بند ہی رہتا ہی ہمیشہ
کیا جانئے کہ آجاتے ہے تو آسمین کدہر سے

بالین پہ کہا میرے ہنگامۂ محشر نے — لو اوٹھو کہین حضرت کیا دیر لگائی ہے
الٰہی کس بیگنہ کو مارا سمجھ کے قاتل نے کشتنی ہے — کہ آج کوچہ مین اوسکے شور ہائے ذنب قتلنی ہے
دل کی معاش غم اسے غم کی تلاش ہے — ڈرتا ہون دل سے مین کہ بڑا بدمعاش ہے
ہے تیرے کان زلف معنبر لگی ہوئی — رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی
بیٹھے بھرے ہوئے ہین خم می کیطرح ہم — پر کیا کرین کہ مہر ہے منہ پر لگی ہوئی
کرتی ہے زیر برقع فانوس تاک جھانک — پروانہ سے ہے شمع مقرر لگی ہوئی
اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منہ لگا — چھٹتی نہین ہی منہ سے یہ کافر لگی ہوئی
پھینکے ہی اک جنبش مژگان مین وہ پری — اس اپنے ناتوان کو پرے کوہ قاف سے
اڑتے ہین گہ نصیب سے گاہی فلک سے ہم — فرقت کی رات کم نہین روز مصاف سے
رہے جون شیشۂ ساعت وہ مکدر دونون — کبھی مل ہی گئے دو دل جو کدورت والے
ہائے رے حسرت دیدار مری ہائے کوئی — لکھتے ہین ہائے دو چشمی سے کتابت والے
نہین جز شمع مجاور مرے بالین مزار — نہین جز کثرت پروانہ زیارت والے
دل سے کچھ کہتا ہون مین مجھسے ہی کچھ دل کہتا — دونون اک حال مین ہین رنج و مصیبت والے
تو جو آ جائے تو اے درد محبت کی دوا — میرے ہمدرد ہون بیدرد نصیحت والے
کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا — دل بیمار کے ہین دو ہی عیادت والے
بھولا نہ مجھے قتل گہ عام مین قاتل — اللہ رے ترا حافظہ کیا یاد غضب ہے
مزے جو مرنیکے عاشق بیان کبھو کرتے — مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے
غرض تھی کیا ترے تیرونکو آب پیکان سے — مگر زیارت دل کیونکہ بے وضو کرتے
دروازۂ میکدہ کا نکر بند محتسب — ظالم خدا سے ڈر کہ در توبہ باز ہے
پہنچا ہے شب کمند لگا کر وہان رقیب — سچ ہے حرام زادے کی رسی دراز ہے
ساقیا عید ہے لا بادہ سے مینا بھر کے — کہ مے آشام پیاسے ہین مہینا بھر کے

نہین مژگان پرخون خار غم تھی دلنشین نکلے
جنون یہہ نیشتر کیسے کہین ڈوبے کہین نکلے

ہم تسا عدو اپنا کسیکو نہین پاتے
تم پاتے ہو ہمکو تو چھری کو نہین پاتے

کیون ہم نے دیا دل تجہے او سنگدل اپنا
کمبخت ہم اوس سخت گھڑی کو نہین پاتے

کہولدے آنکہین دم ذبح ندیکہونگا تجہے
پر چھری اپنی مین گردن پہ تو دیکہون چلتی

جب مین دنیا سے چلا سر پہ یہہ بولی حسرت
تو اکیلا نہین ہمرہ ترے مین ہون چلتی

دور کر بالون کو سر پرسے کہے ہے لیلی
پر نہین کان پہ مجنون کے ذرا جون چلتی

مین تو اون آنکہونکی گردش کا بلا گردان ہون
کہ نہین تیری ہی وان گردش گردون چلتی

جو پاس مہر و محبت کہین یہان بکتا
تو ہم بہی لیتے کسی اپنے مہربان کے لئے

الہی کان مین کیا اوس صنم نے پہونکدیا
کہ ہاتہہ رکھتے ہین کانونپہ سب اذان کے لئے

و بال دوش ہے اوس ناتوان کو سر لیکن
لگا رکھا ہے ترے خنجر و سنان کے لئے

رہے ہے ہول کہ برہم نہو مزاج کہین
بچا رہے ہول دل اونکے مزاجدان کے لئے

جو دل قمار خانہ مین بت سے لگا چکے
وہ کعبتین چہوڑ کے کعبہ کو جا چکے

زہر اب بہی ہے بادہ تو کرلینگے نوش جان
ساقی پیالہ منہہ سے ہم اب تو لگا چکے

باز آیا دیکھنے سے نہ آتش خونکے دل
سو بارہ آبلے اسے آنکہین دکہا چکے

زبان پیدا کرون جون آسیا سینہ مین پیکان سے
دہن کا ذکر کیا یان سرہی غائب ہی گریبان سے

فلک کیا فتنہ سازی مین ہو ہمسر چشم فتان سے
گرا تہا یہہ بہی اشک سرمہ آلودہ اوسکی مژگان سے

ایسا نہو کہ آتے ہی آتے جواب خط
تا قاصد جواب زندگی استعارہ دے

اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنسکر گذار یا اسے روکر گذار دے

فلک تو ٹیڑہ ہو کر صبح سے تا شام چلتا ہے
مگر سیدہی نظر سے تیری اپنا کام چلتا ہے

چلا پہلو سے اوٹھکر جبکہ وہ آرام جان میرا
کہا آرام نے مجھسے کہ لو آرام چلتا ہے

کون وقت اے وائے گذرا جی کو گھبراتے ہوئے
موت پڑتی ہی اجل کو پاتا کہ آتے ہوئے

کچھ ہوتی آدمیت اگر ہوتے آدمی
یہ خوبرو تو حور ہوئے یا پری ہوئے

سر تو ہے تن پہ مرے تیغ ستم کے واسطے
پر لگا رکھتے ہین وہ جھوٹی قسم کے واسطے

کیا تاب دل اُن جلوون سے جو برق لاگ رکھے
دوزخ بھی ہو تو اُنکی چلمونپہ آگ رکھے

ہوس مین کعبہ کی کیون شیخ بتخانہ سے گمرہ ہے
یہان تو کوئی صورت بھی ہے وہان اللہ ہی اللہ ہے

کوئی کمر کو تری ہو اگر کمر تو کہے
کہ آدمی جو کہے بات سوچ کر تو کہے

گر رخ کا بوسہ دیتے نہین لب کا دیجئے
وہ ہی مثل ہے پہول نہین پنکھڑی سہی

تم دو گھڑی کو آؤ تو ہین لب پہ جان کو
ٹھیرا رکھون کہ اور بھی یہان دو گھڑی سہی

کہتے ہین آج ذوق جہان سے گذر گیا
کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

عزیزو ناقۂ لیلےٰ کے دیکھوگے شتر غمزے
اگر مجنون کو ملجائیگی خدمت ساربانی کی

ذکر کچھ چاک جگر سینہ کا سن سن اپنے
کر کے ہین ضبط ہنسی دیکھون ہون ناخن اپنے

آج تنہا خفقانی سے ہین گھر مین پھرتے
نکلے جو وصل کے عالم ہین نظر مین پھرتے

ابتو گھبرا کے یہ کہتے ہین کہ مر جائینگے
مرکے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائینگے

مری طاعت سے ابتو معصیت بھی عار کرتی ہے
مری توبہ پہ توبہ توبہ استغفار کرتی ہے

اگر اوٹھے تو آزردہ جو بیٹھے تو خفا بیٹھے
لگا یا جی کو اپنے روگ جب جی لگا بیٹھے

باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی
کالا کرے گا منھہ بھی جو داڑھی سیاہ کی

جو کہوگے تم کہینگے ہم بھی ہان یون ہی سہی
آپکی یون ہی خوشی ہے مہربان یون ہی سہی

ہم بتونکے دلکو جذب دل سے کھینچے جائینگے
پر بڑے پتھر ہین مشکل ہے کہ کھینچے جائینگے

جا رہے ہے زیر مغیلان ترے دیوانونکی
مدتون جہان پہ چکے خاک بیابانون کی

قسمت برگشتہ دیکھو اک نگہ کی تھی ادہر
سو بھی آکر تا سر مژگان حیا سے پھر گئی

ستمگر تو نے روکا سبکو میرے پاس آنے سے
اجل اب بھی گر کبھی آئے تو شاید کچھ بہانے سے

جو پوچھے زاہد خشک اپنی دارو مین کون سی پی
اگر پرہیز کی پوچھے کہو نا پرہیزگاری سے

رای مہملہ

راحت مرزا محمود بیگ پور احمد بیگ رومی الاصل دہلوی مسکن از تلامذہ مومن خان سپاہگری وسیلہ معاش او بود عاقبت گوشۂ انزوا پذیرفت ہ

صبر و قرار و تاب و توان رفتہ رفتہ سب	آجائینگے کہین سے دل رفتہ گر ملا
غیرون سے جو اشارے محفل مین ہین تمہاری	سمجھین وہ یا نہ سمجھین پر یہہ غلام سمجھا
اجل پہلے آوے کہ وہ پہلے آوین	یہی راہ مدت سے ہم دیکھتے ہین
یہہ چاہتا ہون کہ رازِ نہان نہ افشا ہو	ترے دہن سے زیادہ مرادہن بیجا ہے

راغب شیخ غلام علی از شاگردان مرزا فدوی و میر تقی در ۱۲۳۸ درگذشت از تالیفات اوست مثنوی راز و نیاز بندہ دیدہ ام خوش گفتہ است و حسن و عشق و سبیل نجات و اورا دیوانے ست ہ

حیا کے پردہ مین مارا ہی ایک عالم کو	شہید مین تو ہون ان شرمگین نگاہون کا
گذرے جو وہ خیال مین تو نازکی ہی ہائے	یہہ رنگ ہو کہ پھول ہو جیسے ملا ہوا

ملین حضرتِ راسخ ہمکو اگر تو یہہ پوچھین اونکی جنابمین ہم
کہو قبلۂ و کعبہ وہ کیسا تھا گل نہین کانٹا سا جسکی ہوا نے کیا

راغب احمد حسین برادرزادہ حافظ محمد بخش عرف حافظ ممو ہ

یارب اسے تو چین دے جھکو نہ دے نہ دے	جبتا ہے میرے حال پہ دل غمگسار کا
مین نے کہا سر کٹنے مین کیا کیا نہ ملے لطف	کہنے لگے لے آؤ اگر ہے کوئی سر اور

راقم بندرابن نام از سکناے متھرا یا جہان آباد و از شاگردان میرزا مظہر رح ز سوادا ست ہ

کہے کیا درد دل بلبل گلون سے
اوڑا دیتے ہین اوسکی بات ہنسکر

یان تک قبول خاطر کیجیے تری جفا کو
تا سب کہین کہ راقم رحمت تری وفا کو

رحمت رحمت علی از خویشان وشاگردان حضرت صہبائی در پارسی وریختہ فکر میکرد از تالیفات اوست نالۂ بلبل وانشار حدیقہ رحمت ومثنوی شکایت فلک ؎

طعنے ابتک ہین کہ رخ کی مر گیا قدر تمہین
مین نے اک روز کہین کھائی تہی قرآن کی قسم

رشک میر علی اوسط لکھنوی از تلامذہ شیخ ناسخ دیوانے دارد ؎

وہ رند ہون کہ کرون قرض کر کے میخواری
جو روز جمعہ ہو ذیحجہ کی نوین تاریخ

رشکی نواب محمد علیخان خلف الرشید نواب مصطفےٰ خان شیفتہ دہلوی از خوشہ چینان خرمن فیض مرزا نوشہ اسد اللہ خان غالب است در ہر دو زبان ریختہ و پارسی سخن دلکش میگزارد خیلے خوش گفتہ است ؎

مانگی جو اوسنے جان تو غیر ون پہ آبنی
حالانکہ اک ہنسی تہی فقط امتحان نتہا

کیا کیا بنا کے ہم نے سنایا رقیب کو
مضمون تیرے نامۂ الفت طراز کا

قیس کی دہوم مچ رہی ہے مگر
عشق اس سے سوا نہین ہوتا

ہی دگرگون ابتدائے عشق مین رشکی کا حال
رحم آتا ہے مجھے اوسکی جوانی دیکھکر

رات کو بات نہ کی اوس نے سحر تک ہم سے
اور جو کچھ کہ ہوا قابلِ اظہار نہین

یہہ منصبِ بلند ملا جسکو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہان

وہ وہ کئے ہین جرم کہ کم ہونگے اور سے
کیا کیا امیدواری تعذیر کر چکے

رفعت مرزا پیارے دہلوی از دودمان امیر تیمور گورگانی ست وشاگرد عبد الرحمان خان احسان ومولوی صہبائی ؎

ہم خوش تہے کہ محشر مین تو دیکہین گے وہ دیدار
لیکن یہہ قیامت ہی کہ محشر نہین ہوتا

کچھ آنکھہ کا گیا نہ گیا کچھ خیال کا
مارا گیا دل اور یہی بے قصور تہا

ہین ایک وہ بھی کہ تم سے ہی ہوا اونکو از دنیا	اور ایک ہم ہین کہ منہہ تکتے ہین زمانہ کا
ہائے پانی بھی چوانے کسو نہ آیا دم مرگ	کوئی جز گریہ حسرت نہ تہے بیمار کے پاس
پونچھے اشک اوس نے گمان غیر ہین	مرگئے ہم اتنے ہی احسان ہین

رمز مرزا فتح الملک بہادر ولیعہد ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ واز تلامذہ ذوق دہلوی ست ؎

آنکھین تو اوسکو دیکھ کے ہوتی ہین بیقرار	بن دیکھے دل تڑپنے لگا اسکو کیا ہوا
کیا قتل ظالم نے کس کس ادا سے	ملا مجھکو قسمت سے جلاد اچھا
تم رہو اور مجمع اغیار	میرا کیا ہے ہوا ہوا نہوا

رنج میر محمد نصیر محمدی خلف میر کلو نبیرہ و سجادہ نشین خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ در موسیقی دستگاہے داشت و ریاضی نیکو میدانست و شعر نیک می شناخت مومن خان کہ باوے نسبت خویشی و دامادی داشت در تاریخ وفات او این قطعہ گفت ؎

شیخ زمان شد ز دہر و ز پی سال وفات	فکر بلند م رہ جنت ما وا گرفت
گفت بہ مومن ملک خواجہ محمد نصیر	در قدم ناصر و درد نکو جا گرفت ۱۲۶۱ھ

این بیت او راست ؎

دل یہہ جسکے لئے پہلو مین تپان رہتا ہے	یون سنا ہے کہ اوسے بھی خفقان رہتا ہے

رند سید محمد خان خلف نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری از باشندگان فیض آباد در لکھنؤ طرح اقامت افگند از شاگردان خواجہ آتش بود دو تا دیوان دارد ؎

رخ کو پوشیدہ عبث ماہ لقا کرتے ہین	اچھی صورت کو چھپاتے ہین برا کرتے ہین
دل نہین دیتا مین اسواسطے آزردہ ہو	روٹھے جاتے ہو اسی بات پر آؤ آؤ

نگہ یاس سے دیکھون تو یہہ کہتا ہی وہ شوخ | پھر بری آنکہہ سے اسنے مجھے دیکہا دیکہو

رنگین سعادت یار خان دہلوی تورانی الاصل پور طہماسپ بیگ خان زبان ریختی ایجاد اوست سیاحتہا کردہ و مرحلہ ہا پیمودہ بود کلام خویش فراہم آوردہ نورتن نام کردہ در جمادی الثانی ۱۲۵۱ھ ہشتاد سالہ در گذشت در گلشن بیخار می آرد از غرائب امور آنکہ میگفت درین سال رخت بعدم آباد میکشم چون سبب پرسیدند گفت سالہاست کہ بیخواست مصرع تاریخ فوت خود برزبان آمدہ کہ درین سال ازان جہان فے شدن من خبر سید بدو قصہ شاہ حاتم کہ اوستاد او بود نقل کرد کہ ہم برین نمط ایشان را اتفاق افتاد خلاصہ ہمچنان دیدہ شد انتہی اوراست ہ

گر اپنے دلمین تو انصاف میں سوچہار بتو نگر	گلے مین ڈالکر باہین منانا تیرا یاد آیا
قسم ہی ایک عالم کو رولا دیتا ہے ای رنگین	وہ اوسکی جہجہکیان کہانا ترا مجبور ہو جانا
جو پوچہتا ہون تغافل سی کیون جلاتے ہو	تو وہ کہے ہی تجہے جانکر جلاتا ہون
ادہر مین چہپکے دیکہو بلبلا وہ نخیر کو دیکہے	بہلا یون دیکہنا دیکہو تو دیکہا جاتا ہے مجہسے

روشن روشن شاہ مولدش بریلی سکنش میرٹھہ ہ

دیکہہ کے مجھکو منہہ کو چہپایا اور حیا کا نام کیا	واہ ری تیری دانشمندی ہمین ہی کا کام کیا
آنکہون مین ذرا ٹہیر تو تا دیکہلین اوسکو	اقرار یہہ ٹہیرا ہے دم باز پسین سے

زاء معجمہ

زار حافظ امام بخش نابینا از باشندگان تہانیسر پارسی آگاہ بود و با موسیقی آشنا اعمال کارگر میدانست ہ

آشنا ہوتی ہے اوس لب سے جو دشنام تو ہم	دلمین کہتے ہین کہ دشنام ہمین کیون نہوئے

زکی شیخ مہدی علی مرادآبادی خلف شیخ کرامت علی خطاب ملک الشعرا از واجد علی شاہ داشت رسمی آگہی از علمار فرنگی محل اندوختہ از فن تاریخ خیلے آگاہ بود دیوانے دارد ہ

وحشت ہے آشکار زلیخا کے حال سے	آنکھین بیان کرتی ہین افسانہ خواب کا
ترک ملاقات کی پوچھو نہ بات	ہم سے نہ ملنا اوسے منظور تہا
دہوم دیوانے اوڑاتے ہین پریزادونکی	شمع محفل کو لگا دیتے ہین پروانے پر
گاہے غم فراق کبھی آرزوئے وصل	کیا ہوے دل لگی جو کبھی دل لگا رہے

سین مہملہ

سالک مرزا قربان علی بیگ خلف نواب مرزا عالم بیگ اقل روزگارے به استفادہ از والا خدمت مومن خان مستفید و بیشتر زمانے باستفاضہ تربیت از غیرت عرفی و فخر طالب مرزا غالب مستفیض بودہ حیدرآبادی مولد دہلوی مسکن است امروز در حیدرآباد است درین نزدیکی دو تا قصیدہ در پارسی زبان یکے در مدحت پدر والا گہر نامہ گردآورد و دیگر در ستایش والی این ریاست دام اقبالہا فرستادہ بندہ ہم مطالعہ کردم خوش سنجیدہ است او را دیوانے است ہنجارہ سالک نام دارد ہ

بتون کی بزم کہ کوئی نہین جہان اپنا	خدا کو کرکے چلا ہون نگاہبان اپنا
تم غیر کے ہوئے تو رہا کیا جہان مین	گویا ہمارے واسطے کچھ بھی بنا نہ تہا
جان یون سہل دی فرہاد نے عاشق ہوکر	پہلے اقبال بھی اللہ عطا کرتا تہا

کھیل ہر بات مین ہے فتنۂ محشر ہونا / اور ابھی سیکھتے ہین آپ ستمگر ہونا

تیز چلتی ہے سخت جانون پر / دم نہ چڑھ جائے تیغ قاتل کا

رہی آشنائی فقط نام کی / وہ نام آشنائے زبان رہگیا

نیند اوڑنے سے بڑا لطف شب وصل عدو / ہائے پہونچا ہے کہان شور سلاسل اپنا

میرا ہوا آشیانہ اور آدہا جلا ہوا / بجھہ بھی گئی تھی آگ تو بجلی کو کیا ہوا

کیا کیا سزا ملی ہے مجھے وصل کے عوض / مین نے شب فراق کو روز جزا کہا

مین نکلتا تری محفل سے اکیلا ای کاش / غم یہہ ہے ساتھہ مرے غیر کا ارمان نکلا

سالک جو کوئی عشق مین مجھکو برا کہے / تکتا ہون منہہ کو اور یہہ کہتا ہون ہان درست

مایوس و نا امید ہین کیا مدعا سے ہم / کہتے ہین اور کہتے ہین کس التجا سے ہم

کاش اے سپہر تجھسے ہی کہتے تو سہل تھین / وہ خواہشین کہ کہتے ہین اوس بیوفا سے ہم

فرط نشاط وصل سے ہی ڈر کہ مر نجائین / ذکر غم فراق ہے چھیڑین بلا سے ہم

آخر تو لائینگے کوئی آفت فغان سے ہم / حجت تمام کرتے ہین آج آسمان سے ہم

تم آگئے تو ہوش کہان میزبان ہو کون / آج آپ اپنے گھر مین ہین کچھہ میہمان سے ہم

چپ چپ پڑے ہوئے تھے ابھی خانقاہ مین / کچھہ کچھہ کھلے ہین بیعت پیر مغان سے ہم

ترے کوچہ کی مجھپر راہ ہے تنگ / کہ آنا ہے نگاہ پاسبان مین

ہوتی ہی رحم و نزاکت مین لڑائی کیا کیا / سر بیمار جو زانو پہ وہ دہر لیتے ہین

یہہ بھی قسمت کہ ہوا نام ہمارا سالک / بے نقط ہی وہ سناتے ہین اگر لیتے ہین

کہنے کا غیر کے تو کسیکو یقین نہین / پر تیری آنکھہ راز کی تیری امین نہین

طالب وصل یہ کہتے ہو بہ تکرار نہین / خوش ہون دو نفیون مین اثبات ہی انکار نہین

پھرتے ہین داد خواہ ترے حشر مین خراب / تو پوچھتا نہین تو کوئی پوچھتا نہین

شکر کیجے گر افسردہ سے ہو کر کیجے / تا وہ صورت ہی سے جانے کہ گلا کرتے ہین

مبتذل ہوکے گر فتنۂ محشر بنجائے | وہ اشارہ کہ تری نرگس فتّان نہین
لاغری سے نظر آتا کہین نخچیر نہین | تیر بہکے تو کمان دار کی تقصیر نہین
اعتبار نگہ ناز ہے کیا کیا اون کو | قتل کو آتے ہین اور ہاتھ مین شمشیر نہین

وہ دشمن دوست ہو یا آسمان ہو | اجل بنکر ہی کوئی مہربان ہو

شکر کیجے کہ نہین تاب تکلم مجھکو | ورنہ اسطرح ہی جو چاہو کہو تم مجھکو
اوسکو دیکھو کہ وہ ہی مجھسے سوا گردشمن | آسمان بنکے ستانا نہ کہین تم مجھکو
غصہ قاتل کا بڑھایا ہے یہ طعنہ دیکر | زندہ گویا کہ نہین چھوڑینگے تم مجھکو

اے خضر اتنے دن ترے کیونکر بسر ہوئے | ہم سے تو رات کٹ نہ سکی انتظار کی

کوئی تو بات ہنسی کی نکلے | خندۂ صبح قیامت ہی سہی

جان ہی دیکے عشق مین ہوئی خیر | آگیا کچھ لیا دیا آگے

یہان بھی جو وہ ستائے کسی بیگناہ کو | اے اہل حشر تم تو نہ کہنا خدا لگی

ہو مین وہ صید کہ رویا کرے صیّاد مجھے | ہو مین وہ کشتہ کہ پیٹا کرے جلّاد مجھے

آمادۂ ستم فلک دیار کینہ جو | پیغام موت کا مجھے اب جا بجا سے ہے

سپہر شتاب خان دہلوی از تلامذہ مرزا صابر دیوانے دارد ۵

ہو غریق رحمت حق وہ عجب انسان تھا | میکدہ کی پہلے جو موجد ہوا تعمیر کا

اوسکو ظالم جو کہا مین نے تو ہنسکر بولا | تجھکو ظالم ہی میسر کوئی مجھسا نہوا

رکھا یاد تم نے مرے بھولنے کو | عجب لطف کا ہے یہ نسیان تمہارا

ہم لطف سے تو گذرے پہ تیر جفا شتاب | یہ بھی بڑا ستم ہے کہ ہمپر ستم نہو
لینا ہے امتحان تو اب لے کہ پھر کہین | تو آئے تیغ کھینچ کے اور مجھ مین دم نہو

کچھ آجکل مرے دلمین گذرتے ہین عیارے | کھلا نہ آنے کا یہان اونکے مدّعا مجھکو

سرور رجب علی بیگ فرزند مرزا اصغر علی لکھنوی از شاگردان

نوازش حسین خان نوازش دیوانے دارد وفسانۂ عجائب از وست ہ

کسکی خوشی کہانکی ہنسی کیسا اختلاط		ہمکو نہ چھیڑو تم کہ وہ اب ہم نہین رہے

سرور اعظم الدولہ نواب میر محمد خان خلف نواب ابو القاسم خان از تلامذہ جان بیگ سامی و از امراء دہلی بود دیوانے دارد و تذکرہ از و یادگار از ریختہ سرایان بیشین وپسین دران قلمی نمودہ بپارسی ہم فکر میکرد در سنہ ۱۲۵۰ درگذشت ہ

دیوانے ہم نہین ہین کہ فصلِ بہار مین		کہنے سے ناصحونکے گریبان رفو کرین
غیر لایا اوسے یان بہر تماشا دم نزع		دوستون سے نہوا وہ جو ہوا دشمن سے

سکندر خلیفہ محمد علی مرثیہ گو پنجابی از تلامذہ محمد شاکر ناجی خود را از شرب شراب معاف نداشتے از وطن بدہلی و از دہلی بہ حیدرآباد رفت و از حیدرآباد بملک عدم شتافت استخوانش بہ کربلا فرستادند ہ

سحر گذرا چمن مین کونسا خورشید رو یارب		کہ شبنم گل کے منہہ پر اب تلک پانی چھڑکتی ہے

سودا مرزا رفیع انچہ حضرت شیفتہ در ترجمہ اش نگاشتہ بندہ را خیلے خوش آمد بنابرین کلمۂ چند نقل برداشتم نظر افروز ارباب مطالعہ باد وہو ہذا بزعم فقیر غزلش بہ از قصیدہ وقصیدہ اش بہ از غزل واگر گوئی غزلش از اشعار رکیک مملوست وقصیدہ ازان خالی نہ زیادہ ازین چہ توان گفت کہ قدما را مانند فصحاے متاخرین پیرامون خاطر وجاگزین دل نہ این بود کہ ہر شعر دلپذیر آید و ہر بیت خاطر نشین لہذا در کلام ایشان رقص الجمل واقع شدہ چہ در قصیدہ وچہ در غزل مع انہم اولون والموجدون والاحاطہ بجمیع فنونہا متعذر للمتقدمین وللہ در من قال العلم للمتاخرین پس بنابرین مقدمات برین بزرگان دار وگیر زنہار سزاوار نیست وطعن وتعرض لایق نہ معہذا در اشعار منتخب ایشان باید نگریست کہ درجۂ رتبت عالی ومکانت فخیم جلوۂ ظہور گرفتہ و یدل علی ذلک ما قال شرف الافاضل

فخر الاماثل قدوة المحققین مولانا صدر الدین المتخلص بہ آزردہ در تذکرہ خود کہ بایجاز و اختصار تمام در حال ارباب نظم ریختہ نوشتہ است تحت ترجمہ میر تقی المتخلص بہ میر در شرح کلام وے حیث قال پستش اگرچہ اندک پست است امّا بلندش بسیار بلند مرزا از اقسام شاعری در مثنوی فکر معقول نداشت اہاجی رکیکہ بسیار گفتہ و بآن شیوہ داشتہ و مضامین دلاویزی یافتہ کلیاتش از دست آوردہ اند کہ سودا روزی بر آستانہ شیخ علی حزین رسید ستوری خواندن شعر یافت و برخواند ؎

ناوک نے تیرے صید نچھوڑا زمانہ مین — تڑپے ہی مرغ قبلہ نما آشیانہ مین

شیخ فرمود تڑپے ہے چہ معنی دارد گفت اے می تپد شیخ بہ تکریم پرداخت و بملک الشعرا خطاب فرمود ؎

آدم کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا — کچھہ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
کونین تک ملی تھی جس دل کی مجھکو قیمت — قسمت کہ اک نگہ پہ جا اوسکو ڈال آیا
زبان ہے شکر مین قاصر شکستہ بالی کی — کہ جسنے دل سے مٹایا خلش رہائی کا
چھوٹ مست باد بہاری کہین جون نکہت گل — پھاڑ کر چلے ابھی گھر سے نکل جاؤنگا
بہنا کچھہ اپنی چشم کا دستور ہوگیا — دی تھی خدا نے آنکھہ سو نا سور ہوگیا
مباد ہو کوئی ظالم ترا گریبان گیر — مرے لہو کو تو دامن سے دہو ہو سو ہو
یہہ تو نہین کہتا ہون کہ سچ مچ کرو انصاف — جھوٹی بہی تسلی ہو تو جیتا ہی رہو نہین
جی تک تو دیکے لون کہ جو ہو کارگر کہین — اے آہ کیا کرون نہین بکتا اثر کہین
تو نے سودا کے تئین قتل کیا کہتے ہین — یہہ اگر سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہین
بوسہ ہنسکر ندیا اوسنے سوائے دشنام — سو بھی یہہ سبب نہ ملا کوئی تو مجبوری مین
کیفیت چشم اوسکی مجھے یاد ہے سودا — ساغر کو مرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا مین

سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر
پیغامبر نے دیر لگائی تو ہے ولے
مت پوچھ یہ کہ رات کٹی کیونکہ تجھ بغیر
سودا جہان مین آ کے کوئی کچھ نہ لے گیا
عجب بیداد حسرت پر مری صیاد کرتا ہے
قاصد کو اپنے ظالم جو کچھ مین دون سمجھا
ہے قسم تجھکو فلک دے تو جہانتک جا ہے
تصور مین ترے کچھ صبا اوسلا ذبالی ہے
گل پھینکے ہے غیرونکی طرف بلکہ ثمر بھی
سودا تری فریاد سے آنکھون مین کٹی رات
سودا کے جو بالین پہ اوٹھا شور قیامت
بدلا ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے
اتنا لکھائیو مرے لوح مزار پر
سب سے کہے سوتا ہون یہ کہدین کہ پھر آنا
بیخوابی سے مرتا ہے شب ہجر مین سودا
دشنام تو دینے کی قسم کھائی ہے لیکن
مے پرستی ہے مری باعث آمرزش خلق
اے دل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہے فوج اشک
انصاف کسکو سونپیے اپنا بجز خدا
سودا کو جرم عشق سے کرتے ہین آج قتل
خواہ کعبہ مین تجھے خواہ مین بتخانہ مین

اپنی تو نیند اوڑ گئی تیرے فسانہ مین
دھڑکے ہے دل کہ یہ نہ کہے رات ہو گئی
اس گفتگو سے فائدہ پیارے گذر گئی
جاتا ہون ایک مین دل پر آرزو لئے
دکہاتا ہے مجھے اوسکو جسے آزاد کرتا ہے
جیتا پھرے تو اجرت ورنہ یہ خونبہا ہے
جلوہ حسن اوسے حسرت دیدار مجھے
گلے لگ لگ مین رو یا رات تصویر نہالی سے
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی
آئی ہے سحر ہونیکو ظالم کہین مر بھی
نوحہ امام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے
اپنا ہی تو فریفتہ ہووے خدا کرے
یان تک نہ ذبحیات کو کوئی خفا کرے
بالین پہ مرے شور قیامت اگر آئے
اب کہنے کو افسانہ کوئی نوحہ گر آئے
جب دیکھے ہے وہ مجھکو تو اک جنبش لب سے
توبہ صد قوم نے کی ہے مری میخواری سے
لخت جگر کی نعش کو آگے دھرے ہوئے
منصف جو ہو لئے ہین سو تجھسے ڈرے ہوئے
پہچانتا ہے تو یہ گنہگار کون ہے
اتنا سمجھوں ہون مرے یار کہین دیکھا تو

جس روز کسی اور پہ بیداد کروگے — یہہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے

سوز محمد میر ولد میر ضیاء الدین نسبش تا حضرت قطب عالم گجراتی میر سید بخاری میرسد موطن دہلوی مولد بود خط شفیعہ و نستعلیق خوش می نگاشت و رموز تیر اندازی نیک می شناخت اشعار بہ طرز مطبوع میخواند در عہد آصف الدولہ بہ لکھنؤ رفتہ در اوائل میر تخلص میکرد ہرگاہ میر تقی در لکھنؤ آمد سوز تخلص خویش قرار داد ہشتاد سالہ در تلمہ از جہان رفت

کعبہ ہی کا اب قصد یہہ گمراہ کرے گا — جو تم سے بتو ہوگا وہ اللہ کرے گا

بہم اوس سے ہم سے بگڑ گئی تو خفا ہو مجھکو رلا دیا
ولے مین بہی کیا ہون کر رونے مین یہہ بنایا منہہ کہ ہنسا دیا

کھینچ کر تیر مار بیٹھے بس — سوز ہے یا شکار ہے کیا ہے

لوگ کہتے ہین مجھے یہہ شخص ہے عاشق کہین — عاشقی معلوم لیکن دل تو بے آرام ہے

مگر جانیکا قاتل نے نرالا ڈہب نکالا ہے — سبھون سے پوچھتا ہی کس نے اسکو مار ڈالا ہے

سوز مولوی عبد الکریم خلف حضرت صہبائی تازہی آشنا پارسی آگاہ دیوانے گذاشتہ

فکر مین تھے انتہائے عشق کی مدت سے ہم — بارے یہہ عقدہ ہمین آکر ترے خنجر کہلا

صبا رقیب سے رکھتی نہی راہ کچھہ ورنہ — ستم یہہ کیون مرے مشت غبار پہ ہوتا

مین بڑا بول جو بولا تہا شب وصلت مین — سو وہ آگے مرے ہنگام سحر آ ہی گیا

ابہی دلمین ابہی آنکہون مین ابہی دامن پر — اشک مین بہی تری شوخی کا اثر آ ہی گیا

اب کوئی سوز سے بنہنے کی نکالو صورت — خیر تقصیر ہوئی ابتو ادہر آ ہی گیا

سوز گو بیگانہ ہی پر بزم مین رہنے تو دے — رفتہ رفتہ یہہ بہی ظالم آشنا ہو جائیگا

پاس آنے مین نہ کشتون کے لگے دیر کہین — لے لیا موت نے گہیر ہی تری دیوار کے پاس

بوسہ پہ اوس دہن کے کہ جسکا نہین سراغ
ہلتی تری زبان ہے بت بیداد گر نہین

جان سینہ مین نظر آنکھو مین دم ہونٹو نپر
اٹک آنے سے ترے کام ہین اٹکے لاکھون

آج یان رسوا ہوا کل وان خرابی مین پڑا
یون ہی گھٹ گھٹ کر مری توقیر آدہی گئی

سید میر غالب علیخان المخاطب بسید الشعرا سر گروہ انشا پردازان دفتر شاہی بود نوشتہ اند تاریخ ایرمانسراے کہ اکرام نام یکے از نقیبان حضور والا بیرون دروازہ لاہوری ساختہ بود و الحال از و نشانے نماندہ بسیار بلطافت و پاکیزگی گفتہ ﷲ درہ ؎ امشب کرمے کن بسراے اکرام ؁ و نیز تاریخ وفاتش کہ پایان مرزا امیر خسرو دہلوی دفنش کردہ اند و بر سنگ مزار وے کندہ این ست ؎ اکرام بیاسود بپاے خسرو انتہی او راست

؎ سبب کیا پوچھتے ہو مجھسے میرے زار رونے کا
کسی کو کچھہ مرض ہے مجھکو ہے آزار رونے کا

نے غازہ نہ گلگونہ نہ ہی رنگ حنا تو
اے خون شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا

یہہ دہڑک دلکی جو ہی عشق مین کچھہ اور ہی ہے
وہ مرض اور ہے جسکو خفقان کہتے ہین

مین اور ترک عشق یہہ امکان ہی نہین
ناصح کی پند سنے کو یان کان ہی نہین

یار و مرے بالین سے نہ اوٹھو نہ جدا ہو
حالت مری اچھی نہین کیا جانیے کیا ہو

شین معجمہ

شادان مرزا حسین علی دہلوی خلف مرزا زین العابدین عارف از تلامذۂ مرزا غالب ؎

آئینہ دیکھکے کہتے ہین یہہ منہہ پھیر کے وہ
کوئی کھینچے لئے جاتا ہے ادہر دل میرا

غیرونپہ ہین وہ لطف کہ ٹہرتی ہین ہمیشہ — ہمپر یہہ ستم ہے کہ سوا ہو نہین سکتا
مژدہ اے یاس کہ پہر آئی مصیبت لیکر — حسرت ایدل کہ او نہین وعدہ نہ پہر یاد رہا
وہ یہہ کہتے ہین جو کرتے ہو دعا بہی کرلو — ہم مزا تمکو دکہا دینگے اثر ہونے تک
پوچہتے ہین کہ تمنا تو بتاؤ کیا ہے — جانتے ہین کہ نہین تاب تکلم مجہکو
پہرتی ہے کوئی چیز آنکہون مین — یہہ مرے بخت کا تو خواب نہین
ہماری ناتوانی دیکہنے کو — وہ آکر پوچہتے ہین تم کہان ہو

شایق خواجہ فیض الدین عرف خواجہ حیدر خان پور خواجہ خلیل اللہ از سکناے ڈہاکہ از شاگردان مرزا غالب بپارسی ہم سخن میگفت دیوانے مختصر دارد ٥

اوسی نے کیا مجہکو رسواے عالم — کہ جسنے تجہے عالم آرا بنایا

شرر مرزا غیاث الدین دہلوی خلف مرزا قمر الدین شدید التخلص نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ واز تلامذہ ذوق دہلوی ست ٥

شرر خدا سے ڈرو کل تہے سجدہ بت مین — اور آج تمکو یہ دعوی ہے پارسائی کا
لاکہہ پردہ مین وہ پوشیدہ رہا پر ہمنے — دیکہا جب دل کی نگاہون سے نظر آہی گیا

شرف میر امام علی ابن میر قادر علی فرخ آبادی ست ٥

منہہ سے بوسہ تو نہ مانگینگے جبین یا مرجاین — جان جائے تو نہین غم ہی مگر آن رہے
وصل مین ہوکے ہم آغوش وہ بولے یہہ شرف — اب تو فرمایئے کچہہ اور بہی ارمان رہے

شمشاد مرزا روشن الدولہ خلف مرزا آغا جان متخلص فرزند مرزا سلیمان شکوہ نسبت تلمذ با مرزا رحیم الدین حیا داشت در داستان طرازی کمالے بہم رسانیدہ بود ٥

کام تو کچہہ بہی نہین ہی حشر مین اپنا مگر — آن نکلینگے تری خاطر اگر آنا ہوا

ناتوانی کا برا ہو کہ اوٹھانے نہ دیا
ایسا کیا بوجھ بہت طوق گلوگیر مین تھا

شعلہ علی رضا خان ولد نواب ذوالفقار خان بزرگان وے در سرکار حیدرآباد باخطاب نوابی بر مناصب جلیلہ ممتاز بودند امروز وے نیز بر بقیۂ آن تیول کہ پدر بزرگوار او را بود در اضلاع چھنڈواڑہ بفراغت تمام و قناعت مالا کلام بسری برد مردے سنجیدہ و خوش صحبت است فکرے بلند و ذہنے ارجمند دارد در فن شعر اوستادے معین ندارد ہمان طبعش اوستاد است و فکرش رہنما است چون خال حضرت شہیر است مدتے ہم مشق و ہم مشورہ ایشان بودہ دیوانے فراہم آوردہ است ٥

مانند آسمان ہے سدا سے خمیدگی
پیری سے پیشتر بھی کبھی مین جوان تھا

کیون کاٹون اپنا آپ گلا مین نصیب غیر
دنیا مین کیا کوئی مرا قاتل نہین رہا

وحشت کے امتحان کا افسوس رہ گیا
جب قیس تھا تو شعلہ شوریدہ سر نہ تھا

بیمار کسکو آنکے دیکھین گے وہ خدا
اچھا تو اونکا سنتے ہی بیمار ہو گیا

برپا کسی سے حشر بھی کوئی نہ ہو سکا
دنیا مین ہم سے پہلے کوئی نوحہ گر نہ تھا

اے شعلہ ہمکو عرض جنون ہی تھا پسند
جنگل وگرنہ قیس کے بابا کا گھر نہ تھا

دلمین کی جسنے جگہ مجھسے وہ ٹیڑھا ہی رہا
گر رہا تیر بھی سینہ مین تو ٹیڑھا ہو کر

اس بحث ناصحا مین کیونکر نہ جائے جان
مین دل کو آزماؤن مجھے آزمائے دل

عدو کو گالیان دیتے ہین وہ لیکن بصد خواہش
ہم اونکے منہ کو تا ہمکو بھی دین دشنام تکتے ہین

زحمت سعی بجے کو یہ اچھا ہے خیال
لینے تھا ہمکو جو وہم خطِ تقدیر سو ہے

کیا جلد بر آتی ہے کماندارِ تمنا
کچھ دلمین گذرتی ہی ترے تیر سے پہلے

شب بھر اس وہم نے بٹھا رکھا
میرے زانو پہ کوئی سوتا ہے

شکیبا غلام حسین دہلوی از تلامذہ میر تقی و شعراے پاے تخت

اکبر شاه بود ہ

نیم بسمل اوسنے گر چہوڑا شکیبا غم نہین	پر یہہ غم ہے اعتبار دست قاتل اوٹہگیا

شمس میر آغا علی لکہنوی از شاگردان قاضی محمد صادق خان اختر است ہ

بناوٹ کی نہین ناز کمزاجی ان حسینونمین	خدا جب حسن دیتا ہے نزاکت آہی جاتی ہے

شمیم میر قدرت علی ابن میر انتظام علی سہسوانی مشق سخن از مُنشی صہبا نموده گاہے گاہے با نامه نگار برمیخورد صلاح از ناصیه اش می تراود ہ

اے جنون تو مجھے لیجائیگا اب اور کدہر	شہر اونکا نظر آتا ہے بیابان اونکا
تہی یہہ قسمت کی بُرائی کہ تجہے او ظالم	سارے عالم کے حسینونسے مین اچہا سمجہا
نامرادی نہ چہپی پردۂ تصویر مین بہی	جسنے دیکہلے مجھے محروم تمنّا سمجہا

شورش غلام احمد نام فرزند محمد اکبر قباله نویس از شاگردان مومن خان ہ

نامه جو بنالائے ہی قاصد تو صنم کا	ایمان نہ کہو نا کسی مایوس کرم کا
چشم عاشق سی جو دریا کو کوئی دی تشبیہہ	بس وہین رونیکا ہوجائے بہانا مجہکو

شہرت مرزا حاجی نبیرۂ شاه عالم بادشاه از عبد الرحمن خان احسان کسب این فن نموده پس نسبت تلمذ بمیر ممنون درست کرد سپس از حضرت آزرده باستفاضه پرداخت ہ

ہم بڑی چیز سمجہتے تہے یہ میخانے مین	ملکا اک جام کی قیمت بہی نہ ایمان اپنا
غبار اوٹہا نہ ترے دلسے ورنہ ای ظالم	ہماری جان کو اک یہہ بہی آسمان ہوتا
ہائے جی بہر کے وہ دیدار میسّر نہوا	حشر کا دن شب غم کے بہی برابر نہوا
یون بیٹہتے ہو جیسے کسیکو کسی سے کچہہ	مطلب نہین مراد نہین مُدّعا نہین

یہ تو خبر نہین ہی کہ کیا حال ہی پر آج — شہرت کا بار بار ہے آتا جگر بہ ہاتھہ

شہیدی منشی کرامت علی خان ولد عبدالرسول خان از باشندگان لکھنؤ و از شاگردان مصحفی و نصیر دہلوی بود از عروض و حساب بہرۂ وافر داشت بیشتر در پنجاب و گجرات بسر برد و بہ دہلی نیز رفتہ و بہ بہوپال ہم آمدہ در سنہ ۱۲۵۵ھ بہ حجاز رخت کشید بعد ادای حج ہنجار مدینہ پیش گرفت در اثنای راہ بیمار گشت ہمانا چہارم صفر سنہ ۱۲۵۶ھ بود کہ بر روضۂ مبارک نظر انداخت بہ علوی عالم شتافت دیوانی دارد بندہ دیدہ ام ؎

قدر سب چاہنے والونکی ترے دیکھہ چکے — خوار رہتا ہے ترا نا تو پشیمان نیا
عام ہین اوسکے تو الطاف شہیدی سب پر — تجھسے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا
نئی باتین نئی گہاتین نئی چاہت نیا پیار — کیا قیامت ہے نئے شخص پہ آنا دل کا
شرم آتی ہی وگرنہ ان بتونکی ضد سے مین — جیتے جی اللہ سے اک حور جنت مانگتا
دوست نے خاطر دشمن سے کیا مجھکو ہلاک — ہوت یہہ ہے کہ وہ کم حوصلہ نازان ہوگا
اے روز قیامت ادب اسکا ہی تجھے فرض — ہے تجھسے بڑی میری شب تار کئی دن
نزع کے وقت شہید سے جو حسرت پوچھی — کیا ہی حسرت سے کہا کچھہ مجھے مرغوب نہین
قیامت تک نہ بہولونگا یہ احسان تیغ جاں کا — مرے زانو بہ زانو بے تکلف رات دہر بیٹھے
ناکامی جاوید کی ہم مانتے منت — افسوس شہیدی تری تربت نہین ملتی
وہ وقت تو آنے دے بتا دینگے شہیدی — بن آئے کسی شخص پہ مرجاتے ہین کیسے

شہیر حافظ خان محمد خان خلف مولوی غلام محمد خان فرزند غلام حسین خان رامپوری موطن پدر بزرگوارش بعہدہ ہای جلیلہ ممتاز بود و خودش نیز از مدتی درین دیار باعزاز تمام بسر می برد و از سرکار فیض آثار خطاب افتخار الشعرا دارد بخدمت میرزا نوشہ اسد اللہ خان غالب مدتی مشق سخن بجا آوردہ در

پارسی اوستاد قیاست کار راست توجہ او بریختہ معطوف نیست بلکہ ازان روز
کہ پاے اقامت بہ بھوپال افشردہ است گاہے اتفاق ریختہ سرائی نیفتاد ازینجاست
کہ بریک دو بیت اقتصار رفتہ است و درین نامہ ثبت گشتہ و این بیتہا نیز کہ
از افکار دیرینۂ اوست در اثنار کلام بسمع محرر سطور رسیدہ است دانی کہ
برین قدر در وصف وے اکتفا کردیم چرا کردیم دو سبب دارد یکے آنکہ شیوۂ
ما اختصار است خیر الکلام ما قل و دل دیگر آنکہ وے اوستاد منست روش
سخنوری ازو آموختہ ام وانچہ یافتہ ام از فیض او یافتہ ام اگر در ستایش
گفتارش آنچہ واقعی ست تحریر کنم ازارباب مطالعہ کمتر بودہ باشند کہ گمان
مبالغہ نبرند کہ سخن شناس و ادا فہم کمیاب است معہذا مجموعۂ غزلیات و قصائد
وے کہ در پارسی زبانست ببین کہ گواہ حسن طبیعت اوست ہ

پوچھو نہ اہل عشق کو کیا ہین کہانکے ہین	اچھے ہین جسطرح کے ہین جو ہین جہانکے ہین
کوئی ہوا اونکی وحشت دلکا علاج ہو	اک ہم اگر نہین نہ سہی مدعی سہی
یہین نامدار ہجر وعدو کامگار وصل	وہ کام کر گیا ہے تو مین نام کر گیا
بزم جانان مین جو جاتا ہون تو فرماتے ہین	ایک یہہ بھی مرے ایام کی شامت آئے
غیر تہا بدمست ہے ہم کامیاب	یار بھی قسمت سے اچھے پڑ رہے

شیدا میر جھبو جان در ایام شباب ازین خاکدان رحلت کرد از
تلامذہ مومن خان بود با حضرت شیفتہ نرد مودت میباخت ہ

ناشکر ہم نہین ہین ادہر کو نگاہ ہے	پر وہ نگاہ جس سے عنایت عیان نہین
دریا بہین کہین مین مژگان ہی تر نہو	مرجائے کوئی اور کسیکو خبر نہو
وہ دشمنی مین کیو رہے ہون یہہ بات بھی نہین	کہتے ہین زہر دیکے الٰہی اثر نہو

شیفتہ نواب مصطفے خان بہادر فرزند عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب

مرتضی خان بہادر مظفر جنگ ترجمہ حافظہ اش از تذکرہ **شمع انجمن و صبح گلشن**
دریاب انچہ مناسب اینجاست پیشکش نظر ارباب مذاق است حضرت شیفتہ از آوان صبا بمشق سخن مصروف بود و عمرے درین شغل بسر برد و در مراتب نظم و نثر اداے خاص دارد و بہر دو زبان ریختہ و پارسی سحرے کہ می طراز دازمن پرس کہ مدتے بروش او حرف گزاردہ ام و فیضی کہ صفت او معنوی افتد یافتہ ام سبحان اللہ سخن از کجا بہ کجا کشید قصہ مختصر کنم وے در ریختہ شیفتہ تخلص میکند و در پارسی حسرتی و از تلامذہ حکیم مومن خان کسے بجاہ او برنخاستہ میرزا نوشہ و حضرت آزردہ را با وے مودتے کہ درمیان بود نتوان گفت و در العہد کہ پدر بزرگوارم بدہلی رفتند و از حضرت آزردہ اکتساب علم میکردند با جناب شیفتہ ربطے خاص داشتند توفی رحمۃ اللہ تعالی فی سنۃ ستۃ وثمانین ومائتین والف الہجریۃ درین نزدیکی مہرورز لطف گستر نواب مرزا خان داغ بطلب نامہ نگار دیوان ریختہ حضرت شیفتہ روان داشتہ و ممنون لطف ساختہ ازہمانے چند انتخاب کردہ آمد ہ

اے مرگ آکہ میری بھی رہجائے آبرو	رکھا ہے اوسنے سوگ عدو کی وفات کا
ندیا ہائے مجھے لذت آزار نے جینے	دل ہوا رنج سے خالی بھی تو جی بھر آیا
میری ناکامی سے فلک کو حصول	کام ہے یہہ اوسی ستمگر کا
گھبرا کے اور غیر کے پہلو سے لگ گئے	دیکھا اثر یہہ نالۂ بے اختیار کا
خوبیٔ بخت کہ پیمان عدو	اوسکو ہنگام قسم یاد آیا
کسلئے لطف کی باتین ہین پھر	کیا کوئی اور ستم یاد آیا
ہائے اوس برق جہان سوز پہ آنا دلکا	سمجھے جو گرمی ہنگامہ جلانا دلکا
ہی ترا سلسلۂ زلف بھی کتنا دل بند	پھنسنے سے پہلے بھی مشکل تہا چھٹنا دلکا

کہتا تھا وقت نزع کے ہر اک سے شیفتہ ‎ ‎ دینا کسیکو دل تو وفادار دیکھکر

کہتے ہین بیوفا مجھے ہین نے جو یہہ کہا ‎ ‎ مرتے رہینگے تم ہی پہ جیتے ہین جب تلک

ایسے کریم ہم ہین کہ دیتے ہین بے طلب ‎ ‎ پہنچا دو یہہ پیام اجل جان طلب تلک

یان عجز بے ریا ہی نہ وان ناز دلفریب ‎ ‎ شکر بجا رہا گلہ بے سبب تلک

ہین جان بلب کسی کی اشارت کی دیر ہی ‎ ‎ دیکھے ہے اوس نگہ کو قضا اور قضا کو ہم

اے جوش رشک قرب عدو اب تو مت اوٹھا ‎ ‎ بیٹھے ہین دیکھہ بزم مین کس التجا سے ہم

طوفان نوح لانے سے اے چشم فایدہ ‎ ‎ دو اشک بھی بہت ہین اگر کچھہ اثر کرین

کچھہ اور بیدلی کے سوا آرزو نہین ‎ ‎ اے دل یہہ یاد رکھیو کہ ہم ہین تو تو نہین

سحر اونکو ارادہ ہے سفر کا ‎ ‎ قیامت آنے مین شب درمیان ہے

جس لب کے بوسے غیر لے اوس لب سے شیفتہ ‎ ‎ کمبخت گالیان بھی نہین تیرے واسطے

بزم دنیا مین ہی دو شخص کو کب عیش نصیب ‎ ‎ سو تجھی کو رہے مجھکو تو یہہ غم ہی بس ہے

اے عدو کسلیے نازان ہی سمجھہ تو آخر ‎ ‎ جس سے ہم خوار ہوئے ہین یہہ وہی عزت ہے

اے جان لب پر آکے ٹھہرنے سے فایدہ ‎ ‎ رہنا ہوا تو رہ گئے چلنا ہوا چلے

صاد مہملہ

صابر مرزا قادر بخش خلف مرزا اکرم بخت بہادر نسبش تا جہاندار شاہ بادشاہ دہلی میرسد از تلامذۂ عبد الرحمن خان احسان و مولوی صہبائی علیہ الرحمہ بود تذکرۂ گلستان سخن بنام او نمازۂ شہرت دارد از گلستان سخن انتخاب اشعار کردہ آمد و درین نامہ نگارش یافت ہ

محفل مہ مہ ، تو اوس لب میگونکے ساقی ‎ ‎ نام شراب لے کے گنہگار ہو گیا

ہے نگاہِ آشنا کو ہر جگہہ جلوہ سے ربط
دیر بھی کعبہ تہا جب مین ناصیہ فرسا ہوا

ہماری خاک مین اتنی کہان رسائی ہے
نہ جانئین دلمین ترے کسطرح غبار آیا

وہ ہی بت قاتل ہی جسکو عمر بھر پوجا کئے
ڈر ہی منہہ کیا لیکے جاؤن داورِ محشر کے پاس

مرتا ہون قبر مین بھی اسی خوف سی کہ ہائے
پوشیدہ زیرِ خاک کہین آسمان نہو

مجھہ سے ہی چاہتا ہی وہ ہر ہر ستم کی داد
سمجھا ہی اپنے ظلم کا اک قدردان مجھے

ظالم جفاکشی کی ہوس تو نکال لون
تجھسا ستم شعار ملیگا کہان مجھے

مرگ شب وصال کی خوبی ہی ورنہ غیر
رکھتا نہ گھر مین تا بہ سحر میہمان مجھے

صادق میر جعفر علی خان دہلوی از تالیفات اوست بہارستان جعفری ؎

شرم سے نام وہ نہین لیتا
پھر ہمارا خطاب ہے کوئی

صبا میر وزیر علی ولد میر بندہ علی لکھنوی از تلامذۂ خواجہ آتش بود دیوانے دارد در ۱۲۷۱ھ درگذشت در سخن سنجان لکھنؤ غنیمت است ؎

کیا بنایا ہے بتون نے مجھکو
نام رکھا ہے سلمان میرا

کوچۂ عشق کی راہین کوئی ہمسے پوچھے
خضر کیا جانین غریب اگلے زمانے والے

صبا منولال لکھنوی از شاگردان مصحفی ؎

چرخ کوکب یہ سلیقہ تہا ستمگاری مین
کوئی معشوق ہی اس پردۂ زنگاری مین

صبا منشی محمد صابر حسین فرزند منشی احتشام الدین محمد سہسوانی از چند ماہ پائے اقامت در بہوپال افشردہ در پارسی از مولوی نجف علی خان صاحب سفرنگ دساتیر نسبت تلمذ دارد و در ریختہ زانوئے تلمذ پیش مولوی محمد ایوب خان گلشن تخلص رامپوری تہ کردہ و چندے بخدمت برادر بزرگوار خود منشی محمد انوار حسین تسلیم مشق سخن نمودہ سپس بزور طبیعت خدا داد ترقی فن کردہ در معاصران خویش

ممتاز آمد در تاریخگوئی محسود روزگار است هرچند در رامپور از کاملان این فنون موجود بودند لیکن میگویند که بمقابلہ تاریخگوئی وصنعت نگاری وے انگشت حیرت بدندان و از مقابلہ پشیمان امروز انچه در ملک اوست غزلے چنداست که در مشاعرۂ تکلیفش داده اند و پیوند محبت او با نامه نگار خیلے استحکام دارد از مغتنمات دوران است از تالیفات اوست مثنوی شوکت خسروی بیرد از سکندر نامه درستایش والی رامپور ولسان العجم در فن لغت وسراپاے سخن در مصطلحات

ص

جگرکو دلکو دونون کو برابر تو اس کہا ہی
اوسے غم دوست ٹھیراون تو یہہ درد آشنا ٹھہرے

کوئی ارمان نہ باقی دل پرغم مین رہے
تم ذرا پاس سے کہدو مرے ماتم مین رہے

نرہے عاشق غم دوست الٰہی دل شاد
عیش کا نٹا سا کھٹکتا دل پرغم مین رہے

درد ہو جائے محبت تری آنسو ہو جائے
گھر کرے دلمین مرے دیدۂ پرنم مین رہے

بہلا ہو خیر کی ہمت رہی میخانے والے مین
فقیر مست کو ملجائے چلو بھر پیالے مین

ہر اک جا پر نیا ہی نام اونکے خال مشکین کا
سویدا دلمین پتلی آنکھہ مین ہی داغ لالے مین

اغیار سے خالی ہو شب وصل کی خلوت
اندیشہ نہ دلمین ہو نہ آنکھومین حیا ہو

چٹکی کوئی خاک قدم یار کی دیدو
چلتا ہوا نسخہ ہو تو عاشق کی دوا ہو

ملجائے فقیر و نسے بہی آنکھہ ای شہ خوبی
ہو خیر تری شرم کی چتون کا بھلا ہو

ناتوانی مین لاغری مین مرے
کچھہ پتے ہین تری نزاکت کے

مردہ دل ہون شکستہ خاطر ہون
ہین نشان مجھہ مین ٹوٹی تربت کے

چھوڑ کر وعظ میکدے کو چلو
یہہ بہی سن لینگے وقت فرصت کے

کون ہے کسکو کوستے ہو آج
مر چکے ہین صبا تو مدت کے

کیسا خط کا جواب خیر ہوئی
بچ گیا ناک کان سے قاصد

ہوئے ہین کشتۂ حسرت کے دشمن دوستدار ومین
قضا ہم نوحہ خوانون مین اجل ہی سوگوارون مین

تمکو آئینہ سے فرصت ہی نہین
کونسا وقت ہے تنہائی کا

دل جو قابو سے چلا نالۂ دل کہہ اوٹھے
ٹھیرئیے ہم بھی تو اے بندہ نواز آتے ہین

اپنی اپنی ہے ادا ڈھنگ ہے اپنا اپنا
ہم وفا سے وہ جفا سے کہین باز آتے ہین

ہائے وہ اوسکا شب وصل بگڑ کر کہنا
ہیش مہمان سے یون ہی بندہ نواز آتے ہین

شکل در داوٹھتے ہین گر پڑتے ہین آنسو ہوکر
تیرے کوچہ مین جو ارباب نیاز آتے ہین

کھنیچتے ہی اون کی ابرو کی شبیہ
کھچ گئی ہے مانی و بہزاد مین

ہم ندیدے کیا کہین لطف چمن
آنکھ کھولی خانۂ صیاد مین

کسکے آنے سے یہ شادی مرگ ہے
لگگیا شیون مبارک باد مین

تم نہ آئے تو بھی اک جلسہ رہا
کٹ گئی شب نالہ و فریاد مین

کہتے ہین ضد سے کرینگے اور ظلم
دیکھین کیا کیا ہین اثر فریاد مین

دل بھی اب پہلو تہی کرنے لگا
ہوگیا تھا تمہاری یاد مین

داد خواہی کون محشر مین کرے
ہے مزہ سبکو تری بیداد مین

صفا مرزا سعید الدین کہین برادر مرزا رحیم الدین حیا و ہم شاگرد استاد ہ

پوچھتے ہین کہ کہان بیٹھتے ہو اور جاتے ہین
کہ بجز دشت ٹھکانا نہین دیوانون کا

گھر مین بیٹھے ہین اور اتنا نہین کہتی منہ سے
کون ٹکرائے ہے دیوار سے سر دیکھو تو

صفا پیرن شاہ فرزند رتن شاہ دہلوی رح تلمیذ ذوق دہلوی ہ

مین نے بوسہ طلب کیا تو کہا
یہہ خرابی ہے منہ لگانے مین

صفدر صفدر بیگ خلف حیدر بیگ از سکنائے کرنال ہ

بوسہ مانگا تو وہ کہنے لگے صفدر افسوس
اب تلک تم مری عادت سے خبردار نہین

صفدری میر صادق علی کہین برادر میر نظام الدین ممنون کا فرے بیگناہ شہ

ازہم گذرانید ع این ماتم سخت است کہ گویند جوان مُرد ہ

نہیں معلوم دلمیں صفدری کے درد کیسا ہے	کہ ہردم ہاتہہ سینہ پر وہ بیتابانہ رکھتے ہیں
صفدری قد کو کہیں اوسکے کہاتہا گل سرو	سید ہی اوس شوخ نے کیا کیا نہ سنائی مجھکو

صفیر میان جان دہلوی از تلامذہ مومن خان ہ

کہتے ہو جان جائے تری اور تمہیں ہو جان	ہے ہے خدانخواستہ یہہ تمنے کیا کہا
ہوا ہو سہو تو پہر خوب یاد کر لیجے	کہ رہ نجائے کوئی جور امتحان کے لیے

ضاء معجمہ

ضابط مہر علی موطنش دہلی ست ہ

حشر میں خاک سے سب لوگ تو نکلے لیکن	قبر عاشق سے جو دیکہا تو دہوان سا نکلا
نام کی تو شرم کر ضابط خدا کیواسطے	یہہ ترا گریہ تجہے آخر بہا لیجائے گا

ضاحک میر غلام حسین پسر میر عزیز اللہ دہلوی ہ

کیا دیجئے اصلاح خدائی کو ولیکن	کافی تہا ترا حسن اگر ماہ نہ ہوتا

ضیا میر ضیاء الدین دہلوی در عظیم آباد پائے اقامت افشردہ در سنہ ۱۱۹۴ھ یا سنہ ۱۱۹۶ھ آنجہانی شد از شعرائے نامی ست ہ

نے دل جلا ہوں آہ نہ میں سینہ تفتہ ہوں	میں داغ یاس و حسرت یلدان رفتہ ہوں

طاء مہملہ

طالب مرزا سعید الدین خان دہلوی برادر خورد نواب شہاب الدین خان

ثاقب از تلامذۂ میرزا غالب است گویند امروز مشورۂ سخن با مولوی الطاف حسین حالی میکند ع

وہ جب کرتے ہین طالب عدہ رہتا ہی بیاں جھگڑا درسے اوسکے اوٹھے اوٹھائے ہوئے	ہمیشہ آس مین اور یاس مین اور شوق و زیادہ ناتوانی ذرا سنبھال ہمین

طرب مولوی رحیم بخش نواسۂ شیخ نور محمد قادری تھانیسری رح استفاضۂ علمی از مولوی صہبائی نمودہ و اصلاح شعر از مولوی عبد الکریم سوز گرفتہ ع

بہت ہی ملتی ہی اسکی طرب سے کچھ صورت اور ملتا ہی نہین مجھکو ٹھکانا کوئی کیون کیا ترک ملاقات کو رفتہ رفتہ	موا پڑا ہے ترے در پہ اک جوان کیسا پھر پھر اکر ترے دروازہ پہ آجاتا ہون یون ہی کہدو کہ ترے ملنے سے ہی عار مجھے

طرز احمد حسین دہلوی از شاگردان مرزا قیصر ع

پڑی ہین حسرتین خون گشتہ لاکھون اتنا تو صبر دے ہمین یارب کہ ہجر وصل ابکے ملجائے وہ تو کام نہین	مرے مدفن سے اوسکی رہگذر تک جلدی کرین نہ اوس ستمگر سے آشنا سے ہم اگلی پچھلی حکایتون سے ہمین

ظای معجمہ

ظفر ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی احوال و اوصافش از بیان مستغنی ست در اکثر خطوط دستی توانا داشت سخن بر شاہ نصیر دہلوی میگذرانید سپس نسبت تلمذ بخاقانی ہند ذوق درست کرد بعد وفات ذوق خدمت اوستادی بہ میرزا غالب متعلق گشت وے را چہار دیوانست فرصت کجا کہ بانتخاب آنہا پردازیم این بیتے چندست کہ از تذکرہ چند بر داشتیم خدایش بیامرزاد خیلے خوش گفتہ ع

جو دیکھون بزم مین اوس شوخ جنگجو کیطرف — چھری کو دیکھکے دیکھے مرے گلو کیطرف

ہمارے آگے ہی ذکر اگلے دوستدارونکا — پرانے مُردونکی وہ ہڈیان اوکھاڑتے ہین

جنون مین کیا مری پیوند پیرہن مین لگے — کہ ایک تار بھی چھوڑا ہو تو کفن مین لگے

کبھی تو آؤ ہمارے گھر مین سنو ہماری بھی چار باتین

عجب ہے شکوہ رقیب کا یہان ہزار منہہ مین ہزار باتین

ہم بتونکے دلکو جذب دل سے کھینچ جائینگے — پر بڑے پتھر ہین یہہ مشکل سے کھینچے جائینگے

نہ پہونچا کوئی اپنے پاس پہونچا جبکہ وقت اپنا — اجل کو آفرین ہے وقت پر پہونچی تو یہہ پہونچی

ہمیشہ رہتے ہین اونکی مصاحبت مین وہی — ظفر ملاتے ہین جو ہان ہے ہان نہین سے نہین

ہمکو کیا کام ہے ہم کون شکایت والے — کچھہ کہین یا نہ کہین آپکی صحبت والے

قیمت جنس دل اپنی مین کہون کیا تم سے — پوچھو کیا دیتے ہین بازار محبت والے

لے دونگا اپنی جان تلک بیچکر تمہین — اے نالو ہاتھہ آئے بقیمت اثر تو لو

ابتو خط مین نے لکھا تمکو ہوئی مجھسے خطا — پھر نہین لکھنے کا کہئے تو مچلکا لکھدون

قتل عالم کو کرو تم اور قضا کا نام لو — اے بتو تہمت نہ لو دیکھو خدا کا نام لو

نہ دیا بوسہ نہ منہہ تمنے لگایا منہہ سے — آپ کہتے رہے یون ہی ہین کیا کیا منہہ سے

اوسکو دوست سمجھتے ہین وہ جو کچھہ نہ کہے — کرے جو اوس سے جواب وسوال دشمن ہے

مین جو کہتا ہون بیوفا ہے رقیب — وہ مجھے کہتے ہین کہ تو کیا ہے

ظہیر

سید ظہیر الدین حسین عرف نواب مرزائی دہلوی خلف میر جلال الدین خوشنویس اوستاد محمد بہادر شاہ از شاگران ذوق دہلوی بود

مانا کہ تم سے دل نہین ملتا نہین ملے — کیا مجھہ سے خاک مین بھی ملایا نہ جائیگا

کوے دشمن سے گذرنا کیا تھا — اے وہ رفتار قیامت ہی سہی

عین مهمله

عارف میر عارف علی از باشندگان امروهه و شاگردان مصحفی از عروض و قافیه خیلے آگاه بود آخر الایام در مراد آباد طرح سکونت ریختیه و ترک شعر و شاعری گفته تدارک خلق الله پیش گرفته ؎

رات ساری مجھے دونون کی تسلی مین کٹی
ہاتھہ دلبر سے اوٹھایا تو جگر پر رکھا

عارف نواب زین العابدین خان خلف نواب غلام حسین مسرور تخلص از جرعه نوشان سرچشمۂ فیض میرزا غالب بود دیوانے دارد در سنه ۱۲۶۸ اجلش در رسید از گفتار وے می تراود که دستگاہے بلند درین فن داشته ؎

ہماری خاک ہی اوسکو کدورت کب کی تھی یا رب
سکھایا ہی اوسے چلنا اوٹھا کر جسنے داما نکا

شوخی وہ بھری ہی کہ ذرا جا نہین پاتی
دشوار ہے آنا تری آنکھوں مین حیا کا

سخت شرمائے ہین اتنا نہ سمجھتا تھا انہین
چھیڑتا تھا تو کوئی شکوۂ بیجا کرتا

دیوانگی مین غیر کو دون خاک گالیان
اب مانتا ہے کون برا میری بات کا

مفلسونکو تو ہی مرنا بھی جدائی مین محال
کھائینگے کیا نہ اگر زہر میسر ہوگا

امتحاناً وہ مرض کا مرے کرتے ہین علاج
یہہ بھی ہے فضل خدا جو مجھے آرام نہین

غصہ مین اونکو کچھہ نرہا تن بدن کا ہوش
کیا لطف ہم نے شکوا وٹھائے عتاب مین

دیکھا ہے ترے بیمار کو عیسیٰ تو جواب
لب جان بخش ترے دیکھیے کیا کہتے ہین

نہ تو ورزن کوئی سینہ مین نہ پہلو مین شگاف
دل سے ارمان مرے نکلے تو کیونکر نکلے

بیکسی مین مجھے ہوتی ہی غنیمت وہ بھی
کوئی جس وقت مرے سر پہ بلا آتی ہے

کس تعجب سے اوسے غور سے ہم سنتے ہین
کہین آپسمین اگر ذکر وفا آتا ہے

عرشی میر احمد حسن برادر کلان پدر عالی گہر ست در شباب از جہان رفت و کان ذالک فی ۱۲۷۷ھ گفتار خویش بر میرزا غالب میگزرانید در قصیدہ گوید

مغلوب ہین سب اہل زبان میرے سخن سے
ہون زلہ ربا غالبِ اعجاز رقم کا

و بر ہر صنف از اصناف سخن قدرتی داشت و در ہر سہ زبان تازی و پارسی و ریختہ حرف می زد قوت طبع و جودت ذہن کہ او را بود کمتر از کسے بر فراز پیدا می آید کلام پاکیزہ اش بیشتر صنائع شد آنچہ ما یافتہ ایم بنا بر ضابطہ بیتے چند ازان می آریم

مجھے خوشی ہے ترے عشوہ ہائے بیہم کی
رہے نہ کوئی ستم عذرِ امتحان کے لئے

شعلہ عشق وہ ہے جس سے زمانہ جل جائے
یون تو پتھر کے بھی سینہ مین شرر ہوتا ہے

جولان کہان یہ کیجئے گر لامکان نہو
ہمت کسے دکھائیے گر آسمان نہو

اے وضع احتیاط یہ فصلِ بہار ہے
گلبانگ شوق زمزمہ خیز فغان نہو

اتنی ہی آرزو ہے ہمین تجھسے اے فلک
یہ اونکی اک نہین بھی نہو جو ہان نہو

حاضر ہون آج مجمع دیوان عام مین
پھر کچھ کسیکو حوصلۂ امتحان نہو

کیا اک بات مین جامہ سے باہر
شب وصل اوس نے جب مجھ سے حیا کی

خود آرائی نہ چھوڑینگے یہ کافر
خدائی یون تو برحق ہے خدا کی

سنتا ہی نہین کوئی مرے دردِ نہانکو
قلقل نہین کہتا کبھی مینا مرے آگے

سحر جو مینے کہا ہو تصور شب کا معاف
تو ہنسکے بولے کہ چل دور ہو ہوا سو ہوا

عرشی منشی عبد الحی خلف منشی رسول بخش از اہالی کاکوری ست

مجھے یاد آگئی صبح شبِ وصل
بہت کچھ دھوم تھی روزِ جزا کی

تبسم سے تمہارے بلبلونکو
ہنسی ہونے لگی آخر چمن کی

عزیز مولوی عبد العزیز خلف مولوی صہبائی کتب درسیہ بخدمت پدر بزرگوار

گذرانیدہ طبع ہموارہ داشتہ ۵

خدانخواستہ کیا ہمکو اس سے تہا انکار
عزیز کعبہ اگر کوچۂ بتان ہوتا

ساقی چلے ہے بزم مین کسکا جگر کہ آج
ہر سو روان ہے قافلہ بوے کباب کا

خرام ناز مبارک تجھے ولے اے برق
خیال رکھیو ہمارے بھی آشیانے کا

یاد کرتے ہو مجھے گرچہ بُری طرحسے پر
مین اسی بوجھہ سے احسانکے دباجاتا ہون

عزیز محمد عبد العزیز ابن شیخ مخدوم بخش انصاری خیرآبادی نواسۂ منشی عبد الکریم میر منشی ریاست بھوپال از شاگردان استادی افتخار الشعرا شہیرات و در پارسی نیز سخن میگزارد ۵

بوسہ تم غیر کو دو غیر تمہین پیار کرے
منہہ کو بیٹھا مین تکون ہائے ری حسرت میری

آج ہوتی ہے بیکسی بیکس
تیرا بیمار ہجر مرتا ہے

عشق شاہ رکن الدین دہلوی عرف شاہ گہیٹا نبیرۂ شاہ فرہاد معاصر سودا در عظیم آباد سکونت ورزیدہ بوقار بسر برد دیوانے دارد ۵

تیر کے نام پر تڑپتا ہے
اسطرح کا کہین جگر دیکھا

عشق حکیم میر عزت اللہ خان خلف حکیم قدرت اللہ خان قاسم از تلامذۂ ثناء اللہ خان فراق و از پدر خود نیز مستفید بود دیوانے دارد ۵

تم غیر کے گھر بیٹھہ کے دل شاد کروگے
ہم کون ہین صاحب ہمین کیون یاد کروگے

عشق شیخ غلام محی الدین از سکناء میرٹھہ مبتلا ہم تخلص میکرد دیوانے دارد ۵

کہے ہے سن کے وہ یون مبتلا کے قصہ کو
کہ خواب ناز کو تازہ یہہ اک فسانہ ہوا

غین معجمہ

غالب فخر عرفی و غیرت طالب میرزا نوشه اسد الله خان المخاطب بنجم الدوله دبیر الملک نظام جنگ بهادر افراسیابی دودمان اکبرآبادی مولد دهلوی مسکن لفظ غریب تاریخ ولادت اوست وفاتش در ۱۲۸۵ھ واقع شده از تالیفات اوست پنج آهنگ و دستنبوی و مهر نیمروز و قاطع برهان در پارسی زبان دیوانی دارد مجموع ابیاتش ده هزار و چار صد و بست و چهار است در اوائل بروش میرزا بیدل حرف میزد آخر الامر اندازی دیگر مطبوع ابداع نموده و دیوانی که در ریخته است فراوان ابیات ازان ساقط کرده قدر قلیلی انتخاب زده است اولاً اسد تخلص میکرد چنانچه در بعضی مقاطع غزلیات هنوز موجود است مدت مشق وی پنجاه سال است در پارسی پایه اش از فحول اساتذه کم نیست و در ریخته همرتبه اش بسیار اگر کسی ست اگر حدیقهٔ نظم را نوبهار ست در عرصهٔ نثر نیز مرد کار ست قدرتی که بر جمیع اصناف سخن او راست نتوان گفت نمی بینی که توجه بعضی سخنوران همه بغزل معطوفست و جز غزل نغمهٔ دیگر نمی توانستند سرودن و راس المال برخی همه قصیده است و جز قصیده ترانهٔ دیگر ازیشان نتوان شنودن و علی هذا القیاس غالب سخنوریست که اگر زمین غزل است بآسمان برده اوست و اگر عرصهٔ مثنوی ست پامال کردهٔ او و هنگامه اش بقصیده عرفی همپایه است و چامه اش چون غزل نظیری گرانمایه و رشک گرفت ترانکه وی بهر وادی که قدم میکشود بسرعت تمام می پیمود و با اینهمه فروغ مضامین و چستی ترکیب و شوکت الفاظ و رنگینیٔ معنی و متانت بیان و شستگی زبان که از شعر اکثر کسی را بالقوه میسر بود بالفعل نصیب او بود آنچه به نسبت دیگران مبالغه اش نامند در پنجا نفس الامر شمر خوانند انصاف بالای طاعتست اگر به پیشینیان همسرش نگوییم که الفضل للمتقدمین دیوانه نهیم که پسترش ازیشان پنداریم و با کمال سخنوری

کمال سخن فہمی داشت و چنانکہ می شاید لطف شعری بر داشت حضرت شیفتہ می نگارد وے مضامین شعری را کما ہو حقہ می فہمد و بجمیع نکات و لطائف پی میبرد و این فضیلتیست کہ مخصوص بعض اہل سخن ست اگر طبع سخن شناس داری باین نکتہ برسی چہ خوش فکر اگرچہ کمیابست اما خوش فہم کمیاب تر خوشا حال شخصے کہ از ہر دو شربے یافتہ و حظے ربودہ انتہے بنا بر ضابطہ شعری چند ثبت میشود ورنہ دیوانش ہمہ نقطۂ انتخاب است

تیشہ بغیر مر نہ سکا کوہکن اسد — سرگشتۂ خمار رسوم و قیود تھا

جاتی ہے کشمکش کوئی اندوہ و درد کی — دل بھی اگر گیا تو وہی دل کا درد تھا

مین نے چاہا تھا کہ اندوہِ وفا سے چھوٹون — وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہوا

گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانہ کی — در و دیوار سے ٹپکے ہے بیابان ہونا

کی مرے قتل کے بعد اوس نے جفا سے توبہ — ہائے اوس زود پشیمان کا پشیمان ہونا

آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لیکے رہگئے — صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا

غمِ فراق مین تکلیف سیر گل مت دو — مجھے دماغ نہین خندہ ہاے بیجا کا

واے گر میرا ترا انصاف محشر مین نہو — اب تلک تو یہہ توقع ہے کہ وہان ہوجائیگا

اعتبارِ عشق کی خانہ خرابی دیکھنا — غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھہ پر ہوا

کوئی ویرانی سی ویرانی ہے — دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا

رشک کہتا ہے کہ اوسکا غیر سے اخلاص حیف — عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کسکا آشنا

نظر مین کھٹکے ہے بن تیرے گھر کی آبادی — ہمیشہ روتے ہین ہم دیکھکر در و دیوار

اسد بسمل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے — کہ مشقِ ناز کر خونِ دو عالم میری گردن پر

گرنی تھی ہم پہ برق تجلی نہ طور پر — دیتے ہین بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھکر

مرگیا پھوڑ کے سر غالب وحشی ہے ہے — بیٹھنا اوسکا وہ آکر تری دیوار کے پاس

وہ حلقہ ہاے زلف کمین مین ہین اے خدا — رکھہ لیجو میرے دعوی وارستگی کی شرم

لون وام بخت خفتہ سی اک خواب خوش ولے
غالب یہہ خوف ہی کہ کہانسے ادا کرون

مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہین
ایک چکر ہے مرے پاؤن مین زنجیر نہین

ترے سرو قامت سے اک قدِ آدم
قیامت کے فتنہ کو کم دیکھتے ہین

کہتے ہین جیتے ہین امید پہ لوگ
ہمکو جینے کی بھی امید نہین

مین نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی
سنکے ستم ظریف نے مجھکو اوٹھا دیا کہ یون

قیامت ہی کہ سن لیلی کا دشتِ قیس مین آنا
تعجب سے وہ بولا یون بہی ہوتا ہی زمانے مین

اہل تدبیر کی واماندگیان
آبلون پر بہی حنا باندہتے ہین

تم وہ نازک کہ خموشی کو فغان کہتے ہو
ہم وہ عاجز کہ تغافل بہی ستم ہے ہمکو

عاشق ہوئے ہین آپ بہی اک اور شخص پر
آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
اک گونہ بیخودی مجھے دنرات چاہیے

رہے اوس شوخ سی آزردہ ہم چندے تکلف سے
تکلف برطرف تہا ایک اندازِ جنون وہ بہی

مرے دلمین ہی غالب شوقِ وصل و شکوۂ ہجران
خدا وہ دن کرے جو اوس سے مین یہہ بہی کہون وہ بہی

غیر کو یارب وہ کیونکر منع گستاخی کرے
گر حیا بہی اوسکو آتی ہی تو شرما جائے ہے

نقش کو اوسکے مصور پر بہی کیا کیا ناز ہین
کہینچتا ہے جسقدر اوتنا ہی کہنچتا جائے ہی

غمِ دنیا سے گر پائی بہی فرصت سر اوٹھانیکی
فلک کا دیکہنا تقریب اوسکے یاد آنے کی

اوگ رہا ہی در و دیوار سے سبزہ غالب
ہم بیابان مین ہین اور گہر مین بہار آئی ہے

بس ہجومِ نا امیدی خاک مین ملجائیگی
یہہ جو اک لذت ہماری سعی لاحاصل مین ہے

نظارہ نے بہی کام کیا وان نقاب کا
مستی سے ہر نگہ ترے رخ پر بکہر گئی

پہر اوسی بیوفا پہ مرتے ہین
پہر وہی زندگی ہماری ہے

نے مژدۂ وصال نہ نظارۂ جمال
مدت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہے

دے مجھکو شکایت کی اجازت کہ ستمگر
کچھ تجھکو مزا بہی مرے آزار مین آوے

اچھا ہے سر انگشت حنائی کا تصور
دلمین نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی

منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید
نا امیدی اوسکی دیکھا چاہیئے

وعدہ آنیکا وفا کیجیے یہہ کیا انداز ہے
تمنے کیون سونپی ہی میرے گھر کی دربانی مجھے

کبھی نیکی بھی اوسکے جی مین گر آجاے ہے مجھسے
جفائین کرکے اپنی یاد شرما جاے ہے مجھسے

گرچہ ہے کس کس برائی سے ولے باایںہمہ
ذکر میرا مجھسے بہتر ہے کہ اوس محفل مین ہے

مین بلاتا تو ہون اوسکو مگر اے جذبۂ دل
اوسپہ بنجاے کچھہ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

غضنفر غضنفر علی خان نبیرۂ غلام حسین خان کڑوڑہ لکھنوی از شاگردان جرأت است حضرت شیفتہ می فرماید کہ ارباب تذکرہ نوشتہ اند کہ از ہمہ شاگردان ممتاز است و فقیر شعرے ندیدم کہ نظر بران این معنی باید پذیرفت الا بیت اول بسیار مشابہ بانداز استاد اوست و ہو ہذا ؎

کہتا تہا اس مریض کو کل وہ سنا سنا
کردے کوئی معاف کسی کا کہا سنا

کھچی دیکھی جو کل تصویر مجنون
تو گویا بیٹھے ہین بس ہو بہو ہم

غمگین میر عبد اللہ پسر میر حسین تسکین از شاہجہان آباد رخت بربست و نزد پدر خویش برامپور رفت و ہنجا قالب تہی کرد از نوجوانان بود ؎

آتے ذرا نہ اور تو مر ہی چکے تھے ہم
تم نے تو کہدیا کہ ہمین کچھ خبر نہین

لگی کرین جگر و دل تو کیا کرون یارب
کچھہ اور دے مجھے مژگان خونفشان کے لئے

اب آیون ہی میرے سینہ سے لگجا
گرہ وا ہو جسکی بند قبا کی

چاہیئے تہا کوئی مرنے کا بہانا دلکو
تم چلے روٹھہ کے اب دیکھیے کیا ہوتا ہے

الفاء

فاخر مرزا جهینگا قوم مغل از باشندگان دہلی ست

لب ہی تک آکے پھر گیا نالہ	ورنہ کیا جانئے کیا سے کیا ہوتا
تها دلمین بوسہ سوتے مین لیجیے پہ کیا کہین	سوئے نصیب یہہ کہ وہ بیدار ہو گیا

فاخر منشی محمد فاخر حسین خلف منشی محمد احتشام الدین سہسوانی در اوائل اصلاح از مهین برادر خود منشی انوار حسین تسلیم میگرفت اکنون از منشی منیر اتفاق می افتد قانون شریعت محمدی او راست شنیده شد که دو دیوان ریخته دارد و دیوان ثانی در یک قافیه و ردیف است قریب یکهزار غزل دران بوده باشد ست

شرط بوسون کی وہ اگر جیتے	فاخر اسمین بھی اپنی ہار نہین
آئینہ کہتا ہے فاخر دیکھکر میری طرف	کیونکر آجائے ترا انداز حیرانی مجھے
مین تو روٹھا ہوا بیٹھا ہون مناتا ہو وہ شوخ	شکل ایسی کوئی تصویر مین بہزاد رہے

فدا مرزا بلند بخت دہلوی خلف شہزادہ مکرم بخت بہادر از شاگردان مولوی صہبائی ست

حشر مین پرسش مری پہلے ہو یارب ورنہ مین	جب تلک چپکا رہونگا جی مرا گھبرائیگا

فدا فدا حسین خان خلف ضیاء الدین حسین خان عرف آغا مرزا قوم مغل از سکنائے لکھنؤ اولاً در سلک تلامذہ میر ممنون منتظم بود عاقبت زانوے ادب پیش مصحفی تہ کرد از دست ست

نہین کہتا وہ قسم غیر کے گھر جانیکی	سچ جو پوچھو تو یہی بات ہے مر جانیکی

فراق حکیم ثناء اللہ خان برادرزادہ ہدایت اللہ خان ہدایت از ارادتمندان خواجہ میر درد بود قدس سرہ و نیز نسبت تلمذ باایشان داشت دیوانے گذاشتہ از ریختہ گویان بود ست

چمن کی سیر کو آجاتے ہین کبھو گلچین	دماغ کسکو یہان آشیان بنانے کا
یہہ غم ہے ساغر و مینا مجھے کہ میرے بعد	ذرا بھی تمکو نہین کوئی منہ لگانے کا

دامن تلک گیا تھا کہین اوسکے دست ہم — اللہ رے ناز کی وہین چولی مسک گئی
تم گالیان جو دو تو مین چٹکی بھی کیا نہ لون — پیارے کسیکا ہاتھہ کسی کی زبان چلی

فروغ محمد عمر سلطان دہلوی خلف مرزا اسما برادر است ؎

دل تو ہم دینگے اوس ستمگر کو — وہ بھی سمجھے اسے اگر اپنا
رنج دینے لگی وفا دل کو — اپنا انداز تو سکھا دل کو

فصیح مرزا جعفر علی مرثیہ گو خلف مرزا ہادی لکھنوی از تلامذہ شیخ ناسخ ؎

تجھہ مین اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہو نہین — تم مین دو وصف ہین بدخو بھی ہو مغرور بھی ہو

فغان اشرف علی خان مخاطب بہ کوکلتاش خان کوکہ احمد شاہ بادشاہ ابن مرزا علیخان از باشندگان عظیم آباد و شاگردان علی قلیخان ندیم بود دیوانے دارد در ۱۱۸۶ھ جامہ گزاشت ؎

قاصد جو نا امید پھرا کوے یار سے — خفقت ہوئی مجھے دل امیدوار سے
ذکر کیون غیر کا کرتے ہو فغان کے آگے — انہین باتون سے یہہ کمبخت خفا ہوتا ہے
دلمین اوس شوخ کے ہو پاس وفا سو معلوم — کہنے سننے کے لئے بات بنا رکھی ہے

فیض میر فیض علی پسر میر تقی در سرکار وزیر الممالک با پدرش بسر می برد اور است ؎

گل کھا موئے تھے جنکے لئے جسم زار پر — دو پھول بھی نہ لاے کبھی وہ مزار پر

فیض مولوی فیض الحسن سہارنپوری حافظ کلام اللہ حاجی بیت اللہ جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول در نظم غزلی ید بیضا دارد و ہمپایۂ او درین فن کسے نیست و احیانا در پارسی و ریختہ ہم فکر مینماید و سحر طرازیہا بکار می برد از تصانیف اوست شواہد تفسیر بیضاوی و شواہد خمسہ و تذکرہ صحابہ سفر و حاشیہ بر مشکوٰۃ و جلالین و حماسہ و کتابے در انساب و ایام عرب و تحفہ صدیقیہ و از مثنویات معروفہ اوست

روضۂ فیض و چشمۂ فیض درین نزدیکی بر حسب طلب نامہ گردآوری بیتے چند کہ لطف داشت نگاشتہ می آید کلامش لطیفکہ دارد شنوان گفت ؎

غنیمت ہے کہ بعد از مرگ عاشق اتنا کہتے ہو ۔ برا تھا یا بھلا تھا خیر جیسا تھا وہ اپنا تھا

گو وہ سنتے نہیں پر ہم تو کسی حیلے سے ۔ ایک دو بات محبت کی سنا جاتے ہیں

مرنے کے بعد فکر قیامت محل سا ۔ سوئیے سہی مگر نہ ملی داد خواب کی

پہلے بھی مدتوں سے نتھی قدر و منزلت ۔ پر شب کی منتوں نے ڈبو دی رہی سہی

تھے اپنی زندگی سے میاں فیض سخت تنگ ۔ آخر یہ سن لیا کہ وہ کچھ کھا کے مر گئے

القاف

قابل مرزا علی بخش از دودۂ تیموریہ تلامذۂ شیخ ابراہیم ذوق بود ؎

کیا جو قتل مجھے تو نے آج خوب کیا ۔ کہ میں عذاب سے چھوٹا تجھے ثواب ہوا

احوال گریہ سن کے مرا یار نے کہا ۔ اے لو ابھی سے عشق میں اس نے تو رو دیا

قاسم سید قاسم علی خان نواسہ عطا حسین خان تحسین صاحب نو طرز مرصع کہ مخاطب بہ مرصع رقم بودہ از باشندگان لکھنؤ ست در موسیقی دستگاہے داشت ؎

جو ہاں ہوئی تو جئیں گے نہیں تو جانگئی ۔ ہماری زیست و مرگ آپکی زبان میں ہے

قاسم حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی تلمیذ ہدایت اللہ خان ہدایت از مریدان حضرت مولانا فخر الدین بود قدس سرہ در سنہ ۱۲۴۶ھ وفات یافت دیوانے دارد و تذکرہ کہ دران کلام ارباب ریختہ فراہم آوردہ ؎

قاسم کے ساتھ بادہ خوری تھی تمام شب ۔ اور نام سے ہے اوسکے تجاہل علے الصباح

دشنام دے سناتے ہو روٹھے کو آن مین
کیا جانے کیا فسون ہے تمھاری زبان مین

تفصیل سے کہہ قاسم حالِ دلِ دیوانہ
ہم سے نہ چھپا ظالم ہم یار ہین یارونکے

کہا مان قاسم نہ روک آنسوئونکو
یہہ لڑکے ہین ناحق گلوگیر ہوین گے

قایم شیخ قیام الدین از باشندگان چاندپور متعلق سنبھل مرادآباد و ارشد شاگردان سودا و تلمیذ میر درد ہم اورا نوشتہ اند در سنہ ۱۲۱۰ھ داعی اجل را لبیک اجابت گفت دیوانے دارد و تذکرہ شعراء ریختہ ہم او راست حضرت شیفتہ میفرمایند انچہ بعض ناشناسان سخن بمکانت سودامی شمارندش حرف در دیوانگی شان از جنون ست از بہرہ اند و زبان دانشش نیاید پستی زمین را با فراز فلک یکے دانستن و ارباب بصیرت چشم از حق نتوانند بست چگونہ ذرہ را آفتاب می توان گفتن بہرحال قایم در سخن دستگاہے دلپسند دارد گو بپایۂ سودا نباشد احاطہ براصناف سخن اورا میسر است لاسیما در قطعات و رباعیات مضامینے کہ دلالت بر شوخی فکرش کند از طبعش تراویدہ انتہی از گفتار پاکیزۂ اوست ہ

قسمت کو دیکھ ٹوٹی ہے جاکر کہان کمند
دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

غیر سے ملنا تمھارا سُنکے گو ہم چپ رہے
پر سنا ہوگا کہ تمکو اک جہان نے کیا کہا

تا بہ فلک نالہ تو پہونچا تھا رات
مین ہی کچھ اللہ کا ڈر کر گیا

کوچہ گردی دل مجنون نے مری کی ایجاد
مبتذل جانکے ڈھب بادیہ پیمائی کا

معاملہ ہی یہہ دل کا اسے کہے گا وہ کیا
پیامبر کے ہین ساتھ آپ جاتا تھا

ہر دم آنے سے مین بھی ہون نادم
کیا کرون پر رہا نہین جاتا

ظالم تو میری سادہ دلی پر تو رحم کر
روٹھا تھا آپ ہی تجھسے مین اور آپ ہی من گیا

ہنسنے کا یار یہہ بھی کوئی طور ہے کہ آج
قایم نے تیرے ہاتھ سے گھبرا کے رو دیا

گر زیست ہے تجھہ تلک تو پھر کیسا
صدقے ترے سے مر ہی جاوینگے ہم

دو جہان بھی ملین تو بس ہے ہمین — یان کچہہ اتنی تو احتیاج نہین
مے کی توبہ کو تو مدت ہوئی قایم لیکن — بے طلب اب بہی جو ملجائے تو انکار نہین
قایم اور تجہہ سے طلب بوسیکی کیونکر کیجئے — یون وہ نادان ہی پہ اتنا تو بدآموز نہین
اتنا تو ہون ذلیل جو پوچھے ہے یہہ کوئی — تو چاہتا ہے اوسکو تو کہتا ہو نہین نہین
سنگ کو آب کرین پل مین ہماری باتین — لیکن افسوس یہی ہے کہ کہان سنتے ہو
ہان وہ تو آدمی ہین کہ جنسے تمہین ہی ربط — کیا شکوہ تم سے روئیے اپنے نصیب کو
قایم کو اپنی بزم سے جانے ندے کہ یار — ہے کیا برا جو مفت مین اک شعر خوان رہے
خدا نکردہ اوسے غیر سے تو کیا سروکار — تہی ایک بات ہمارے ہی یہہ جلانے کی
مفت تک دون ہو نمین دل تو بہی کوئی لیتا نہین — ہان مگر اسکے بہی کچہہ یہہ جنس سستی کیجیے
گو ہم سے تم ملے نہ تو ہم بہی نہ مر گیے — کہنے کو رہگیا یہہ سخن دن گذر گیے
رو کے پوچھا جو میسر ہو ترا کیونکہ وصال — ہنسکے کہنے لگا طالع کی مددگاری سے
بتونکی دید کو جاتا ہون دیر مین قایم — مجھے کچہہ اور ارادہ نہین خدا نکرے
آخر تو جرم عشق سے کرتے ہین مجہکو قتل — یکبار اوسکے بہی تو کرین روبرو مجہے

قدرت شاہ قدرت اللہ برادر عم زاد میر شمس الدین فقیر از باشندگان دہلی در مرشد آباد سکونت ورزیدہ از شاگردان میرزا مظہر رح و جعفر علی حسرت بود در سنہ ١٢٠٥ در گذشت دیوانے گذاشتہ از مشاہیر شعرا بود ٥

سینہ اوسکا ہی دل اوسکا ہی جگر اوسکا ہی — تیر بیداد جدہر رو کرے گہر اوسکا ہے

قسمت نواب شمس الدولہ خلف نواب بارگاہ قلیخان دہلوی مقیم لکہنؤ از شاگردان جعفر علی حسرت بود در سرکار مرزا جہاندار شاہ اقتدارے داشت ٥

امیدوار بوسہ لب ہے کہڑا کوئی — دیتا ہے تجھکو دیر سے بیمار دعا کوئی
پھر مجہکو کیا جو غیر کے تم جا کے گہر رہے — میرے تو ساتہہ وعدہ شام و سحر رہے

قلق امجد علی ولد محمد علی در گلستان سخن نام پدرش اسد علی نگاشته و لہذا علیم از باشندگان لکھنؤ بود و از شاگردان فخر الملک نواب میر منّو بیتاب دیوانے دارد ه

ہجوم آپکے در پر ہے داد خواہون کا	ستم تو دیکھیے ان شرمگین نگاہونکا
سنگِ درِ جانان سے سر ہمکو ٹپک آنا	دو چار گھڑی دن کو دو چار گھڑی شبکو

قلندر شاہ قلندر از شاگردان میرزا مظہر رح مذہب خود ترک گفتہ در سلک اہل اسلام منتظم گشتہ ه

تھمتے ہی تھمیگا اشک ناصح	رونا ہے یہہ کچھہ ہنسی نہین ہے

قمر مرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی مخاطب بافتخار الدولہ نایب غازی الدین حیدر بہادر بادشاہ لکھنؤ فرزند منشی مرزا جعفر لکھنوی در گلشن بیخار ہمین پور مرزا تقی ہوس نوشتہ بہر حال از تلامذہ مرزا قتیل بود دیوانے دارد ه

صلح کرتے ہوئے آخر وہ بجنگ آہی گیا	عشق کا نام برا ہے اوسے ننگ آہی گیا

قمر قمر الدین خان اکبر آبادی از طایفہ یوسف زئی بود کہ شعبہ ایست از قوم افغان ه

کسیکے عشق سے پابند صد رنج و تعب ہین ہم	ہزارون آفتین ہین ایک ہم ہین کچھہ عجب ہین ہم

قناعت مرزا غلام نصیر الدین خلف مرزا ولی الدین نبیرہ شاہ عالم بادشاہ از تلامذہ عبد الرحمن خان احسان و مرزا صابر دیوانے دارد ه

اوسکے یہہ کہنے کے ہین صدقے کہ گھبرا کر کہا	سانس اولٹی ہائے کیون یہہ نوجوان لینے لگا
ضعف اپنا یان تلک پہونچا کہ ہم	آنہین سکتے تمہارے دھیان مین
مجھہ مین اور تجھہ مین ہی موسیٰ و تجلی کا ربط	ایک مژدہ ہے یہہ کہنا بھی کہ منظور نہین
بظاہر آپ تو آئے ہین صلح کو لیکن	اسے کہ تیغ بھی زیب کمر ہے کیا کہیے
تا غمزہ خونخوار کا پاک اوس سے ہوا منہ	شوخی سے لیا نام قضا کا مرے آگے

اے بتو جو چاہو سو کرلو ستم شوق کو کثرتِ نظارہ سے رشک آتا ہے پڑ پڑ کے پاؤن مجھکو بٹھاتے ہین خار دشت	ہو رہے گی کچھ خدا کے سامنے حشر سے پہلے میسر ہو وہ دیدار مجھے پھر ایسے قدر دان ملینگے کہان مجھے

قیس مرزا احمد علی بیگ عرف مدارا بیگ خلف مرزا مراد علی بیگ در گلشن بنجاب امداد علی بیگ نام پدرش آوردہ ہمانا مشہدی اصل لکھنوی مولد ست سخن را بر حسرت عرض می نمودہ

پھرتا ہون ہر کسی سے مین القاب پوچھتا آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل وہ شوخ	خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے

قیصر مرزا خدا بخش نواسہ شاہ عالم بادشاہ نسبت تلمذ بہ مومن خان داشتہ

ہوس غیر سے عشق اپنا اوسے یاد آیا تو لطف کرے یا نکرے خوش ہو کہ ناخوش	گیا کسی طرح سے ہم دلمین گذر کرتے ہین اس بات پہ مرتا ہون کہ عاشق ہون ترا مین

کاف تازی

کامل مرزا ناصر الدین المعروف بہ محمد مرزا نبیرۂ عالمگیر ثانی از برادر عم زاد خود مرزا رحیم الدین حیا باستفادہ پرداختہ

کاملِ آشفتہ سر کو دیکھکر کہنے لگے	رہ گئے تھے اک یہی عاشق مری تقدیر کے

کرم شیخ غلام ضامن از اہالی کوتانہ بود دیگچند بہ شاہجہان آباد بسر بردہ و مدتے در حیدر آباد گذرانیدہ در بہوپال وفات یافت از تلامذہ مومن خان بود بہر دو زبان ریختہ و پارسی فکر میکرد و قوت نظمیہ بسیار داشتہ

تیر نا خوردہ ہمارا رشک سے کیا کیا تڑپا	استخوانون مین مرے دیکھکے پیکان تیرا

فرہاد و قیس عشق مین سرگرم لاف تھے ‌‌ ‌ خاموش ہو گئے جو مرا نام آگیا

کیا ہی نا برہم ہوئی زلف اوسنے جو پوچھا مجھے ‌ ‌ اے کرم کس نے کیا حال پریشان تیرا

سہو نیگے جو رطاقت و تاب و توان تلک ‌ ‌ لیکن یہہ پوچھتے ہین تجھی سے کہان تلک

چینِ جبین ہے موج تبسم نگاہ مین ‌ ‌ ڈر ہے مجھے فریب کا تیرے یہان تلک

اے طفل اشک دیکھکے برباد کیجیو ‌ ‌ ہر پارۂ جگر ورق انتخاب ہے

اوسکو شہرت کی تمنا مجھے رسوائی کی ‌ ‌ ہر کوئی آرزوے نشو و نما رکھتا ہے

کلیم میر محمد حسین دہلوی نبیرۂ میر تقی ہم در پارسی سخن میگفت و ہم در ریختہ فکر میکرد سخنوران اوستاد مسلمش داشتہ اند دیوان و مثنوی ہا ازو یادگار ست وے فصوص الحکم را بریختہ آوردہ ہ

آتی ہے دل پہ قلقلِ مینا سے اب شکست ‌ ‌ وہ دن گئے کلیم کہ یہہ شیشہ سنگ تھا

ہو چکا حشر گئی دوزخ و جنت کو خلق ‌ ‌ رہ گیا مین ترے کوچہ مین گرفتار ہنوز

رکھون مین آنکھون مین کیونکر تجھے کہ ہی برسات ‌ ‌ پھر ایسا گھر کہ جو خانہ خراب ٹپکے ہے

غرور حسن کیا ممکن اگر فریاد کو پہونچے ‌ ‌ غرض تم سن چکے احوال مرہم داد کو پہونچے

کلیم المعروف بہ نور الحسن بن امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر کان اللہ لہما بکدام روے خود را در ضمن ریختہ فکرانِ نغز سنج شمارم کہ آنچہ از رطب و یابس می نگارم از اتفاقات است و آن ہم بیشتر بہ سلسلہ جنبانی احبا ست ورنہ بہ شعر و شاعری سرے ندارم و نفسے کہ بیاد کسے گذرد مغتنم می انگارم آرے بیشتر ازین عہد کما بیش دو سال مشق سخن کردہ ام و شب و روز مصروف این کار بودہ مناسبتے کہ ازین فن دارم از انجاست و ذریعہ این اکتساب درین عالم اسباب ہمت حضرت شہیر بود سلمہ اللہ تعالے این بیتے چند از افکار خویش ثبت می نماید ہ

کیا لے گئین لگا کے وہ عالم فریبیان ‌ ‌ کتنا ہمین بھی دل کے لگانے سے عار تھا

دل تو رندون کے صاف ہوتے ہین
خطرہ آتا نہین عبادت کا

اے جوش عیش جی نہین لگتا کسیطرح
پیدا کہین سے ناخن غم کی خراش کر

دونون جہانسے ہے دل وحشی کنارہ گیر
کچھہ ربط اسکو ہے تو تمہاری بغل سے ہے

جو در خور قبول نہو وہ سلام ہون
جسکا جواب کچھہ نہ ملے وہ پیام ہون

آتے ہین یاد صحبت احباب کے مزے
خلوت مین کیا ستمزدہ ازدحام ہون

اقتضا وقت کا کہتا ہے کہ زاہد بنئیے
وضع کہتی ہے کہ یہہ بات تو کچھہ خوب نہین

ہوگیا آج سلمان کلیم خستہ
اسکا ہمکو تو یقین ہی نہین پر کہتے ہین

کوئی بدلے تو دل بدلتے ہین
آدمی ہی تو ہین ضرورت ہے

ہر چند چاہتا ہون مین ترک وفا مگر
بنتی نہین ہے بات وہان بن وفا کیئے

در سے اوٹھینگے نہ تیرے کبھی مر جائینگے
تو ہی جب ہمکو اوٹھائے تو کدہر جائینگے

ہائے کسکو رلا دیا تونے
نگہ یاس کیا کیا تونے

روش التماس کیا کہنا
کام بگڑا ابنا دیا تونے

کیون مجھکو سب گلے سے لگاتے ہین وقت نزع
اور یہہ بھی جانتے ہین کہ خنجر نہین ہو نہین

ذوق شنید نے مجھے مارا کہ ہائے ہائے
بیجا بھی تو کہے تو اوسے مین بجا کہون

مر نہین سکتے ہجر مین بھی ہمین
اتنا بے اختیار ہونا تہا

کہتا تہا حال وجد مین کوئی جلا بُجھا
دیکھو تو کیا نہین ہے دل داغ داغ مین

اس غمزدہ سے ضد ہی رہے ہی فراغ کو
تم لیکے کیا کروگے دل داغ داغ کو

اب بھی حسرت ہے ترے بیداد کی
داد دینا اس دل ناشاد کی

ہون خیر خواہ پیر مغان دے مجھے شراب
ورنہ کہین گے لوگ کہ اسمین کرم نہین

اچھا محل ملا ہے شکایت کا یار کی
منہہ شکوہ ستم کا سوے آسمان ہے اب

دل ساکہان ملے گا تجھے صید گاہ مین
اس صید رم شعار کو رکہنا نگاہ مین

ہے ایک بادہ نشہ ہے جسکا عروج پر — کچھ اپنے سر مین اور کچھ اوسکی نگاہ مین

خجلت نصیب ہم ہے نہ تم سے کرم شعار — تم اور آو دل سے دیارِ تباہ مین

ہین حضرتِ کلیم بہی کیا خوب آدمی — ہمکو بھی کل ملے تہے وہ اثنا راہ مین

مستی کسی نگہہ کی ہے اپنی شراب مین — آتی ہے بو کسی کی ہمارے کباب مین

ہین کور ہم ہی ورنہ وہ آیا کئے مدام — روز سیہ مین اور شب ماہتاب مین

پیر مغان ہے رات کو جو کچھ سنا سو آج — منہہ سے نکل نجائے کہین اضطراب مین

مرتا ہون اسکو دیکھہ مغنی کے ہاتھہ مین — آواز آرہی ہے کسی کی رباب مین

کیا دہرا ہے قصۂ فرہاد مین — فرق آتا ہے کسی کی یاد مین

ہین بہت سے جور سے بھی بے نصیب — مہربانی ہے نہان بیداد مین

شورش کہانسے لائے جو ہمسا ہو دردمند — شوخی کہان سے پائے جو تمسا جمیل ہو

در خورِ عشق حقیقی ہین یہہ اہل تقوی — ہم سے لوگون کے لئے عشق بتان اچھا ہے

ڈرتے ہین یاس سے کہ ادہر اوسکا قصد ہے — بیٹھے ہین شوق حوصلہ فرسا کئے ہوئے

دیدار کی طلب پہ وہ کہتے ہین گر ملے — جب دل سے دل ملے تو نظر سے نظر ملے

کچھ بھی نہین ملے یہہ حرم مین اگر ملے — جب بادہ میکدہ مین ہمین اسقدر ملے

ہم اور بوستان پہ تگاپوے ہمصفیر — دامن مین دہر لیئے جو کہین بال و پر ملے

لاؤن کہان سے مین وہ عدالت کدہ جہان — دادِ نمک فشانیٔ زخمِ جگر ملے

ہے گرچہ دور شیوۂ ارباب ناز سے — کرنا پڑا ہے لطف ہمارے نیاز سے

زاہد تمہین بہی یار بہت کچھ ہین جانتے — حضرت بھی میکدہ مین ہمین بیشتر ملے

خوگر عیش نہون جان سے جانے والے — کوئی بازار سے لے آئے رولانیوالے

لطف کا کوئی تو پہلو ہے کہ ہم جاتے ہین — جی بٹھا دیتے ہین محفل سے اوٹھانیوالے

کوثر مرزا مہدی ولد مرزا قطب الدین حیدر لکھنوی دہلوی موطن از تلامذۂ

ناسخ دیوانے گذاشتہ ہ

تیرا تو آسرا تھا جدائی مین یار کی
اے موت تو بھی مجھسے گریزان ہی اندنون

تربت پہ میری ایسی برستی ہے بیکسی
بے اختیار شمع کے آنسو ٹپک پڑے

کیف شیخ فضل احمد خلف شیخ اکبر علی کشمیری لکھنوی از تلامذہ وزیر علی صبا دیوانے دارد ہ

یارب سبیل رکھکر پیر مغان پکارے
للہ پیتے جاؤ پیاسو ثواب ہوگا

بیہوش کل اوٹھا کر لائے تھے کیف کو ہم
پھر آج میکدہ مین خانہ خراب ہوگا

کسی نے باغ مین ایسا شگوفہ چھوڑا ہے
کہ آجتک گل و بلبل مین بول چال نہین

بزم مین یار کو پوچھے جو کوئی تبلا دون
شمع کے پاس وہ بیٹھے ہین جلانے والے

کاف پارسی

گویا حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان بہادر از امرائے نامی لکھنؤ ست و از شاگردان ناسخ و وزیر بود دیوانش از نظر گذشت خوش گوست ہ

اے بتو کل تو ہے اللہ کو منہ دکھلانا
آج منہ ہمکو دکھاؤگے تو احسان ہوگا

وہ ایسا نہین چپ رہے بات سنکر
کوئی اور ہووے گا گویا نہوگا

دعائین مانگی ہین مدتون تک جھکا کے سر ہاتھہ اوٹھا اوٹھا کر
ہوا ہون تب مین بتون کا بندہ خدا خدا کر خدا خدا کر

جاتے ہین یاد اوسکو بلواتے ہین ہم
دل کو یہہ کہہ کہہ کے بہلاتے ہین ہم

زاہد و جرم کیا کرتا ہون مین بہر ثواب
دل ہے کعبہ سے کرنا ہی سیہ پوش تجھے

وصل کی رات ہی یون جلد نہ آئی ہوتی
اے [illegible] اور ذرا دیر لگائی ہوتی

گر ترے اوٹھنے نہ بینے سے بگڑ بیٹھا وہ	تو تو گویا تھا کوئی بات بنائی ہوتی

لام

لطف مرزا علی استرآبادی الاصل دہلوی منشا عظیم آبادی مسکن تلمیذ میر تقی سجید رآباد رفتہ قصاید انشا کردہ وصلہ ہا یافتہ از شاگردان سودا بغلط مشہور است تذکرہ ریختہ گویان ازو یادگار ست ٭

نہ پہونچی ضعف سے لب تک دعا ہی ور نہ یہ	در قبول تو اس آرزو مین باز رہا
جو عمر خضر ہو شاید تو وصل ہووے نصیب	یہہ زندگی جو تھی اسمین تو امتحان رہا
ہے یہہ بھی کوئی بکھیڑ شب وصل مین سو کا	پوچھے ہے وہ کتنی رہی شب کچھ نہین معلوم
اگرچہ فرق زمین آسمان کا ہے تاہم	ملے ہی وضع فلک کی بہت تری خو مین

میم

ماہ مرزا عنایت علی بیگ ماہ کہین برادر مرزا حاتم علی مہر از باشندگان لکھنؤ واز اقامت گزیدگان اکبر آباد از شاگردان آتش دیوانے دارد ٭

جب مین کہتا ہون کہ اب جانسے گزر جاینگے	ہائے کس ناز سے کہتا ہی وہ اچھا کب تک

ماہر مرزا جمعیت شاہ دہلوی خلف مرزا زور آور بخت نبیرہ شاہ عالم بادشاہ از تلامذہ مرزا صابر ست ٭

سمجھ ہی اولٹی ہے دیوانگان الفت کی	کہ ڈر کے جانسے یہ رکھتے ہین نام آنے کا
رو دیا قتل کے بعد اوس نے پشیمان ہو کر	اوسکو پیدا جو جفاکش کوئی مجھسا نہوا

وصل کی رات ہر اک بات پہ منہہ پھیر کے وہ
ہمیزہ یون ہے کہ گویا اونہین منظور نہین

رونا تہا دلکے ساتھہ سو خون ہوکے بہہ گیا
اب دل نہین تو نام کو بھی چشم نم نہین

بگڑکے بیٹھنا اوسکا بناوٹ ہے گویا
ہر ایک بات مین خوبی ہی خوشنما کے لیئے

بڑہانی تمکو تو مشق ستم ہے اور ہم بہی
نہین کچھہ ایسی کہ اتنا جگر نہین رکہتے

آنکھون سے تو دکہا چکی کیا کچھہ یہہ چشم تر
کانون سے کیا سنائیگی دیکھون زبان مجھے

کتنا ہی ہم چورا تے ہین آنکھہ اوسنے پر نظر
ناچار پڑہی جاتی ہے کمبخت پیار کی

مائل میر محمدی دہلوی از ارشد تلامذہ قیام الدین قایم و در گلشن بیخار شاگرد مولوی قدرت اللہ اکبر آبادی نگاشتہ بہر حال وے در عہد شاہ عالم بادشاہ در مرشد آباد سکونت ورزیدہ ع

کیا کیا کہون مین تجھسے دل زار کی ہوس
مشہور ہے جہان مین بیمار کی ہوس

مائل میر عالم علی خان خلف میر مودود بخش خان سردار بہادر از باشندگان سہسوان شنیدہ شد کہ در سرکار بڑودہ او و بزرگان او اقتدار ہا یافتند و خطاب خانی بجلدوے خیر سگالی از سرکار انگریزی تفویض گشت سخن بر میرزا غالب می گذرانید آمار وش میرزا در گفتار اونمی یابم آرے ہر کسے را طبایع مختلف دادہ اند و مطبوع ہر یکے اندازے خاص است گویند جوانے زیبا بود در عالم شباب درگزشت ع

منہہ پر کہکے میر منہہ پہ وہ کہتے ہین پیارے
مائل ہے اب بھی جی مین ترے کچھہ ہوس رہی

دل مائل کی چہندے آپکو لازم رعایت ہی
یہہ میر اناز پرور تو گرفتار مصیبت ہے

خطا ثابت کرینگے اپنی ہم اور اونکو چھیڑینگے
سنا ہے اونکو غصہ مین چمٹ جانیکی عادت ہے

کہتے ہین وہ مدام کہ ہین تابع رضا
مائل ہے جی مین آج اونہین آزمائیے

مادہو رام ساہو کار فرخ آبادی از شاگردان منشی منیر طبع خوشی دارد ع

دیکھکر مجھکو وہ شوخی سے کہنہ مانتے ہین
اک سلامت رہے تو چاہنے والا میرا

عہد کرکے اونہین دیکہون تو یہہ فرماتے ہین
شرم بہی تجہکو نہ آئی پہر ادہر دیکہہ لیا

مینے جو یہہ کہا تہین الفت مری نہین
گردن جہکا کے ناز سے بولے کہ جی نہین

چہبتے ہین خارِ دشت تو کہتی ہے بیکسی
حضرت کدہر ہے دہیان تمہارا یہہ گہر نہو

شکر ہے بعد مرے یار نے آشنا تو کہا
سچ تو ہے چاہنے والا نہین ملتا کوئی

گلے لگا کے شبِ وصل کس ادا سے کہا
نہوئی تجہسے محبت تو پیار کیون کرتے

قتل کرنا وہ شوخ کیا جانے
ابہی کم سن ہے دل دہڑکتا ہے

مبین حافظ غلام دستگیر شاگرد و فرزند حافظ قطب الدین مشیر اوراست ہ

کس منہہ سے بیوفا کہون تمکو کہ مینے بہی
شکوہ کیا ہے دلمین کئی بار آپ کا

سخت جانیکو مرے کہیل کہین سمجہے ہو
توڑنے آئے ہو کیون خنجرِ بُران اپنا

کوے بتان سے نکلے تو کعبہ گئے مبین
شرمندگی اوتارنے کو پارسا ہوئے

مجروح میر مہدی حسین خلف میر حسین نگار از باشندگان دہلی و شاگردان میرزا غالب از دوست ہ

کچہہ ان بن سی ہو چلی ہے باغبان سے
بس اب نکلا ہی سمجہہ گلستان سے

تڑپتی کیون مگر بجلی کے دل مین
کہٹک ہے میرے خارِ آشیان کی

محبت نواب محبت خان شہباز جنگ خلف حافظ الملک نواب رحمت خان والی کٹہیر از تلامذہ حسرت و میر درد بود بعد واقعہ شہادت پدر خویش در لکہنؤ سکونت گرفتہ در سنہ ۱۲۲۲ھ وفات یافتہ دیوانے گذاشت ہ

جسکو تری آنکہون سے سروکار رہیگا
بالفرض جیا بہی تو وہ بیمار رہے گا

بیٹہنے دیوے جو وہ بزم مین اپنی نہ مجہے
تو اوٹہا لیجیو اے بارِ خدایا مجہکو

گالی کا انتظار تو حد سے گزر چکا
منہہ کو کہان تلک ترے دیکہا کرے کوئی

محمود حافظ محمود علی خان برادرزادہ اعظم الدولہ میر محمد خان سرور دیوانے

ازو یادگارست ؎

اپنی برگشتگی بخت کا دیوانہ ہون — کی شفاعت جو کسی نے تو وہ اغوا سمجھا
افسوس ہوا حشر مین کیا بے گنہی کا — قاتل جو ہین سر بگریبان نظر آیا
جو پاسے زہر ہین یہہ گران جانیون مین ہم — اعدا کے گہر تری مہمانیون مین ہم
جان کیا چیز ہے پر عشق مین تاثیر تو ہو — کوئی مر جائے اگر تو کوئی دلگیر تو ہو
لاغری سے مین نظر آتا نہین — چارہ گر بیٹھے ہین ماتم دار سے

محنت مرزا حسین علی دہلوی لکھنوی منشا از تربیت یافتگان جرأت ؎

احوال مرا دہیان سے سنتا تہا ولیکن — کچھ بات جو سمجہا تو کہا مین نہین سنتا

مخیر محمد احسان اللہ دہلوی اکتساب سخن از شیخ ابراہیم ذوق نمودہ ؎

بنا کر آئینہ خود بین کیا آئینہ رویون کو — ہمین حیرت ہے جس نے کیا بگاڑا تہا سکندر کا
واعظا جسد نسے کی ہی توبہ پی جاتا ہون مین — میرے لب تک اگر کبھی آتی ہی پیمانے کی بات

مرہون مرزا علی رضا مشہدی الاصل دہلوی مولد مدتے در حیدرآباد بسر بردہ از تلامذۂ میر ممنون بود ؎

جز نگاہ خشم کبہی اوسکی خو نہین — قسمت تو دیکھہ یہہ بہی کبہو ہے کبہو نہین

مسرور نواب غلام حسین خان بہادر خلف شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان دہلوی در ستار نوازی دستگاہے تمام داشت ؎

لکھکر زمین پہ نام ہمارا مٹا دیا — اونکا تو کہیل خاک مین ہمکو ملا دیا
سخت جانی سے دم ذبح مرے ہاتہ نہ کہینچ — کہ تجہے تجربۂ قوت بازو ہی سہی

مشتاق لالہ بہاری لال نگارندۂ اکمل الاخبار دہلی از شاگردان مرزا نوشہ ؎

یون ترے ساتھ بزم مین دشمن کا بیٹھنا — وہ اعتراض ہے کہ اوٹھایا نجائے گا

جہان جاگے وہین انگڑائیان لو	یہان پھیلائی ہے سستی کہان کی

مشیر حافظ قطب الدین دہلوی شیوۂ سخنوری از شاہ نصیر آموختہ ہ

الٰہی کون سی جنت ہے بے حور	کہان لے جاؤن مین اوس بدگمان کو

مصحفی غلام ہمدانی از اہالی امروہہ مضافات مراد آباد در آغاز شباب بہ جہان آباد بسر می برد عاقبت در لکھنؤ رفت و ہمانجا بحق پیوست روزے چند برفاقت مرزا سلیمان شکوہ گذرانیدہ بود ابتدائیش انتہاے دورۂ سوداست باجرأت و انشا در یک ردیف و قافیہ جادۂ سخن می پیمود در ریختہ ہشت دیوان و دو تذکرہ دارد و در پارسی دیوانے بجواب نظیری و تذکرۂ او راست در بلاد مشرق مسلم الثبوت بود در استادی وے سخن نیست بر جمیع اصناف سخن قدرتے داشت تمام و گزیدہ اشعارش نتوان گفت کہ چہا شور انگیز است ہ

مین اسی رشک سے مرتا ہون کہ کل غیر نے ہاے	ہاتھ ہنگام قسم کیون ترے سر پر رکھا
تھا اگر روز قیامت تو بھی ہم شادان رہے	وہ جو اکدن اوسکے ملنے کا مقرر ہو گیا
شوخی تو دیکھو تیر کو سینہ سے کھینچکر	کہتا ہے میرے تیر کا پیکان رہگیا
مجھکو قاصد کے تغافل نے تو مارا ہی ہے	روز ظالم یہی کہتا ہے کہ کل جاؤن گا
مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم	تیرے دل مین تو بہت کام رفو کا نکلا
مت میرے رنگ زرد کا چرچا کرو کہ یہان	رنگ ایکسا ہمیشہ کسی کا نہین رہا
بھیج دیتا ہے خیال اپنا عوض اپنے مدام	کسقدر یار کو غم ہے مری تنہائی کا
چین سے کیونکہ مین سوؤن کہ شب ہجر مجھے	یاد آتا ہے وہ راتون کا جگانا تیرا
تلوار کو کھینچ ہنس پڑا وہ	ہے مصحفی کشتہ اس ادا کا
تری کو مین اس بہانے مجھے دنکو رات کرنا	کبھی اس سے بات کرنا کبھی اوس سے بات کرنا
پھٹ چکا جب سے گریبان تب سے	ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین

وہی دشت اور وہی گریبان چاک — جب تلک ہاتھہ پاؤن چلتے ہین

ہائے وہ دل کہ جسے مینے بغلمین پالا — اب اوسے یون ہدفِ ناوکِ مژگان دیکھون

فلک گر ستاتا ہے مجہپر کسیکو — مین ہنسکر فلک کی طرف دیکھتا ہون

کہانے نہین دیتے ہین مجھے خون جگر بہی — نالے تو مرے حلق کے دربان ہوئے ہین

وہ سُنے یا نہ سُنے اوسکو ہم اپنا احوال — پسِ دیوار کھڑے ہوکے سنا جاتے ہین

جو کٹ یہ جنکی مین نے رو روکے رات کاٹی — سنتا ہون صبح گیا وہ مہمان کسیکی گہر مین

مصحفی یار مین اسوقت کے سب مردہ پسند — بدنتہا ہم بہی تخلص جو مزاری رکھتے

او دامن اوٹھا کے جانے والے — ٹک ہمکو بھی خاک سے اوٹھالے

مہدی کو اپنی دیکھہ کے کہنے لگا وہ شوخ — ہے ہے کسی کا خون ہوا میرے ہاتھہ سے

وعدۂ قتل سے رکہتا ہون دل اپنی کو مین شاد — کہ اسی وعدہ پہ اک وعدۂ دیدار بہی ہے

وہ جی مین یہہ نازان کہ مرا عیب تو دیکھو — مین خوش کہ خیالِ نگہ دور کسے ہے

مجھکو پامال کر گیا ہے ابہی — یہہ جو دامن اوٹھاکے جاتا ہے

غم کہاتا ہون جتنا مری نیت نہین بہرتی — کیا غم ہے مزے کا کہ طبیعت نہین بہرتی

مظہر قطب الاقطاب شیخ المشایخ شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا جانجانان خلف الصدق میرزا جان رحمۃ اللہ علیہما حضرت ایشان به بست و ہشت واسطہ بتوسط محمد ابن حنیفہ با میر المومنین علی مرتضے کرم اللہ وجہہ میرسد در سنہ ۱۱۱۳ ہجری خلعت وجود پوشیدند و در عمر شانزدہ سالگی گرد یتیمی بر رو نشست و در سنہ ۱۱۹۵ ھ از دست جفا شہادت یافتند میر قمر الدین منت عاش حمیداً مات شہیداً تاریخ وفات حضرت ایشان یافتہ حضرت ایشان علاوہ کمالات باطنی وظاہری در فن شعر نیز درجہ عالی میداشتند و جز حرف عشق و درد بر لوح زبان نہ می نگاشتند و اصلا در ضمن شعر غرض دنیا و اظہار ہنر درمیان نہ داشتند و گاہے

در مدح و ذم کسے زبان را آلوده نمی کردند وقتیکه شیخ حزین در ہندوستان آمد کسے را از مستعدان ہند بخاطر نیاورد لیکن باوجود عدم ملاقات مدح حضرت ایشان میکرد روزی شیخ در دکان شارع عام نشسته بود ناگاه حضرت ایشان بر اسپ سوار از ان راه می گزشتند چون نظر شیخ بر حضرت ایشان افتاد پرسید که این کدام جوان است گفتند حضرت میرزا جانجانان اند شیخ گفت چشم بد دور ہمه دانی و ہمه جانی حضرت ایشان را دیوانیست مختصر در پارسی و بیاضیست خریطهٔ جواہر نام بنده دیده ام انتخاب اشعار چنانکه میشاید دران صورت بسته است ه

نہین کچھہ غم کہ کیون ملتا نہین یہان کسل میرا — کہ مین روتا ہون دلکی بیکسی پر ہائے دل میرا
لوگ کہتے ہین موا مظہر بیکس افسوس — کیا ہوا اوسکو کہ اتنا ہی تو بیمار نہ تہا
توفیق دے کہ شور سے اکدم وہ چپ رہے — آخر مرا یہہ دل ہی الٰہی جرس نہین
مظہر چہپاکے رکہہ دلِ نازک کو اپنے تو — یہہ شیشہ بیچنا ہے کسی میرزا کے ہاتہہ
خدا کے واسطے اسکو نہ ٹوکو — یہی اک شہر مین قاتل رہا ہے

معروف نواب الٰہی بخش خان دہلوی برادر خورد فخر الدوله نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروزپور جہرکہ خلف مرزا عارف جان برادر شرف الدوله قاسم جان از تلامذهٔ شاه نصیر دہلوی بود در آخر ایام ترک دنیا گفته در سنه ۱۲۴۲ھ از جہان رفته دو دیوان دارد درین فن دستگاہے شایسته داشت و طرز ہاے دلپذیر می یافت ه

کہانتک راز عشق افشا نکرتا — مشکل یہہ ہے کہ مرتا کیا نکرتا
غیر روتے ہین مری حالت پہ وہ تو یار تہا — دیکہکر گہڑ ہتا نہ آیا میرے گہر اچہا ہوا
کی وصیت یہہ کچھہ ارمان بہری آہ کہ رات — سارے گہر کو ترے بیمار نے سونے ندیا
کہتا ہے جب وہ ہنسکر ہے گریہ اختیاری — آتا ہے اور مجہکو بے اختیار رونا
اوسکے جانیکی اگر کچھہ بہی خبر رکہتے ہم — ایسے دیوانے نتہے گہر مین جو در رکہتے ہم

کہا جو مینے کہ اس ناتوان کا سنئیے حال — کہا جو حال سناوے وہ ناتوان نہین

کہے ہے مجھہ سے کوئی تجھکو یاد آیا ہے — کرون ذرا جو مین اوس بدگمان سے باتین

دیا ہے اپنے سے ظالم کو اوسنے دل معروف — اب اور اوس بت بیداد گر کو کیا کوسون

آپ جسوقت رقیبونکی قسم کہاتے ہین — ہم رقیبونکے نصیبونکی قسم کہاتے ہین

مے کے پینے سے تو ہرچند نباہی توبہ — پیر مغانسے وہ خجل ہون کہ الہی توبہ

گریہ و آہ و فغان سے ایکدم فرصت نہین — ہم سمجھتے تہے محبت کام بیکار کا ہے

ہائے اوس شوخ کا یون روٹھہ کے جانا معروف — اور یہہ کہنا کہ یہین اب نہ منائے کوئی

میرے مرنے سے موئی اوسپر خلق — مین نہ مرتا تو نہ مرتا کوئی

خرق عادت اپنے دیوانے کی دیکھہ — جسطرف کو وہ چلے پتھر چلے

دمبدم پاؤنسے تو ہمکو نہ ٹھکرا چل جا — خیر ہم دیکھہ چکے فندق پا اچھی ہے

معروف اب تو دیکھتے ہو تم ہمین غریب — ٹک منھہ لگائے یار تو پھر ہمکو دیکھیئے

دور جو بزم مین وہ آنکے بیٹھے ہم سے — کیا ہی پچتائے کہ آگے سے ذہن کیون نہوئے

روٹھنے کو تو چلے روٹھہ کے ہم وانسے ولے — مڑکے تکتے تہے کہ اب کوئی منا کر لیجائے

معین معین الدین دہلوی از حال تلمذ آگہی دست نداد نمکینی از گفتار او پیداست چنین خوش گفتہ است ه

مرگیا آج خدا بخشے معین خستہ — ایک موزون ساجوان تہا کبھی دیکھا ہوگا

لخت دل آنکھونین کیہ آتے ہین کس کس شوق سے

میری مژگان پر گمان کرکے تمہارے تیر کا

مثل نقش پا اوس در سے اوٹھہ نہ سکتے کوئی اوٹہائے

ضعف کی دولت بارے ہم بھی اتنی طاقت رکہتے ہین

نہ جاہا حسن نے آزردہ اوس نازک کلائی کو — کیا طرز تبسم نے ادا تیغ آزمائی کو

کھچنے سے تیرے وصل کی شب بھی خفا ہوئے
یہ عقدہ ہائے دل ترے بندِ قبا ہوئے

ترے فراق مین بیجا ہنسی کا تھا نہ دماغ
مگر یہ اپنا ہی زخمِ جگر ہے کیا کہیے

تری جفا کی حکایت اور اپنا حالِ وفا
یہ پیٹنا تو یون ہی عمر بھر ہے کیا کہیے

تمھاری بات ہے بے اعتبار کیا سنیے
اور اپنی کہیے تو وہ بے اثر ہی کیا کہیے

دیکھکر بخیہ کیجیے ناصح
بندہ پرور مرا گریبان ہی

ممنون میر نظام الدین ملقب بہ فخر الشعرا اوستاد اکبر شاہ بادشاہ دہلی خلف میر قمر الدین منت موطنش سونی پت مولد و منشاش دہلی ست مدتے در لکھنو ماندہ سپس در اجمیر بر عہدہ صدر الصدوری مامور گردید وفاتش در سنہ ۱۲۶۰ ہجری واقع شد دیوانے ازو یادگار است قوت نظم اکثر اصناف سخن داشت ازانجا کہ ممنون از مشاہیر است و نیز کلام ہر کسے گواہ طبیعت او باشد حاجت ستایش ندارد ه

بُرا مانیے مت مرے دیکھنے سے
تمھین حق نے ایسا بنایا تو دیکھا

قربان ناز نعش مری دیکھکر کہا
گردن پہ کس کی خون ہے اس بیگناہ کا

ہاتھہ مین جنبش محمل کی عنان ہے اپنے
ورنہ یان کسکو سرِ آبلہ فرسائی تھا

شغلِ شبِ فراق یہی تھا کہ دھیان مین
ایک ایک شکن گنا تری زلفِ دراز کا

یہ نہ جانا تھا کہ اوس محفل مین دل رہ جائیگا
ہم یہ سمجھے تھے چلے آئینگے دم بھر دیکھکر

قاتل ہی وہ نہووے جو ممنون کی نعش پر
کہتا تھا اک جوان بہت بار بار حیف

یون تو وہ ہے فرشتہ خو لیکن
ہے ذرا آدمی کُشی کا شوق

مین اس سخن کے تصدق وہ کہیے آئینہ
یہ مجھسے پوچھے ہے کیون کیسے طرحدار ہین ہم

اس ذوق سے کہتی ہین حدیثِ لبِ شیرین
گویا ترے ہونٹون ہی سی لیتے ہین مزا ہم

پوچھینگے گر آرزو دمِ ذبح
جلّاد ہی کو بتائین گے ہم

یون رشک کہے کم جو دہان رنگِ حنا ہو
ہاتھہ اوس نے کسی دیدۂ تر پر نہ دھرا ہو

اوس مرگ پہ سو جان سے صدقہ کہ دم نزع	گھبرا کے کہے تو کہ بس اب دیکھیے کیا ہو
آہ خلوت مین جو تنہا کبھی پاؤن تجھکو	جس لیے تجھکو بنایا ہی دکھاؤن تجھکو
تفاوت قامت یار و قیامت مین ہے کیا منون	وہ ہی فتنہ ہی لیکن یان ذرا سانچے مین ڈھلتا ہی
رخصت کے وقت ہوون ترے گریبان گیر آدمی	رو دے ہے اوس گھڑی کہ نہ جسقوت بس چلے

منت میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعرا شاگرد میر نور الدین نوید و میر شمس الدین فقیر اصلش از مشہد و مولدش سونی پت و منشاش دہلی است در لکھنؤ رفتہ مذہب امامیہ پذیرفتہ از انجا بکلکتہ شتافت و در سنہ ۱۲۰۸ بعمر چہل و نہ سال وفات یافت ریختہ کمتر میگفت اشعار پارسی او قریب یک و نیم لک بودہ باشد ؎

اس آنے کا کچھہ ہے لطف پیارے	ہر دم جو کہو کہ جائین گے ہم

منتظر نور الاسلام لکھنوی خلف شاہ فیض علی از گزین تلامذہ مصحفی ست دیوانے گزاشتہ ؎

وہ دل لیکر مکر جانا کسی کا	یہہ جی ہی جی مین غم کھانا کسی کا
دولتِ حسن ہے جن پاس یہہ اوس سے ہی سوال	کچھہ نہ لے اور نہ دے پر ہمین نوکر سمجھے

نہ تو عشق سے مجھے عشق ہے نہ تو چاہ کی مجھے چاہ ہے

وہ جو بات منہہ سے نکالی تھی سو اوسی کا مجھکو نباہ ہے

منشی میر محمد حسین خلف سید ابو الحسن عرف میر کلن ایرانی الاصل دہلوی مولد مدتے در لکھنؤ بسرکار مرزا سلیمان شکوہ بسر بردہ پدر وے از مشاہیر خوشنویسان بود وے نیز بدرستی خطوط متصف بود ؎

جو پوچھا اوس سے لوگون نے کہ منشی کون ہے بولے

مجھے کچھہ یون ہی اوس سے دور کی صاحب سلامت ہی

نیر سید اسمعیل حسین خلف منشی احمد حسین تنگر شکوہ آبادی از تلامذہ رشک و

ناسخ است امروز در رامپور بظل عطوفت والی انجا باعزاز بسر می برد سخنور ریختہ گوست
و انچه از گفتارش بنظر رسیده همه نکوست دو دیوان دارد ۵

آتش حسن کو کیون ناز ہے یکتائی کا / شعلۂ طور شریک آسمین ہے جو تنہائی کا
بیکسی آپ سے باہر نہین جانے دیتی / مجھ سے آباد ہے عالم مری تنہائی کا
ایک دن حشر کا تشہیر کو کافی نہوا / حق ادا ہو نہ سکا ذلت و رسوائی کا
کیا بتائین کہ کہان جا کے شب غم مین رہے / آپکی جان سے دور اور ہی عالم مین رہے
کوئی حیلہ تو تعارف کا خوشی کی نکلے / کاش تقدیر ہی پر آئے تبسم مجھکو
چھوڑ دون مین بھی ملاقات تو بیکس ہو جائے / ستم یار پر آتا ہے ترحم مجھکو
سب سے ملنا تو چھوڑا یا ہے مگر جب جائین / بیکسی سے بھی اگر ملنے نہ دو تم مجھکو
دور سے بھی کبھی ملنے کے اشارے نہوئے / ہم کسیکے نہوئے تم جو ہمارے نہوئے
بھولے سے پھانس نکالی نہ ہمارے دلکی / ایک تنکے کے بھی شرمندہ تمہارے نہوئے

مومن حکیم مومن خان فرزند حکیم غلام نبی خان دہلوی در طب ید طولے داشت
و در نجوم پایۂ والا بر جمیع اصناف سخن قادر بود از لطایف شعر و شاعری کما ہو حقہ ماہر
بقوت سخنوری مومن کم ترکسے بر خاستہ و بہر دو لفظ چندان دستگاہے نصیب او
گشتہ کہ پارسیان ازان خود می انکارند و ہندیان بشرف ہمزبانی نازہا دارند دیوانش
مملو از اصناف سخن ست مثنویات متعدد دارد فرصتم نیست کہ بانتخاب دیوان وے
پردازم ہمانا از گلشن بہارش بیتے چند برداشتم کہ ہر یکے ازان دستنبوے فصاحت
و گلدستۂ بلاغت میتوان شمرد الحق درین فن محسود ابنائے روزگار ست و مشہور
شہر و دیار ناظورۂ بیان نازکش سرمایۂ حیات عشاق ناکام و معشوقۂ کلام دلاویزش
تسلی خاطرہائے پر آلام مذاق آشنایان معنی از عذوبت کلام شیرینش ذائقہ لطف داشتہ
و نکتہ شناسان نغز گفتار سخن جادو فریبش را افسون دلربا انگاشتہ اند ہمانا وفات او

در سنہ ۱۲۶۸ھ واقع شدہ از دست ولیس نکوست ۵

اوس نقش پا کے سجدہ نے کیا کیا کیا ذلیل
مین کوچہ رقیب مین بھی سر کے بل گیا

یہہ ناتوان ہون کہ ہون اور نظر نہین آتا
مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا

خواہش مرگ ہوا تمنا نہ ستانا ورنہ
دلمین پھر تیرے سوا اور بھی ارمان ہوگا

کیا سناتے ہو کہ ہے ہجر مین جینا مشکل
تم سے بے رحم پہ مرنے سے تو آسان ہوگا

وصل کی شب شام سے مین سو گیا
جاگنا ہجران کا بلا ہو گیا

دل لگا نیکے تو اوٹھائے مزے
جی بلا سے رہا رہا نہ رہا

نہ مانونگا نصیحت پر نہ سنتا مین تو کیا کرتا
کہ ہر ہر بات مین ناصح تمہارا نام لیتا تھا

کیا تم نے قتل جہان اک نظر مین
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا

وہ کرتے ہین بیباک عاشق کشی یون
نہین کوئی دنیا مین گویا کسی کا

ان نصیبون پر کیا اختر شناس
آسمان بھی ہے ستم ایجاد کیا

یہہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا
مین الزام اوسکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

پھرنے سے شام وعدہ تھکے یہہ کہ سو رہے
آرام شکوہ ستم اضطراب تھا

وقت وداع بے سبب آزردہ کیون ہوئے
یون بھی تو ہجر مین مجھے رنج و عذاب تھا

کیا جی لگا ہے تذکرہ یار مین عبث
ناصح سے مجھکو آج تلک اجتناب تھا

دشنام یار طبع حزین پر گران نہین
اے ہمنفس نزاکت آواز دیکھنا

بدکام کا مآل برا ہے جزا کے دن
حال سپہر تفرقہ انداز دیکھنا

میرے گھر ہی پھرتے چلتے ایکدن آجائیگا
دو مبارکباد ابکے یار رہ جائی ملا

بسے دم غضب لئے اولٹی سمجھہ تو دیکھہ
بل جو پڑا جبین پہ تمنا کو لب ہوا

آغوش گور رہ گئی آخر لہو اوٹھا ان
آسان نہین ہے آپکے بسمل کو تھامنا

اس حال کو پہونچے ترے قصہ سے کہ اب ہم
راضی ہین گر اعدا بھی کرین فیصلہ اپنا

رازِ نہان زبانِ اغیار تک نہ پہونچا
ہٹ گیا ہوگا دوپٹہ منہ سے سوتے مین کہین

ہجرِ بتان مین تجھکو ہے مومن تلاشِ زہر
جلوہ دکھلائے تا وہ پردہ نشین

مستیِ نازی مزار تلک آکے اسپہ بھی
سجدہ یہ سر قلم ہو دعا پر زبان کٹے

رکھدے سر اپنے زانوئے نازک پہ شوق سے
تو بہ کہان کدورتِ باطن کے ہوش تھے

وصلِ بتان کے دن تو نہین ہیہ کہ ہو وبال
مجھہ سے نہ بولو تم اسے کہتے ہین کیا بھلا

بیزار جان سے جو نہوتے تو مانگتے
اوس کو مین جام رینگے مدد اے ہجومِ شوق

خنجر تو نہ توڑ سخت جانی
وہ جفاکش ہین اے فلک کہ کیا

اب تپ ہجر دیکھہ مومن ہین
گر یہی شوقِ شہادت ہی تو مومن جی چکے

جانے دے چارہ گر شبِ ہجر انہین مت بلا
ہے دوستی تو جانبِ دشمن نہ دیکھنا

منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہین
بے جرم پائمال عدو کو کیا کیا

عاشق کشی ہے شیوہ اگر بے ہوس سہی

کیا ایک بھی ہمارا خطِ یار تک نہ پہونچا
شب یہان رہنے کا تیرے جسمین چرچا ہوگیا

غم پر حرام خوار توکل نہو سکا
مین نے دعوے کیا تحمّل کا

کہتے ہین لوگ خاک مین اوسنے ملادیا
گویا نہ وہ زمین ہے نہ وہ آسمان ہے اب

تیرا مریضِ عشق بہت ناتوان ہے اب
غش ہوگیا مین رنگِ مےَ ناب دیکھکر

مومن نماز قصر کرین کیون سفر مین ہم
انصاف کیجے پوچھتے ہین آپہی سے ہم

شاید شکایتون پہ ترے مدعی سے ہم
آج اور زور کرتے ہین بیطاقتی سے ہم

پھر کسکو گلے لگائینگے ہم
اوس ستمگر نے انتخاب ہمین

ہے حرام آگ کا عذاب ہمین
مار ڈالے کاش کوئی کافر دلجو ہمین

وہ کیون شریک ہون مرے حالِ تباہ مین
جادو بھرا ہوا ہے تمہاری نگاہ مین

آشنا رہا ہون دور کہ ہجران کا غم نہین
مجھکو خیال بہی ترے سر کی قسم نہین

آخر کچھہ اپنی جان کے دشمن تو ہم نہین

مین گلہ کرتا ہون اپنا تو نہ سن غیرونکی بات
غیر سے سرگوشیان کرلیجیے پھر ہم بھی کچھہ
ابرو رہ گئی مرنیکی کہ روتے تو ہین وہ
وہ ہی بغل مین تو بھی تو یان نیند اڑ گئی
سنجاہون روز جزا داد یہہ ستم دیکھو
ہین غیر مرے نکلنے سے خوش
کیا کیجیے کہ طاقت نظارہ ہی نہین
شبنم خراب مہر وکتان سینہ چاک ماہ
کیسے گلے رقیب کے کیا طعن اقربا
وفا سکھلا رہے گا دل ہمارا
مومن تم اور عشق بتان آپیر و مرشد خیر ہے
جب تو چلے جنازۂ عاشق کے ساتھہ ساتھہ
سنگ اسود نہین ہے چشم بتان
اولٹے وہ شکوے کرتے ہین اور کس ادا کے ساتھ
بے پردہ غیر پاس اوسے بیٹھا نہ دیکھتے
خوشی نہو مجھے کیونکر قضا کے آنے کی
کر علاج جوش وحشت چارہ گر
چھڑکے ہے کان ملاحت لون کیا
اب تو مرجانا بھی مشکل ہے ترے بیمار کو
ایک ہم ہین کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس
پامال اک نظر مین قرار و ثبات ہے

ہین یہی کہنے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہین
آرزوہاے دل رشک آشنا کہنے کو ہین
اشک شادی ہی سے گو چشم کو نم کرتے ہین
یہہ سوچ ہے گیا نہو اعدا کے خواب مین
کب آزماتے ہین جب وقت امتحان نہین
گویا کہ مین انکا مدعا ہون
جلنے وہ بے حجاب ہین ہم شرمسار ہین
لو اور بھی ستمزدہ روزگار ہین
تیرا ہی جی بچا ہے تو باتین ہزار ہین
تمہاری خاطر نامہربان کو
یہہ ذکر اور منہہ آپکا صاحب خدا کا نام لو
پھر کون وار تونکے سنے اذن عام کو
بوسہ مومن طلب کرے کیا منہہ
بیطاقتی کے طعنے ہین عذر جفا کے ساتھ
اوٹھہ جاتے کاش ہم بھی جہان سے حیا کے ساتھ
خبر ہے نعش پر اوس بیوفا کے آنے کی
لا دے اک جنگل مجھے بازار سے
خود لپٹ جا سینۂ افگار سے
ضعف کے باعث کہان دنیا سے اوٹھا جاے ہے
ایک وہ ہین کہ جنھین چاہ کے ارمان ہونگے
اوسکا نہ دیکھنا نگہ التفات ہے

پیغامبر رقیب سے ہوتے ہین مشورے — سنتا نہین کسی کی یہہ کہنے کی بات ہی

عیش مین بھی تو نہ جاگے کبھی تم کیا جانو — کہ شب غم کوئی کس طور سحر کرتا ہے

میرے تغیر رنگ کو مت دیکھ — تجھکو اپنی نظر نہو جائے

اسے قیامت نہ آئیو جب تک — وہ مری گور پر نہو جائے

لے تو ہی بھیجدے کوئی پیغام تلخ اب — تجویز زہر ہے ترے بیمار کے لیے

اجل سے خوش ہون کسیطرح ہو وصال تو ہے — نہ آئے نعش پہ وہ پر یہہ احتمال تو ہے

جفائے یار کو سونپا معاملہ اپنا — اب آگے ہو نہو امید انفصال تو ہے

تسلی دم واپسین ہو چکی — ہمین ہو چکے جب نہین ہو چکی

تھی بدگمانی اب انہین کیا عشق ہو رکی — جو آکے مرتے دم مجھے صورت دکھا گئے

رشک دشمن بہانا تھا سچ ہے — مین نے ہی تم سے بیوفائی کی

شب ہجر مین کیا ہجوم بلا ہے — زبان تھک گئی مرحبا کہتے کہتے

مونس سید اعظم حسین نبیرہ حکیم نہادم حسین کہ از مشاہیر اطباے اینجا بودہ اند جوانیست تحصیل تمام کردہ باکثر علوم آشنائی دارد و درین فن نیز ادرا دستگاہے ست آما توجہش بپارسی بیشتر مصروف است بریختہ کمتر فکر میکند لکن دراوائل مشق ریختہ کردہ است گاہے گاہے بانامہ نگار برمیخورد و اخلاص تمام دارد این بیت از زبان او استماع افتادہ بود ثبت میشود خیلے خوش گفتہ ست

لاکر شفیع ہم عمل ناصواب کو — کیا کیا منا رہے ہین کسی کے عتاب کو

مہجور نقشبند خان خلف نواب مصطفی خان شیفتہ جوانے بود زیبا طبع شگفتہ داشت حک و اصلاح کلامش بہ مولوی الطاف حسین حالی متعلق بود درینجا آمدہ بود بانامہ نگار برخوردہ خوش تہذیبی داشت ہرگاہ ازینجا بدہلی رفت ہمانجا درگذشت

غدایش بیامرزاد این بیتها که می بینی ازو گرفته بودم ه

نگہِ لطف سے جب دیکھتے ہو تم مجھکو	دلِ غمدیدہ یہ آتا ہے ترحم مجھکو
کہتے ہین مسکرا کے تمنا ے وصل پہ	صاحب کسی کے دلکی بھلا کیا خبر مجھے
اے شوق رشک غیر بھی دل سے بھلا دیا	احسان رہیگا یاد ترا عمر بھر مجھے
کیا خوشی ہمکو اگر غیر شبستان مین نہین	وصل عشاق کی شب گردش دوران مین نہین
ایک صوفی نے کہا محو تماشا ہو کر	اوسمین کچھہ بات ہی ایسی کہ جو انسان مین نہین
تم نہ سنتے تھے کہ بیداد کا کیا ہی انجام	ہم نہ کہتے تھے کہ کیا کچھہ غمِ پنہان مین نہین
قاصد جو کہا ہے اوسنے کہہ جھک	باتین نہ بنا ادہر اودہر کی
کہتے ہین دعاے وصل پہ وہ	ہمسکو بھی امید ہے اثر کی
الفت مین ہین اور بھی بلائین	پر سخت بلا ہے چارہ گر کی

مہر مرزا حاتم علی لکھنوی خلف مرزا فیض علی از مشاہیر تلامذۂ ناسخ است در سنہ ۱۲۹۷ راہ عدم پیمود دیوانے گذاشتہ ه

کرتا غضب ابتک تو ہمارا دلِ بیتاب	روکے ہوئے ڈانٹے ہوئے دھمکائے ہوئے ہین
تمہارے واسطے دلسے نہین کوئی مکان بہتر	جو آنکھہ مین تمہین رکھون تو ڈرتا ہون نظر ہوگی

میر میر تقی اکبرآبادی از قدماست و اوستاد مسلم الثبوت و نزد جمیع اساتذہ مقبول زبانے دلپذیر دارد و بیانے سادہ پرکار کہ نمی توان گفتن بر جملہ اصناف سخن قادر بود لاسیما بر غزل و مثنوی حضرت آزردہ نوشتہ اند در تذکرۂ خود کہ در حال ارباب نظم ریختہ است حیث قال پستش اگرچہ اندک پست است اما بلندش بسیار بلند و جناب شیفتہ نگاشتہ پست و بلند کہ در کلامش بینی و رطب و یابس کہ در ابیاتش بنگری نظر نکنی کہ گفتہ اند ه

شعر گر اعجاز باشد بے بلند و پست نیست	در ید بیضا ہمہ انگشتہا یکدست نیست

انتہی وسے ششش دیوان ریختہ دارد حاوی اصناف سخن ومستدسے کہ بمضامین واسوخت گفتہ مشہور است میر در قصیدہ فکر خوشی نداشتہ چندانکہ غزلش بلند مرتبہ تر قصیدہ اش پست پایہ تر ذوق دہلوی بہ نسبت میر گوید ؎

نہوا پر نہوا میر کا انداز نصیب ۔۔۔ ذوق یاروں نے بہت زور غزلمیں مارا

و میرزا غالب میفرماید ؎

ریختہ کے تمہیں اوستاد نہیں ہو غالب ۔۔۔ کہتے ہیں اگلے زمانہ مین کوئی میر بھی تھا

و نیز می سراید ؎

غالب اپنا بھی عقیدہ ہے بقولِ ناسخ ۔۔۔ آپ بے بہرہ ہے جو معتقدِ میر نہیں

انتہی این ابیات او راست و خیلے دلرباست ؎

ہمارے آگے ترا جب کسی نے نام لیا ۔۔۔ دلِ ستمزدہ کو ہمنے تھام تھام لیا

اتنی گذری جو ترے ہجر مین سو اوسکے سبب ۔۔۔ صبر مرحوم عجب مونسِ تنہائی تھا

مسجد مین امام آج ہوا آکے وہان سے ۔۔۔ کل تک تو یہی میر خراباتنشین تھا

اوبھا و پڑگیا جو ہمین اوسکے عشق مین ۔۔۔ دل سا عزیز جان کا جھنجال ہو گیا

آنکھوں مین جی مرا ہے ادہر دیکھتا نہیں ۔۔۔ مرتا ہوں مین تو ہائے رے صرفہ نگاہ کا

خدا کو کام تو سونپے ہین مینے سب لیکن ۔۔۔ رہے ہے خوف مجھے وانکی بے نیازی کا

دل کی کچھہ قدر کرتے رہیو تم ۔۔۔ یہہ ہمارا بھی ناز پرور تھا

قاصد جو وانسے آیا تو شرمندہ مین ہوا ۔۔۔ بیچارہ گریہ ناک گریبان دریدہ تھا

فلک کا منہہ نہین اس فتنے کے اوٹھانیکا ۔۔۔ ستم شریک ترا ناز ہے زمانے کا

آنکھیں چرائیو نہ ٹک ابر بہار سے ۔۔۔ میری طرف بھی دیدۂ خونبار دیکھنا

تیرے کوچہ کے رہنے والوں نے ۔۔۔ یہیں سے کعبہ کو سلام کیا

ہم خاک مین ملے تو ملے لیکن اے فلک ۔۔۔ اوس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا

جواب نامہ سیاہی کا اپنے ہے وہ زلف — کسی نے حشر کو ہم سے اگر سوال کیا

جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف — اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا

سخت کافر تھا جس نے پہلے میر — مذہب عشق اختیار کیا

جہان سے فتنے کو خالی کبھی نہین پایا — ہمارے وقت مین تو آفت زمانہ ہوا

اب تو جاتے ہین میکدے سے میر — پھر ملین گے اگر خدا لایا

سمجھے تھے ہم تو میر کو عاشق اوسی گھڑی — جب سنکے تیرا نام وہ بیتاب سا ہوا

مستی مین لغزش ہوگئی معذور رکھا چاہیئے — اے اہل مسجد اسطرف آیا ہون مین بہکا ہوا

خانہ خراب میر بھی کتنا غیور تھا — مرتے موا پر اوسکے کبھی گھر نہ جا پھرا

کم کم اوٹھتا وہ نقاب آہ کہ طاقت رہتی — کاش اکبار ہمین مونہہ نہ دکھایا ہوتا

کہتے تو ہو یون کہتے یون کہتے جو وہ آتا — کہنے کی ہین سب باتین کچھہ بھی نہ کہا جاتا

میرا ہی مقلد عمل تھا — مجنون کے دماغ مین خلل تھا

کھلا نشہ مین جو پگڑی کا پیچ اوسکے میر — سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا

کوسون ہم سے بھاگو ہو کیا سیکھے طرز غزالونکا
وحشت کرنا شیوہ ہے کچھہ اچھی آنکھین والونکا

عشق ہمارے خیال پڑا ہے خواب گیا آرام گیا
جی کا جانا ٹھہر رہا ہے صبح گیا یا شام گیا

دو قدم ساتھ جنازہ کے نہ آیا وہ میر — جانتا تھا کہ اسے ہے مری رفتار پسند

جاتا ہے آسمان لیئے کوچہ سے یار کے — آتا ہی جی بھرا در و دیوار دیکھکر

مرگ اک ماندگی کا وقفہ ہے — یعنے آگے چلینگے دم لیکر

کچھہ ہو رہیگا عشق وہوس مین بھی امتیاز — آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پر

منتظر قتل کے وعدہ کا ہون اپنے یعنی — جیتا مرنے کو رہا ہے یہہ گنہگار ہنوز

اوسکے کوچہ مین نکر شور قیامت کا ذکر
اوسکے نزدیک کچھہ نہین عزت
ایک بیمار جدائی ہون مین آپ ہی تسپر
اک وہم نہین بیش مری ہستی موہوم
مدعی مجھکو کھڑے صاف برا کہتے ہین
ایکے ہمت صرف کر جو اوس سے جی اوچٹے مرا
عشق کا گھر ہے میر سے آباد
نازک مزاج آپ قیامت ہین میر جی
کاشکے دل دو تو ہوتے عشق مین
جائے ہے جی نجات کے غم مین
قتل کیے پر غصہ کیا ہی لاش مری اوٹھوانے دو
کب تیسر اوسکے منہہ کا دیکھنا آتا ہے میر
رات ساری تو گئی سنتے پریشان گوئی
یہہ اضطرار دیکھکے اب دشمنو نسے بھی
زور و زر کچھہ نتھا تو بارے میر
تجھکو مسجد ہے مجھکو میخانہ
آج پھر تھا بے حمیت میر وان
مین جو بولا کہا کہ یہہ آواز
جب نام ترا لیجیے تو چشم بھر آئے
اوس ستمگار کے کوچہ کے ہوادار و نمین
باہم سلوک تھا تو اوٹھاتے تھے نرم گرم

شیخ یان ایسے تو ہنگامے ہوا کرتے ہین
میر جی یون ہی خوار ہوتے ہین
پوچھنے والے جدا جان کو کھا جاتے ہین
اسپر بھی تری خاطر نازک پہ گران ہون
چپکے تم سنتے ہو بیٹھے اسے کیا کہتے ہین
پھر دعا اے میر مت کیجو اگر ایسا کرون
ایسے پھر خانمان خراب کہان
جون شیشہ میرے منہہ نہ لگو مین نشے مین ہون
ایک رہتا ایک کھوتے عشق مین
ایسی جنت گئی جہنم مین
جانسے بھی ہم جاتے رہے ہین آؤ تم بھی جانے دو
پھول گل سے اپنے دلکو تم بھی بہلایا کرو
میر جی کوئی گھڑی تم بھی اب آرام کرو
کہتا ہون اوسکے ملنے کی کچھہ تم دعا کرو
کس بھروسے پر آشنائی کی
واعظا اپنی اپنی قسمت ہے
کل لڑائی سی لڑائی ہو چکی
اوسی خانہ خراب کی سی ہے +
اس زندگی کرنیکو کہانسے جگر آئے
نام فردوس کا ہم لیکے گنہگار ہوئے
کاہیکو میر کوئی دبے جب بگڑ گئی

گھبرا نہ میر عشق مین اس سہل زیست پر
اپنے تو ہونٹ بھی نہ ہلے اوسکے روبرو
پہنچا تو ہوگا سمع مبارک مین حال میر
میرے تغیر حال پر مت جا
اب چھیڑ یہہ رکھی ہی کہ عاشق ہی تو کہین
میر صاحب بھی اوسکے ہان تھے پر
آتے کبھو جو وہانسے تو یہان بہتی تھی اوداس
وہ تو بگڑے ہے میر سے ہر دم
کعبہ مین جان بلب تھی ہم دوری بتان سے
ڈر کیون نہ محلہ مین رہے رونے سے میر
پیدا کہان ہین ایسے پراگندہ طبع لوگ
مقدور تک تو ضبط کرون پر مین کیا کرون
واعظ ناکس کی بات تو نہیر کوئی جاتا ہے میر
فریاد شب کی سنکے کہا یے دماغ ہو
پھرتے ہین میر خوار کوئی پوچھتا نہین
اوسکا غضب ہے نامہ نہ لکھنا تو سہل ہے
نہین ہے چاہ بھلی اتنی بھی دعا کر میر
کشتی ہر اک فقیر کی بھر دی شراب سے
دل سے شوق رخ نکو نہ گیا
میر بھی کہنے لگا دیر کی لوگو نکی سی
میر کے ہوش کے ہین ہم عاشق

جب بس چلا نہ کچھہ تو مرے یار مر گئے
رنجش کی وجہہ میر یہہ کیا بات ہو گئی
اسپر بھی جی مین آئے تو دلکو لگائیے
اتفاقات ہین زمانے کے
القصہ خوش گذرتی ہی اوس بدگمان سے
جیسے کوئی غلام ہوتا ہے
آخر کو میر اوسکی گلی ہی مین جا رہے
اپنی سی یہہ بنائے جاتا ہے
آئے ہین پھر کے یار وابے خدا کے ہان سے
سیلاب نے اس کوچہ مین گھر مول لیا ہے
افسوس تمکو میر سے صحبت نہین رہی
منہہ سے نکل ہی جاتی ہے اک بات پیار کی
آئے مینحانے چلو تم کس کی بات تو میر گئے
دیکھو تو اس بلا کو یہہ شاید کہ میر ہے
اس عاشقی مین عزت سادات بھی گئی
لوگون کے پوچھنے کا کوئی کیا جواب دے
کہ اب جو دیکھون اوسے مین بہت نہ پیار آئے
اس دور مین کلال عجب مرد ہو گیا
جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا
کچھہ خدا لگتی بھی کہتا جو مسلمان ہوتا
فصل گل جب تلک تھی مست رہا

ہر چند میر بستی کے لوگون سے ہے نفور	پر ہائے آدمی ہے وہ خانہ خراب کیا
صبر تہا ایک مونس ہجران	سو وہ مدت سے اب نہین آتا
ایسے بت بے مہر سے ملتا ہی کوئی بھی	دل میر کو ہماری تہا جو تجہ سے لگایا
کہتے ہین آگے تہا بتون مین رحم	ہے خدا جانئے یہہ کب کی بات
نظر میر نے کیسی حسرت سے کی	بہت روئے ہم اوسکی رخصت کے بعد
مرتے ہین سب یہ میر نہ اس بیکسی کے ساتھہ	ماتم مین تیرے کوئی نہ رویا پکار کر
شکوۂ آبلہ ابھی سے میر	ہے پیارے ہنوز دلی دور
اسوقت ہے دعا و اجابت کا وقت میر	اک نعرہ تو بھی پیشکش صبحگاہ کر
وہ لوگ تمنے ایک ہی شوخی مین کھو دئے	پیدا کئے تہے چرخ نے جو خاک چہانکر
نہین دیر اگر میر کعبہ تو ہے	ہمارے کوئی کیا خدا ہی نہین
میر صاحب کو دیکھئے جو بنے	اب بہت گہر سے کم نکلتے ہین
ہنوز طفل ہے وہ ظلم پیشہ کیا جانے	لگا دے تیغ سلیقہ سے جو لگائی ہو
میر کو کیون نہ مغتنم جانے	اگلے لوگون مین اک رہا ہے یہہ
ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے	اوسکی زلفون کے سب اسیر ہوئے
بہت سعی کیجے تو مر رہیئے میر	بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے
اب خدا مغفرت کرے اوسکو	صبر مرحوم تہا عجب کوئی
سرہانے میر کے آہستہ بولو	ابھی تو روتے روتے سو گیا ہے

میکش ارشاد احمد دہلوی در پارسی زبان محوی تخلص میکند از سال چند در ینجا وارد ست با نامہ نگار تعارف درمیانست مذاق صحیح دارد و سخن خوش میگزارد از دوست و نکوست ٥

ربط نہان غیر کا پردہ ہے ورنہ آپ	دشمن کے ساتھ صرفہ کرین رسم و راہ مین

آتا ہے رحم اوسکی نزاکت پہ ورنہ مین | جادو وادسی نگاہ کا رکھتا ہون آہ مین
ستاتے ہین فلک کو شورہ ہے | کسی بے رحم کے چین جبین سے
بچے دل کم نگاہی سے یہ معلوم | وہ رہزن اور پھر ایسی کمین سے
سرشک گرم کی حدت کو پوچھو | مرے دامن سے اپنی آستین سے
رہے پہلومین وہ یا اوسکا خنجر | غرض دل ٹھہرتا ہے دلنشین سے
ہیچ سہی فتنے سب قیامت کے | لیکن آگے تمہارے قامت کے

النون

ناسخ شیخ امام بخش از مشاہیر اساتذۂ لکھنو ست از اصناف سخن جز بر غزل و رباعی قدرتی نداشت بشیوۂ خود در سخن ممتاز است بلکہ کم انباز این قدر ہست کہ مضامین بیگانہ پارسی گویان بیشتر بستہ است کما لا یخفی علی ارباب البصیرت گویند روزے چند از محمد عیسیٰ المتخلص بہ تنہا اصلاح گرفتہ سپس انحراف ورزیدہ وفات او در سنہ ۱۲۵۴ صورت بستہ دو دیوان دارد این اشعار از وست و بس نکوست ہ

محشر مین ہمکو نامۂ اعمال دیکھکر | قاصد خیال آئیگا خط کے جواب کا
اے اجل ایکدن آخر تجھے آنا ہے ولے | آج آتی شب فرقت مین تو احسان ہوتا
ذبح کر ڈالونگا گر ابکے تو بولا شب وصل | مین نے سو بار تجھے مرغ سحر چھوڑ دیا
تھی شہادت سے غرض سو اس ادا مین ہوگئی | گو نہ قاتل سے نزاکت کے سبب خنجر اوٹھا
لے چلی موت مجھے سوئے حسینان بہشت | ایک دم پاس جو وہ حور شمائل نہوا
کس چین سے ہم اوسکے تصور مین محو تھے | کنج لحد مین شور قیامت مخل ہوا
مرگیا کیا ناسخ میکش جو سارے میفروش | مسجد و نمین بیٹھے اپنی اپنی دوکان چھوڑ کر

بس یہی تدبیر اب اونکے بہکا دینے کی ہے
جی مین ہی ہو جاؤن عاشق چند روز عیار کے

جو مجہکو یار نے مارا تو غیر کو کر و قتل
عزیزو اسکے سوا اور انتقام نہین

دہوکا نہ کہا ظروف وضو کو تو دیکہکر
مسجد ہے مے فروش کی تا سنج دکان نہین

مے پرستو آؤ کرلین محتسب کو سنگسار
بیچ رہے ہین سنگ کچہہ میخانے کی تعمیر سے

تنگ آکر جب کہا مینے کہ مرجاؤن کہین
بدگمان سمجہا کہ اسکو اشتیاق حور ہے

ناظم نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور خلف نواب محمد سعید خان بہادر اوصاف او استغنی از بیانست درین فن دستگاہ بلند داشتہ و مرزا غالب بتہذیب گفتار او پرداخت این اشعار از دیوان وے برداشتہ آمد بلند فکری او پیداست و نغز سنجی او ہویدا ؎

بڑہتا گیا جو رشک تو اخلاص کم ہوا
چہینا عدو نے دوست کو یہہ کیا ستم ہوا

ہونے دیا نہ شاد یہہ دن پہر کہان مجہے
ہے ہے تمہین رقیب کے مرنے کا غم ہوا

حکم اخیر کی تہی توقع بروز حشر
باقی رہا نہ دن ہی جب اظہار ہو چکا

بیداد سے تو یہ او نہین کرتی ہی بن آئے
جب بعد مرے کوئی نہ مجہسا نظر آیا

جی مین ڈرتے تو قتل کیون کرتے
طنز سے کہتے ہین کہ کیا ہوگا

سنتے ہین مٹ گیا ہے کوئی نقش
وہ ہمارا ہی مدعا ہوگا

ہے طلب کی یہی روش ورنہ
ایک بوسہ مین کیا بہلا ہوگا

آپ دن رات پڑا اپنے سر و پا پہرتا ہے
تو ستم پیشہ نہوتا تو فلک کیا کرتا

تو نہ آیا پر اجل وقت سے پہلے آتی
آدمی اوسکی اگر اتنی تمنا کرتا

دل کے لینے مین یہہ قدرت او سی اللہ دی
جسکو مٹی کے کہلونے پہ مچلتے دیکہا

ہے یہہ ساقی کی کرامت کہ نہین جام کے پاؤن
اور پہر بزم مین سب اوسے چلتے دیکہا

واعظ و شیخ سبہی خوب ہین کیا بتلاؤن
مین نے میخانے سے کس کو نکلتے دیکہا

بچے نہ سیم و زر اوسے نہ دین و دل چھوٹے
مجھی کو تم کہ یہ مسلط کرے تو دیکھو سیر
اوس در پر آنے جانیکی صورت بنی رہے
ہوتا جو دلپذیر تو جاتا نہ دل سے دور
کیا تم نہ جانتے تھے کہ بے خانمان ہوئین
بار خاطر تمین نہین اور اگر بزم مین مین
کرکے خون ایک کا جا بیٹھے ہین گھر مین اور پھر
یہہ تو نکلا وہ نہ نکلا دل سے
اور کھانے کو دہرا ہے پان کیا
ڈھونڈون تو کس پتے سے اوسے پاؤن اٹھیلا
آبرو کیا پیرہن جب بے گریبان رہ گیا
سینہ چیر و دشنہ سے یہہ خوب گنجایش ملی
فقیر بنکے گیا وان تو کیا سوال کرون
خریداری ہی شہد و شیر و قصر و حور و غلمانکی
نہ کبھی کوئی خط آیا نہ پیام یار آیا
ترے گھر وہ آئے ناظم تو یہ اضطراب کیا ہے
نخوت ہوئی زیادہ بنانے سے زلف کے
قتل ہونے سے مرے خوش نظر آتا ہی رقیب
نامہ لیکے برا ہم اوسے کہتے ہر بار
آدمی کے ساتھ سو آزار ہین یہہ کیا کہ بس
بنکی ہے کوچہ جانا نمین اک دار الشفا

کچھ اور خاک نہین جانتے مگر لینا
ستم کا چاہیے خدا انتقام اگر لینا
دربان ہوا تو شحنۂ شہر آشنا ہوا
وہ نالہ کام کا نرہا جو رسا ہوا
پھرتا ہے نامہ بر مرا گھر پوچھتا ہوا
حال دل عرض کرون کہتے ہین تنہا کہنا
پوچھتے ہین کہ مرے در پہ ہے غوغا کیسا
تیر تیرا ہے تو پیکان میرا
میرا غم کھائے گا مہمان میرا
عاشق ہون حسن سادہ بخط و خال کا
بارے آنسو تھم گئے میرے کہ دامان رنگیا
کھینچنے پر تیر کے دلمین جو پیکان رہگیا
مگر کہون کہ بھلا کر ترا بھلا ہوگا
غم دین بھی اگر سمجھو تو اک دھندا ہی دنیا کا
مگر اک جواب اولٹا کہ ہزار بار آیا
کوئی بادشاہ آیا کوئی شہریار آیا
شانہ بھی آئینہ کا مددگار ہوگیا
وہ بھی خوش ہوتے اگر اونکا اشارا ہوتا
غیر اچھا تھا کہ ہمنام تمہارا ہوتا
آہ کی اور راز الفت آشکارا ہوگیا
ابتو وان رہنے کا کیا اچھا سہارا ہوگیا

بے پردہ آکے کل مجھے صورت دکھا گیا
اک پردہ تھا نہ آئینہ کا وہ بھی اوٹھا گیا

ہوتے ہی درد دل کا بیان اوٹھ کھڑے ہوئے
یعنی یہہ ایسے ہین کہ نہ انسے سنا گیا

ہے ترقی عشق کو بھی حسن روزافزون کے ساتھہ
آگے بڑھ کر میرا تیرا امتحان ہو جائیگا

مجھہ مین کیا ہے مگر اک دم کہین اٹکا ہوگا
وہ عبادت کو بھی آجائینگے تو کیا ہوگا

چارہ گر خستۂ غم کو نہین جینے کی خوشی
ہان تری ناموری ہی اگر اچھا ہوگا

جب کہا اونسے کہ کچھ مجھے کہنا تو کہا
سن لیا ہمنے کوئی شکوہ بیجا ہوگا

کس سے کہون کیا ہے مری وقت نزع
اوسکا یہہ کہنا کہ یہہ کیا ہو گیا

معتقد ہون کعبہ کا ناظم مگر جاکر وہان
عبرت آتی ہے کہ کیا بتخانہ ویران ہو گیا

ستم مین شہرہ جو وہ آفت زمانہ ہوا
فلک کو عذر ستم کے لیے بہانہ ہوا

تری محفل مین خوش بیٹھا تھا کیا معلوم تھا مجھکو
کہ مجھہ تک آکے پیمانہ الٹا چلیگا دور ساغر کا

یہہ غصہ ہے کہ دل مضطرب نشانہ تھا
ہوا جو تیر خطا مین گناہگار ہوا

جب شکوہ میرا غلط نہ سنا سرگران ہوا
قدرت خدا کی مین نہوا پاسبان ہوا

صیاد خوبرو کو نہین احتیاج دام
جسپر پڑی نگاہ وہ تسخیر ہو گیا

عشق اور مدعا طلبی واہ رے سمجھہ
دھبا ہوس کا داغ تمنا ٹھہر گیا

کرتے ہین ایک عذر نیا ہر ستم کے بعد
گر یون ہی ہی تو قاعدہ اچھا ٹھہر گیا

مجھکو تقصیر کا دھبا نہ لگایا ہوتا
تم خفا ہوتے اگر تمکو خفا ہونا تھا

انداز نیا ہے دل لگی کا
ہنسنے مین پتا نہین ہنسی کا

بات ایسی کون سی ہے کہ جسکو بڑھائیے
اک مختصر سوال ہے یا بوسہ یا جواب

کھلنڈرے ہین پر ایسے کہ راہ مین ہر روز
بگاڑ دیتے ہین دو تین چار کی صورت

مرنے سے اپنے خوش ہین کہ انجان بنکے وہ
ہر اک سے پوچھتے ہین مجھے بار بار آج

عشق اک رنج ہی مگر اوسمین ہوئے ہین جمع
غمہائے جانگداز و مرضہائے لاعلاج

وہی تم ہو وہی خنجر ہے پر انصاف کرو
راز میرا ہے او نہین غیر سے کہنا منظور
شیخ نے حجرہ کا دروازہ رکہا ہے نیچا
کیون آکے کہو در پہ کہ وہ گہر مین نہین
مین نے کہا کہ دعوی الفت مگر غلط
کہتے ہین کہ وہ بہی یہی کہتے ہین کرون کیا
مرنے کی جگہہ ہے کہ وہ سنکر مری تقریر
ہم تمکو برا کہتے ہین یا خو کو تمہاری
اب لکہین گے شکوہ بیداد ہم دل کہولکر
فسانہ ستم ہجر ہے سوال نہین
وفا شعاری ناظم یقین نہین نہ سہی
یہی سمجہو کہ نکالے ہوئے ہونگے ورنہ
میری وفا کی داد نہ جرم عدو سے بحث
سبکے اس عمر مین ہوجاتے ہین ایسے ہی حواس
ہمت مرغ سحر خوانکا ہون قائل کہ اوسے
گل کا نام اک نگل گیا تو کیا
ملجاتے ہین تو کہتے ہین اچہی طرح تو ہو
خوش ہو رہے تہے ہم کہ بنایا ہے ہمنے یار
چاہتے ہین کہ سنین مرحبا نا
رخصت عرض حال کیا مانگون
کہتے ہو جائینگے پہر کیون نہین جاتے جاؤ

نالہ تہہ پر رہا تہہ دہر بیٹہے ہو کیا میرے بعد
اور مین خوش ہون کہ سن لیتے ہین تنہا ہوکر
یعنی یان آئیگا بیساختہ نہسان جہک کر
کیا ہم نہین پہچانتے سرکار کی آواز
کہنے لگے کہ ہان غلط اور کسقدر غلط
کہتے ہو کہ دیجوئی اعدا نکرو تم
بولے بہی تو یہہ بولے کہ غوغا نکرو تم
لوغو کے بہی اچہے سہی جہگڑا نکرو تم
نام اونکا آسمان ٹہرالیا تحریر مین
ند و جواب سنے جاؤ کچہہ ملال نہین
یہہ کون شخص ہے اسکا بہی کچہہ خیال نہین
کیون پہر اوس بزم سے ہم خانہ خراب آتے ہین
کیا خوبیان ہین میرے تغافل شعار مین
تجہہ سے کچہہ شکوہ ہمین اے فلک پیر نہین
نالے سے زمزمہ مقصود ہے تاثیر نہین
تم ہی اچہے ہو رنگ مین بو مین
گویا ہمارے جی مین کچہہ ارمان ہی نہین
دیکہا تو اونکے در پہ وہ دربان ہی نہین
پوچہتے رہتے ہین اکثر مجہکو
کہہ نہ بیٹہین کہین کہ رخصت ہو
میرے جینے کی مجہے راہ بتاتے جاؤ

واجب القتل نہین زیست سے بیزار تو ہون
مین تو سائل ہون خریدار نہین کیون اولجہون
مجھے اوٹھاتے ہو کہکر کہ ہے یہہ خلوتِ خاص
غلط سہی اثرِ آہ و نالہ پر ناظم
اک مزہ البتہ ملتا ہے سو وہ بھی مشترک
اور کیا نالہ و فریاد سے حاصل مجھکو
تکلف کیا ہی گر صورت مین مہر و مہ سے بہتر ہو
ڈرنے لگا ہے اب مہ و خورشید بہی دل کہ یہہ
اب کچھہ نہین تو باندہتے ہین خنجر و شمشیر
کہتے ہو کہ ہم غیر کو آنے نہین دیتے
وفا کی ہم نے اور تم نے جفا کی
نگاہِ شوق نے کیا کچھہ نہ دیکھا
کرون آج اوسکو ناز و غمزہ مین تیز
نکالا ہم نے کچھہ فاضل اونہین پر
قصۂ کوہکن و قیس کو تہ کر رکھیئے
جانتے ہم بھی کہ ہی خلد مین راحت کیسی
جو چھینتے ہی ہو دلکو تو مول کیون پوچھو
بیان سوز غم عشق سنکے کہتے ہین
ضد سے وہ بزم مے مین نہین دیتے جا مجھے
مرنا تو ہر طرح ہے مسلم پر اوسکی تیغ
مین نے جو کی حسد کی مذمت تو آپنے
لو اب آئے ہو تو جھگڑا ہی مٹاتے جاؤ
قیمتِ بوسۂ لب روز بڑہاتے جاؤ
وہ کون لوگ چلے جاتے ہین اودہر دیکھو
رہے نہ دل مین ہوس آؤ یہہ بہی کر دیکھو
بوسہ کیا شے ہے کہ جسکے دینے مین تکرار ہو
پھیر دیجے کہین گھبرا کے مرا دل مجھکو
طریقِ ظلم مین بھی دو قدم گردون سے بڑہکر ہو
پھرتے ہین راتدن فلکِ فتنہ زا کے ساتھہ
کیا جانئے کیا باندہتے ہوتی جو کمر کچھہ
سچ ہو یہی پر مینے سنا اور ہی کچھہ ہے
تم اچھے ہم بُرے قدرت خدا کی
گرہ جب کھل گئی بندِ قبا کی
کوئی کٹتی کہون تیغِ ادا کی
وفا سے کم رہی گنتی جفا کی
اپنی ہتی کہے یہہ خاک نشین تھوڑی سی
ملتی اوسمین سے اگر ہمکو بہین تھوڑی سی
خریدنے مین نہین اسطرح مچل جاتے
یہہ بات ہوتی اگر سچ تو تم نہ جل جاتے
مین جانتا ہون جانتے ہین پارسا مجھے
ملتی اگر گلے سے تو ملتا مزا مجھے
پیرائے مین ہنسی کے کہا مرحبا مجھے

ثبوت جرم کی تا اوسکو احتیاج نہو
عدو کو دیکھون تو دیکھون نہین خدا نکرے
جنت مین شہد و شیر و گل و میوہ ہو تو ہو
کہلے کیا دل در و دیوار کے آثار باقی ہین
اوس بت کا کوچہ مسجد جامع نہین ہی شیخ
ڈرتے ہین محتسب سے بہلا آئے تو سہی
ناظم کبھی نہ کوچے مین تیرے قدم رکھے
بوسۂ لب تو دیا کیا کہنا
نامہ بر ہوکے ذلیل آتا ہے
کہا مینے کہ بیدل ہون کہا یہہ قول باطل ہے
کہے یہہ کون کہ تم کیون وفا نہین کرتے
مین خفا ہوکے جو محفل سے چلا آیا تہا
اک جہان کشتۂ انداز خود آرائی ہے
گذرے گی شغل حیلہ تراشی مین شب مجھے
عذر ستم فریب و تمنائے صلح جھوٹ
انبار ہین غمون کے مرے دلمین ہر طرف
نتہی تم سے توقع یون عدو کے دم مین آئینگی
جئے گا کون کل تک جو تم اوسکے پاس آوگے
ہوا گر نامہ بر حیران قتل ہم کیون غم کرین ناظم
اس سے کیا بحث کہ ہوگی شب وقت کیسی
نہ گذرد و ستا تک اپنا نہ بغیر اوسکے قرار

لئے تو نشہ مین بوسے مگر جتا کے لئے
کہ مدعی سے ملون اپنے مدعا کے لئے
ناظم خوشی تو یہہ ہے کہ وان مے حلال ہے
ہوا ہر چند گہر ویران صحرا پھر بھی صحرا ہے
اوٹھیے اور اپنا یہان سے مصلا اوٹھائیے
اچھی کہی کہ ساغر و مینا اوٹھائیے
بیچارہ کیا کرے کہ یہی رہگذار ہے
کہیے کچھ بڑہ کے بھی ہمت ہوگی
خیر آگے کو نصیحت ہوگی
زبان ہی جسکے منہہ مین اور جسکے سینہ مین دل ہے
وہ کیا کہینگے مگر یہہ کہ جا نہین کرتے
آج کہتے ہین کہ کل زہر نہ کہایا تونے
آپ جو چاہین کرین آپکی بن آئی ہے
جانا ہے بزم یار مین کل بے طلب مجھے
صحبت بگڑ گئی تو بناتے ہین اب مجھے
اک گوشہ مین پڑا ہے غم روزگار بھی
کہان جاتی رہے وہ خو محبت آزمانے کی
قسم سچی سہی پر پھر بھی کیا حاجت ہی کہانیکی
چلو ہاتہہ آئی اک تقریب اوس کوچہ مین جانیکی
موت اوسمین نہین آتی یہہ مصیبت کیسی
کس پر آئی ہے اور آئی ہے طبیعت کیسی

غصہ آئینہ دکھانے سے ہو دونا کیا خوب
یہہ نہ دیکھا کہ بگڑ جاتی ہے صورت کیسی

آئے ہین جنازہ پہ باندازِ تجاہل
سچے نہین اور وعدہ بھی جھوٹا نہین کرتے

دل لیکے ندین قیمتِ دل ایسے وہ کیا ہین
چکے ہین ابھی ہم بھی تقاضا نہین کرتے

حشر کو کھینچون ترا دامن بھلا دیکھون کہ تو
وان بھی جھنجلا کرکہے یوسف علیخان چھوڑ دے

قاتل آیا نہین کہتے ہین کہ آرام مین ہے
ملک الموت ہی آجائے وہ کس کام مین ہے

جو کہیے درد دل سنیے تو کہتے ہین کہ ہان کہیے
اوسیکو درد دل کہتے ہین جو گفتار مین آوے

یان صبح و شام دھیان مرا نامہ بر مین ہے
وان وہ اور اوسکا بستر اوسی ہگذر مین ہے

دیے ہین دو تمنے ہمکو بوسے ہم ایک جان اب فدا کرینگے
ملینگے جب حشر مین دوبارا تو قرض باقی ادا کرینگے

نثار محمد امان دہلوی فرزند سعادت اللہ معمار از شاگردان شاہ حاتم دیوانے
گزاشتہ ؎

پوچھا جو اوس نے خوش ہو کہا مینے شکر ہے
بولا کہ ہے یہہ شکر شکایت بھرا ہوا

خوبی مین ترے حسن کی کچھہ حرف تو کب ہے
لیکن یہہ ذرا خط ہے سو اصلاح طلب ہے

نساخ ابو محمد عبد الغفور خالدی امروز در کلکتہ است و باعزاز تمام بسر می برد تذکرہ اش دیدہ ام اشعار بسیارے از سخنوران دران گرد آوردہ سخن شعرا نام دارد سلیقہ انتخابش ازان پیداست ازوست ؎

میرے مرنیکا یہہ غم ہے کہ مجاور بنکر
گور پر بیٹھہ رہی مہر و وفا میرے بعد

آتے ہی اونکی جان لبون سے جو پھر گئی
کہنے لگے مرو بھی کہین جان بلب ہو تم

تم سے ہوا نہ دردِ دلِ زار کا علاج
پھر کون سے مرض کی بتاؤ دوا ہو تم

تم سے ڈرتا ہون کہین تو کی نہ نوبت آئے
آپ سے آپ لگے کہنے جواب تم مجھکو

بیبا کیون سے آتی ہے صاحب حیا مجھے
تم بھی خدا کی شان کہو بے وفا مجھے

مشکل آسان جو ہوئی دیکھکے اونکو دم نزع
بولے وہ آئی نہ آتی تو نہ مرتا کوئی

نسیم اصغر علی خان دہلوی ابن نواب آغا علی خان از تلامذۂ مومن خان و مشاہیر سخنوران است در لکھنؤ اقامت داشت دیوانے دارد در ۱۲۸۲ھ درگذشت

از وست ؎

اونہین ہٹ تہی مجھے خواہش رہا جھگڑا نہین ہان کا
وہان دامن نہین یان صاف تہا مطلع گریبان کا

حیا بڑہنے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا
اشارہ ہو کے رہجاتا ہے ہمپر مہربانی کا

کبھی آغوش مین رہتا کبھی رخسار و نبر
کاش اے آفتِ جان مین ترا آنسو ہوتا

صلح کے بعد جو سوچا تو یہہ بولا کافر
ہائے منہہ دیکھے گا اگر وہ مسلمان میرا

کہے دیتی ہین یہہ نیچی نگاہین
کہ بالائے زمین کیا کیا نہوگا

بیکسی اپنی وہ رونا تیرا
مجھکو ہنگام سفر یاد آیا

گلے مین بخت کے اونکا بہی کچہہ قصہ نکل آیا
ہوئی تہی صلح کس مشکل سے پہر جھگڑا نکل آیا

نام میرا سنتے ہی شرما گئے
تم نے تو خود آپ کو رسوا کیا

منت بہی کی مگر نہ کسی نے مری سنی
مانند قول یار مین بے اعتبار تہا

آنکھون مین ہے لحاظ تبسم فزا ہین لب
شکر خدا کہ آج تو کچہہ راہ پر ہین آپ

ہاتہہ مین خنجر کمر مین تیغ تیز
یہہ ارادے ایک مشتِ خاک پر

کس کس مصیبتوں سے ہوئی ہے نصیب مرگ
کیا کیا اوٹہائے ہین شب غم مین قضا کے ناز

دبتے ہو بوسہ تو کہین لاؤ بہی
نسیم کسی طرح سے شرماؤ بہی

نصیر شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو فرزند شاہ غریب اللہ سجادہ نشین شاہ صدر جہان رح تلمیذ میر محمدی مائل از مشاہیر سخنوران است پانزدہم و بست ونہم بزم مشاعرہ می آراست و در زمین ہاے سنگلاخ طرح میکرد در آخر عمر بہ حیدرآباد رفت و آنجا درگذشت دیوانے گذاشتہ ؎

پشت لب پر ہی ترے یہہ خط ریحان ایسا
منہہ تو دیکھو لکھے یاقوت رقم خان ایسا

سب سے ملاؤ ابرو ہم سے نفاق رکھو
اس دوستی کو اپنی بالائے طاق رکھو

دیکھہ لیتی جو اوٹھا کر ترے کیا ٹوٹتے ہاتھہ
لیلی ایسا تو نہتا پردۂ محمل بھاری

دل کا کیا مول بھلا زلف چلیپا ٹھیرے
کچھہ تری گانٹھہ گرہ مین ہو تو سودا ٹھیرے

دل یہہ کہتا ہے کہ ست یاد بتان دلواؤ
چھیڑنے کا مرے پھر آپ مزا دیکھین گے

نطق مقصود احمد کاکوروی برحال او آگہی دست ندا داین بیت چند از وست در دیوان دارد ؎

زیر زمین بھی جور فلک سے نہین نجات
مرنے کے بعد قبر مین چوری کفن گیا

قتل منظور ہے تو بسم اللہ
ڈہونڈنا کیا کسی روایت کا

بخت مین دونو کے یون تو خیر جلنا ہی مگر
شمع تو مجھسے پھر اچھی ہے کہ اوس محفل مین ہے

ہر نگاہ ناز ہے اوس حور وش کی دلنشین
جو نکلے آنکھہ سے وہ بھی ہمارے دل مین ہے

نظام نظام شاہ رامپوری جز انیقدر از اطلاع بہم نرسید ؎

انداز اپنا آئینہ مین دیکھتے ہین وہ
اور یہہ بھی دیکھتے ہین کوئی دیکھتا نہو

نواب پدر عالی گہرم امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر ترجمہ حافلہ ایشان از اسفار علوم مثل اتحاف النبلا وغیرہ توان دریافت داگر از فیما نحن فیہ آرزو داری تذکرۂ شمع انجمن پیش چشم باید گذاشت این قدر ناگزیرست کہ شاعری دون مرتبہ ایشان ست ہر نوائے کہ باصول سخنوری بر داشتہ اند یکدر تازی و پارسی ست ہر چند کہ سخنوران بسیار بودہ باشند اما سخن فہمی باین منزلت شاید کہ چشم روزگار ہم ندیدہ باشد در زبان ریختہ ہیچ از ایشان مرقوم نیست یک دو شعر از افکار عالم شباب کہ از مدتہائے دراز تحویل حافظہ خاکسارست بغرض استعارہ زیب و زینت درج این صحیفہ و نذر ارباب ذوق کردہ میشود ؎

باتون باتون مین کہا اوس نے بات ایسی چھیڑ دی
کہتے کہتے دل سے حرف مدعا جاتا رہا

غیر پوچھے ہے تو کہتے ہین مجھے
آپ بھی بندہ کے عشاق مین ہین

حضرت ناصح دل اوس بیدرد کو دون یا نہ دون
آپ تو کہئیے کہ اسمین آپکی کیا رائے ہے

سنکے دیوانہ مجھے قتل کیا اور بولے
ایسی رسوائی کے جینے سے یہہ مرنا اچھا

عبث رقیب کی تعریف مجہہ سے کرتے ہو
یہی نہ کہدو کہ اوٹھہ جاؤ میری محفل سے

جانتا ہے اونہین اے شکوہ بیرحمی یار
تا بلب آکے خبردار دعا ہو جانا

نواب تخلص نواب کلب علی خان بہادر والی رامپور ترجمہ ایشان در نگارستان سخن بہ بسط مذکور است و نیز بجہت شہرت تام حاجت بیان ندارد درین فن دستگاہے بلند و مہارتے ارجمند نصیب ایشان است استفادہ از منشی امیر احمد امیر دارند چہار دیوان از افکار ایشان ترتیب یافتہ بطبع رسیدہ مطبوع گردیدہ بیتے چند از انہا پیش نظر سخنوران است ستایش آنہا نتوان کرد ہر چہ در شعر باید و شاید موجود است و بر ارباب نظر واضح و لائح ؎

مرے ہی سامنے اغیار کی ہنس ہنسکے باتین ہون
مجھی سے ہو پہر اولٹا شکوہ میری بدگمانی کا

قابل دید ہی دن حشر کا پر اے نواب
سیر ہو جائیگی دونی جو کہین تو آیا

فرشتے عرش کے بے اختیار رو دینگے
تڑپ کے ہمنے اگر سوئے آسمان دیکھا

کیا یہان سے وہان سوا ہوگا
حشر مین بھی یہی خدا ہوگا

بچا ہوا تہا جو کچہہ تیری چال سے فتنہ
بدل کے رنگ وہی گردش زمانہ ہوا

وصال کا ہو جو وعدہ تو موت سے بھی کہون
کہ آج شب کو تجھے مین نہین بلانیکا

بے نشانی تجھے مبارک ہو
وہ پتہ پوچھتے ہین تربت کا

پہلے منہہ دیکھو آرسی مین تم
پھر سبب مجھسے پوچھو حیرت کا

دل پژمردہ کو بھی رو لین گے
وقت ہوگا جو کوئی فرصت کا

ایسے حسرت کی نگاہونسے بلایا مین نے — کہ مرے قتل کو ڈرتا ہوا جلاد آیا

وصل کا وعدہ نکرنا وقت آخر ناز سے — ورنہ جینے کے لیے اک آسرا ہوجائیگا

گالیان روز تمھین پر ہمنے سنا ہی نواب — اور کچھہ شکوہ ہوا آپکا اعزاز نیا

بعد اک مدت کے اونسے ہائے یہہ بھیجا جواب — ہم نہ سمجھے کوئی مطلب آپکی تحریر کا

حضرت نواب زاہد پر ترحم واہ واہ — حکم ہو اسکے لیے تو حشر تک تشہیر کا

چرخ سے آتی ہی اوسوقت بلا جب سب سے — پوچھہ لیتی ہے بہت آپکے شیدائی کا

کل جو مقتل مین ادا سے وہ ستمگر آیا — مین بھی تھامے ہوئے اپنا دل مضطر آیا

کس نے نواب پکارا تجھے جو تو گھر سے — ہاتھہ باندہے ہوئے رومال سے باہر آیا

تم پرین ہو تو گھر مین پھٹکنے ندون کبھی — آفت تو کیا ہے آئے اگر آسمان آپ

کہتی ہے جسکو فتنہ محشر تمام خلق — ڈرتا ہون وہ بھی کوئی تمھاری ادا نہو

انتظار نامہ بر مین ایک مدت ہوگئی — روز پھراتا ہو نمین دو چار منزل دیکھکر

وہ چیز نہین دل کہ مین دونا تو نمین دیدون — مانگو تو ذرا ناز سے پہلو مین مچل کر

دل روز نیا مانگو نہین کچھہ یہہ بڑی بات — دونگا مین اسی دلکو تمھین پھیر بدلکر

لیا ہے چشم تر نے خون عالم اپنی گردن پر — ذرا تم بھی تو رو دو حسرتونسے میرے شیون پر

سینہ مین رکھہ لین ذرا دلکی تسلی کے لیے — کہانہ جائینگے ترے نشتر کو ای فصاد ہم

قاصد کو بھیجتا ہون تو شوخی کی راہ سے — میرا ہی نامہ بھیجتے ہین وہ جواب مین

پوچھو تو کوئی بات مرے ڈھب کی مجھسے تم — دیکھو تو پھر مین کہتا ہون کیا کیا جواب مین

عجب حسرت سے دیکھا ہی سوے جانان دم آخر — رہیگی یاد اوسکو بھی نگاہ واپسین سون

ترے کوچہ مین ہی مدت سے ہمین نزع کا عالم — گھڑی ساعت کا نقشہ ہمنے دیکھا ہی نہین سون

خواہش کرون وفا کی جفا کا گلا کرون — تم میرے بسمین ہو تو خدا جانے کیا کرون

سو ظلم ہمپر ابتو ہین پر کچھہ بھی یاد ہے — کہنا وہ بے بسی مین کہ اللہ کیا کرون

ہوتی ہے رات وصل کی جس گھر مین اسکیلا
اتنی دعائین مانگین عدو نے کہ چھن گیا
خوا ہین بہی جو طلب کرتے ہین تو شوخی سے
عاشقونکو نہ ستا بہر خدا اے ظالم
بناؤ شب کے تو سب لوگ دیکھتے ہین مگر
خدا جو پوچھتا ہی حال حشر مین تو ہم
یار آتا ہے تصدق کے لئے ای واعظ
غیر کے وصل کا اوس دن مجھے آئیگا یقین
افسوس اپنے جی سے بُھلائے اوسیکو تو
شہرت تمہارے جور وستم کی ہو کسطرح
واعظ بیان کرتا ہے حورونکی گر میان
ہر بات مین نکلتے ہین پہلو نئے نئے
ہو قصر خلد بہی تو نہین قابلِ پسند
چھپاؤ شوق سے تم رازِ الفت کچھہ نہین پروا
مجھے دیکھتے ہو عبث چارہ سازو
کیا جانے نامہ بر نے مرے مجھسے کیا کہا
لے بھاگین دشتین نہ کہین میری لاش کو
پڑ گیا رعشہ دستِ قاتل مین
ہوئے ہیچین ایسے سرِ قد پر کہ بول اوٹھے
ذرا سی بات پر مر جاتے مین دم بہر مین حسرت سے
نہین ہم قابلِ الفت تو شاید

اوس سرزمین پر کوئی کیا آسمان نہین
تھوڑا سا تھا اثر جو مری دلکی آہ مین
مجھہ سے پہلے وہ رقیبونکو بُلا لیتے ہین
ان فقیرونکی تو سب لوگ دعا لیتے ہین
ہم اونکی بگڑی ادائین سحر کو دیکھتے ہین
نگاہِ یاس سے اوس فتنہ گر کو دیکھتے ہین
دے ذرا بہر خدا اپنا بہی ایمان مجھکو
پیار کر لوگے کسی دن جو مری جان مجھکو
جس دلکو تیری یاد مین اپنی خبر نہ ہو
تشہیر مری لاش اگر دربدر نہو
ایسے مین سیر ہو جو وہ گرمِ خرام ہو
سوچو تو کسطرح کوئی پہر بدگمان نہو
جس گھر مین دردِ دلسے کوئی نوحہ خوان نہو
خیر کر دینگے دو نالے سے ساری خدائیکو
ذرا میری آنکھونسے قاتل کو دیکھو
پہلو مین دل اوچھلنے لگا کیون خبر کے ساتھ
پہناؤ بیڑیان بھی عزیزو کفن کے ساتھہ
اضطرابِ دل و جگر کو دیکھہ
ذرا پوچھو تو یہہ کس کشتۂ حسرت کی تربت ہے
سمجھہ رکھو اسے تم عاشقونکی یہہ بھی عادت ہے
ملایک آئینگے عرشِ برین سے

گئے وہ غیر کے گھر ہمنشینو
قیامت کو بلالاؤ کہین سے

غضب حسرت بھری ہے اسمین ظالم
ذرا بچنا نگاہ واپسین سے

ہم ہی کو قتل کرنا تھا اگر
پھر اولٹا اوسکا شکوہ بھی ہمین سے

اتنے دن بھی گذر ہی جائینگے
کاش ہو وعدہ روز محشر کا

تم اے خضر لو راستہ اپنے گھر کا
خدا جانے ہے دھیان مجھکو کدھر کا

یہہ آیا کون کہ آتے ہی جسکے محشر مین
ہر اک طرف سے اوٹھا شور دادخواہی کا

قتل کے بعد رحم آتا ہے
یہہ پتہ ہے ہمارے قاتل کا

طلب ہے لطف سے تو ٹالنا تغافل سے
ادا سے لیتے ہین سب کام وہ اشارونکا

ہاتھ رکھ لیتے ہین آنکھون پر وہ کس انداز سے
تذکرہ کرتا ہے جب کوئی کسی بیمار کا

ادا سے بگڑنا لگاوٹ سے ملنا
یہہ انداز بھی ہے نرالا کسی کا

ہوا ہے مدتون مین وہ ستمگر مہربان اپنا
بنائے اور عالم مین مکان اب آسمان اپنا

کھو رقیب کی فریاد سے کہ دم بھر کو
ہماری آہ کو دیدے ذرا اثر اپنا

ہائے بیجرمی قاتل کی شہادت کے لئے
نام خود ہمنے لکھا ہے سر محضر اپنا

ہوا ہے عزم الہی سوے عدم میرا
بتا تو کون سے دلمین رہیگا غم میرا

عدو کا خط سمجھکر نامہ قاصد سے لیا لیکن
بہت بگڑے لفافہ سے جو خط میرا نکل آیا

سمجھونگا مین اے چارہ گر گر مرے دل سے
ارمان کوئی ہمرہ پیکان نکل آیا

کہے کام جاکون اے اجل تیری ادا پر
جو مرتے دم بھی مجھکو غمزۂ قاتل پسند آیا

کعبہ جاتے تو ہو لیکن نواب
کیا کروگے جو صنم یاد آیا

تا مجھکو نہ امید ہو اسواسطے نواب
غیرونسے بھی محفل مین اشارا نہین ہوتا

تم مرے غیر کے جھگڑے مین عبث بول اوٹھے
دیکھ لی ہوتی ذرا آج شرارت میری

جیتے جی بات نہ پوچھی کبھی اب مرنے کے بعد
پوچھتے پھرتے ہین ہر ایک سے تربت میری

اے پری دے تو ذرا ناز سے اک جام مجھے / کہ سمجھتے ہین بہت نیک مے آشام مجھے

یہی اندیشہ ہے اب کون مریگا تجھہ پر / مرگئے پر بھی نہین گور مین آرام مجھے

آجتک مے ترے طعنونسے نہ پی تھی واعظ / اوس نے منگوائی ہے لے ابتو بہلا تہام مجھے

کیسے کیسے تری وصلت مین مزے لوٹو نہین / زندہ رہنے دے اگر لذتِ دشنام مجھے

ایسی حورون کو ہمین سے ہے سلام / جنکا واعظ بھی تمنّائی ہے

آتے آتے پھر گیا مسجد سے وہ / واعظون کی آج عزت رہ گئی

پہلے روتے تھے حبابن کو لیکن / ابتو آنکھون کا اپنی رونا ہے

بسمل کی تڑپ پر نہین الزام ذرا بھی / طاقت نہین خود ساعد و بازو مین تمہارے

ہوتا نہ حیا پر شب وصل اونکو بھروسا / واقف وہ اگر ہوتے مری بے ادبی سے

دیکھنا جنکا گوارا نہین مجھکو دم بھر / ہائے وہ بھی نگہ ناز کے بسمل ہونگے

یہہ نہ سمجھے تھے کہ اک عمر کے شکوے دلسے / دو ہی باتو نمین ترے پیار کے زائل ہونگے

اغیار سے جو لطف تہا ملنے مین وہ تہا / یون ملنے کو تو مجھسے بھی وہ بارہا ملے

قاصد کی کچھہ خبر نہین نواب کیا ہوا / پُرزے تو خط کے راستہ مین جابجا ملے

امیدِ وصل ترے صدقے آج پرسش کو / وہ آتے ہین سر بالین ذرا سنبھال مجھے

کسی پہ دم نکلنے مین تو یہہ سختی نہین ہوتی / مرے سینہ سے پیکان آپکا شاید نکلتا ہی

لے تو چل اوس بزم مین اے شوقِ دید / دیکھہ ہی لینگے اوسے دل تہام کے

ہجوم شوق مین جب دلکی آرزو نکلے / کہ پردہ کعبہ کا اولٹو وہان بھی تو نکلے

تمہین تو ناز تھے نواب بار رسائی پہ / تمہارے گھر مین تو مے کے کئی سبو نکلے

کیا کہتے ہو تم ہم سے کہ کیون پھر گہر آئے / دیوانون کا کیا پوچھنا آئے جدہر آئے

کسکی یہہ شبِ وصل ہے جو شور مچاتے / سورج نہین ڈوبا ہے کہ مرغِ سحر آئے

دے عمر دوبارہ تو ہون قربان الٰہی / مقتل مین ہے اک غل کہ وہ بارِ دگر آئے

اللہ رے تری شرم کی شوخی کہ وقت دید
چوری چھپے نگاہ کریگے وہ کیا ادہر
وصل کی شب سے جن انشیا سے ٹھہری ہی تھی
عیش کا نام نہ لیتا کبھی عالم مین کوئی
کون اوٹھائیگا لطف ناکامی
غیر کو تجھ سے ہم دیکھینگے
خفا ہو کیون مرے نالون سے تم خوشی کی جگہہ
ملا ہے یار تو نواب اتنے خوش کیون ہو
تو بھی کچھہ قدر کر اسکی کہ ہوا ہے ظالم
وصل مین اوس سے بگڑ جائے تو اے ہم صنم
ستاتا ہے ہر دم نئے رنگ سے
غیر کے حال سے اوس بزم مین کیا ہمکو خبر
رات بھر وصل مین کروٹ بھی نہ بدلی تمنے
سنکے فریاد مری جانب خنجر دیکھا
اوس حیلہ گر نے کو تہی شب کے شکوہ سے
دیا ہے بوسہ اوسنے پھیر لو تو ہم جانین
آزار ندین تمکو کہ رسوا نہ کرین ہم
ہم تو جب جانینگے یہہ زہد تمہارا نواب
جنکا رونا تھا مجھے وصل مین اونکی آگے
دل دیا تھا جسے نواب نے روز اول
ابھی تو بھولے ہوئے ہو مگر یہہ یاد رہے

کیا کیا نگاہِ ناز کو چوری لگا گئی
مجھسے تو میری موت بھی آنکھین چرا گئی
ہائے کیا اونکے یہان عیش کے سامان ہونگے
ہم سے دو چار بھی ہوتے جو رولانیوالے
ہم اگر تجھسے کامیاب ہوئے
کس کی آنکھون سے یہہ ہم دیکھینگے
تمہین تو قتل کو یہہ خوب ہے بہانہ ملا
خدا ملا کوئی دولت ملی خزانہ ملا
بعد اک عمر کے ایسا دلِ مضطر پیدا
تو ادا ہنگے مرے حق مین قضا ہو جانا
زمانہ بھی تیری ادا ہو گیا
اوس سے آگاہ ہین اپنا جو کچھہ اعزاز ہوا
یہہ بھی دل لینے کا شاید کوئی پہلو ہوگا
نہ ہوا اس سے بھی خاموش تو ہنسکر دیکھا
رکھا ہے اپنا وصل قیامت کی رات پر
یہہ دل نہین ہے کہ لیجاؤ مسکرا کر تم
ہم تم سے ہون تم ہم سے تو کیا کیا نکرین ہم
آئین وہ ناز سے اور تمکو مراقب دیکھین
اب وہ نالے شبِ ہجر انہین مزا دیتے ہین
پھر وہی آتا ہے اب دیکھیے کیا دیتے ہین
نہونگے ہم تو کہوگے وہ یاد آتے ہین

جب مین نے کہا ظلم اوٹھائے نہین جاتے
جھنجلا کے یہہ کہنے لگے پھر ہمکو ستایا ہو

غیر کے آگے نہین چھیڑتے ہو تم مجھکو
انہین باتونسے تو ہوتا ہے توہّم مجھکو

دھوم ہے حشر نے برہم کئے دونون عالم
بھیجدو تم بھی ذرا اپنی خود آرائی کو

ادا سے ناز سے غمزہ سے مسکرانے سے
وہ دل کو لیتے ہین ملجائے جس بہانے سے

گر سادگی پسند ہے تمکو تو بھیجدو
اپنا بناؤ میرے مقدر کے واسطے

لیا ہے وصل کی شب جس ادا نے دل میرا
جو دیکھہ پاؤ تو صدقے ہو اوس ادا کے تم

جسپر ہزار ناز تھے نواب کو وہ دل
دو ہی اداؤن مین تری پامال ہو گیا

دلکو تڑپنے سے تسلّی ہوئی
درد جگر بڑھ کے دوا ہو گیا

ہر چند تھا عتاب عدو پر وہان مگر
دو جھڑکیونکو سنکے یہان کام ہو گیا

بھولے بنے تو ہو مگر اتنا تو سوچ لو
کیا ہو گا گر کسیکو کبھی پیار آگیا

عشق آفت ہی سہی ناصح مگر
کیا کرین بیساختہ دل آگیا

مزا بہت ہے مشکل کہتے ہو منہہ بنا کر
صدقے تمہارے منہہ کے دیکھو تو مسکرا کر

جذب دل کھینچ تو لا مین ترے صدقے جاؤن
رک گئے ہین وہ ادا سے سر محفل آکر

اجل کی سختیونکو کون دیکھے چشم حسرت سے
بندہی ہے ٹکٹکی اپنی نظر ہے روئے جانان پر

جتایا عشق تو انجان بنکے بول اوٹھے
یہہ باتین جھوٹ ہین ہم تمکو خوب جانتے ہین

تم عبث فریاد سے گھبراتے ہو وقت اخیر
ہو چکا جھگڑا ابھی دو چار آہین اور ہین

راز وصلت نہ بتاؤن تو کرون کیا ظالم
کہ مجھے غیر ترے سر کی قسم دیتے ہین

شب فراق یہہ کیا سوجھی ہے فرشتونکو
کہ آسمان کو گردش سے تھام لیتے ہین

گو نہین بھیجتے پر میرے جلانیکے لئی
روز غیرونکو وہ اک نامہ لکھا کرتے ہین

نواب مر کہین کہ یہہ قصہ تمام ہو
دن رات تیری جیب مین کب تک رفو کرین

چرچا وہان بھی کچھہ ہو ہر دم مصیبتونکا
جنت مین بھی الٰہی ایسا ہی آسمان ہو

بہت ہی ناز تمہین اپنے صبر پر نواب
وہ شوخ ایسے مین آجائے تو تماشا ہو

سو خطائین تو مین خود اپنی بتاتا ہون تجھے
زندہ جب چھوڑ کہ میری کوئی تقصیر نہو

یہہ حکم ہے مرے قاتل کا ابتو مقتل مین
کہ وقت ذبح بھی بسمل کو اضطراب نہو

عشق پنہان کا جو دعویٰ ہو تو ہو محشر مین
بات کس کام کی جو چار مین مشہور نہو

ادا سے بولے مجھکو قتل کر کے
یہہ کسکی لاش ہے اسکو اوٹھا لو

کیا کچھہ کرے یہہ فتنہ گر نواب اوسکو دیکھکر
تم دونون ہاتھونسے ذرا اللہ دلکو تھام لو

غیر سے بھی یہی عادت رہی نواب اوسکی
منع ہرگز نہ کرو وصل مین شرمانے دو

مرنیکو کہہ چکا ہون مین صبح شب وصال
اب آبرو ہے میری الٰہی سحر کے ہاتھ

بنکر شگفتہ غیر کو افسردہ تو کرون
پر کسطرح چھپاؤن مین صورت ملال کی

لینا سر سجادہ وضو کر کے ادب سے
حرمت ہے بہت رندونمین نواب سبو کی

الواو

وحشت میر غلام علی خان خلف میر رحمت اللہ خان داماد مولوی رشید الدین خان مرادآبادی مولد در بنارس و شاہجہان آباد نشو و نما یافتہ از گرامی شاگردان مومن خان بود مضامین بلندی یافت چہا خوش گفتہ است ؎

آئینہ حیرت صہبا کی سناتا ہون اوسے
گر سن سنکے رقیبون کی مے آشامی کا

منفعل ضعف جنونسے ہوئے ایسے کہ نپوچھہ
طوق آہن جسے سمجھے تھے گریبان نکلا

میرے مرنیکی خبر غیر کو یون دیتے ہین
مر گیا وحشت جانباز تری جان سے دور

دلمین عدو کے بڑہ گئی کیا الفت آپکی
کچھہ اندنونمین پہلے سے لطف و کرم نہین

سن سنکے مجھسے شکوہ لطف عدو کیا
اونکو تو کچھہ بھی رشک جفا و ستم نہین

کیون نہ باطل سمجھون اقرارِ وفا — سحر ٹپکے ہے تری گفتار سے
گذرا اس اعتمادِ محبت سے مین خدا — مجھسے چھپا ہین کاش وہ الفت رقیب کی
کہین ہو رد جفاے یار کی ہم ہون نہ بعد کے — مرے مرجانیکا اغیار کو اسواسطے غم ہے
بسکہ رنج افزاے طبع نازکِ جانان نہین — آسمان پہ ہے دماغ اس آہ بے تاثیر کا

وحشت مولوی حافظ رشید النبی فرزند مولوی حافظ حبیب النبی رتبت تخلص از اولاد حضرت مجدد الف ثانی بود رحمۃ اللہ علیہ در ۱۲۷۴ھ درگزشت و استاد مولوی عبد الغفور نساخ ست ؎

کھائیکی تو مدت سے قسم کھائی ہی ہمدم — یہہ غم ہے کہ کھاتا ہون کسی تنگ پری کا

وزیر خواجہ محمد وزیر لکھنوی خلف خواجہ محمد فقیر سلسلہ نسبتش تا خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ میرسد گزیدہ ترین شاگردان ناسخ بود بست دوم ذیقعد ۱۲۷۰ھ راہ عدم پیمود خوش فرمود ؎

سر مرا کاٹ کے پچھتائیے گا — کسکی پھر جھوٹی قسم کھائیے گا
جو کہتا ہون ترا بیمار رہون مین — تو کیا کہتا ہے کچھ اپنی دوا کر
چلا ہے او دلِ راحت طلب کیا شادمان ہوکر — زمین کوے جانان رنج دیگی آسمان ہوکر
اسی خاطر تو قتلِ عاشقان سے منع کرتے تھے — اکیلے پھر رہے ہو یوسفِ بے کاروان ہوکر
کیا غیرونکو قتل اوس نے موئے ہم رشک کے مارے — اجل بھی دوستو آئی نصیبِ دشمنان ہوکر
گذرا فلک کے پار گیا لامکان تلک — او تیر آہ بے ادبی اب کہان تلک
وصل کی رات ہے بگڑو نہ برابر تو رہو — پھٹ گیا میرا گریبان تمہارا دامن
قتل بے شمشیر او ظالم کیا — آئینہ دکھلا دیا دو ہو گئے

وفا راے کنور کشن کمار تعلقہ دار اضلاع مراد آباد و بدایون ست و شاگرد منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی ؎

وہ ظلم کرتے ہین ہم واہ واہ کرتے ہین ‌ ‌ ‌ ‌ مثل ہے آن پھنسے ہین نباہ کرتے ہین
تکلف برطرف اے جان عالم اب یہہ بیتابی ‌ ‌ ‌ ‌ حیا کو تم سمجھ لو اور خردسی ہم بنٹتے ہین

ہای ہوز

ہدایت ہدایت اللہ خان دہلوی اکتساب باطن از خواجہ میر درد درج نمودہ و نیز از خواجہ اصلاح سخن گرفتہ در ۱۲۱۵ھ ازین خاکدان رفت دیوانے گزاشتہ گفتارش صفائے دارد ؎

نہ رحم اوسکے ہے جی مین نہ دلمین اپنے صبر ‌ ‌ ‌ ‌ ہماری گذریگی کیونکر الٰہی کیا ہوگا
دیکھ اوسکی چشم مست کو دل تو بہک گیا ‌ ‌ ‌ ‌ بس میری جان وہی پیالو مین جھلک گیا
جسدم زبان پہ یار ترا نام آگیا ‌ ‌ ‌ ‌ کچھ دلکو چین جان کو آرام آگیا

ہوس میرزا محمد تقی خان خلف نواب مرزا علی خان فیض آبادی در لکھنؤ اقامت داشت شاگرد مصحفی بود دیوانے دارد خوشگو بود ؎

نزع مین ہمنے عجب طرح سے دلشاد کیا ‌ ‌ ‌ ‌ آئی ہچکی تو کہا اوس نے ہمین یاد کیا
دی مجھکو درد عشق نے غم مین بھی اک خوشی ‌ ‌ ‌ ‌ رونے پہ میرے دیر تلک وہ ہنسا کیا
رنجش کا اونہون نے بھی کیا وقت نکالا ہے ‌ ‌ ‌ ‌ مجھسے وہ بگڑتے ہین جب خوب سنورتے ہین

الیاء

یاس حافظ حفیظ الدین دہلوی بر حالش آگہی دست نداد ؎

جہانمین پھرتے ہین ہم ہر طرف سراسیمہ ‌ ‌ ‌ ‌ مگر یہہ کچھ نہین کھلتا کہ آرزو کیا ہے

یاس خیرالدین دہلوی از مومن خان و ذوق دہلوی باستفادهٔ این فن پرداخته او راست ہ

اسطرف کو دیکھتا بھی ہی تو شرمایا ہوا
اب تلک ہی آنکھہ مین شب کا سمان چھایا ہوا

زانوے یاس کہان اور سر دلدار کہان
ہمنشین بات وہ کر جسکا ہو کچھہ بھی سر پاون

ربط غیرون سے بڑہا مجھسے دغا چاہتے ہو
دلمین سمجھو تو یہہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو

عشوہ و ناز و ادا طعن سے کہتے ہین مجھے
ایک دل رکھتے ہو کس کسکو دیا چاہتے ہو

شربت وصل نہ پینے دو نہ سم کھانے دو
کیا قیامت ہے نہ جینے دو نہ مرجانے دو

بے ستم میرا وہ بیتابی سے در پر جانا
اور ترا ناز سے کہنا اسے مت آنے دو

یقین انعام اللہ خان خلف اظہر الدین خان سرہندی وطن دہلی مولد از اولاد حضرت مجدد الف ثانی بود قدس سرہ و از شاگردان میرزا مظہر علیہ الرحمہ در عہد بست و پنج سالگی بہ تہمت زنا از دست پدر خویش کشتہ شد دیوانے دارد طبع شگفتہ داشت ہ

ہر گھڑی صحرانشینی پر نکر جرأت یقین
آگئی تھی راس مجنونکو بیابانکی ہوا

بہار آخر ہوئی ہے ابتو سینے دو گریبانکو
یقین کرتا ہے کوئی اسقدر دیوانہ پن بسکر

اگرچہ عشق مین آفت ہی اور بلا بھی ہے
نرا برا نہین یہہ شغل کچھہ بھلا بھی ہے

فروغ اول تمام شد

بسم الله الرحمن الرحیم

فروغ دوم

در ذکر قافیه سنجان هندی جزاهم الله بجایزة الخیر مشق سخن هندی هرچند اتفاق نیفتاد و فرصت تسخیر سبزان این قلمرو دست بهم نداد اما سامعه را از نوای طوطیان هند حظی وافرست و ذایقه را از چاشنی شکرفروشان این گلزمین نصیبی متکاثر رموز زبان هندی در بلگرام پنج کروهی قنوج فراوان جلوه نموده اند و دماغ ها را به روایح صندل تر شگفتگی افزوده لهذا این فصل علیحده به تحریر رسید و شمامه معطری بدست بوشناسان حواله گردید **شیخ شاه محمد بن شیخ معروف فرملی** بلگرامی در روزگار اکبر بادشاه صاحب ثروت و اقتدار بود و بحکومت احصار قیام داشت و در هندی اوستاد کامل بود و گوی نکته سنجی از اقران می ربود و در سرزمین ریری چند وار حکومت محلی داشت روزی با فوج خود بعزم شکار برآمد اتفاقاً از فوج جدا افتاد و عبورش به سر دیهی واقع شد در سواد آن دیهه دختری صاحب جمال را دید که سرگین گاو را پاچه میساز نام دختر چنپا بود در ساعد خود زیوری داشت که آنرا در هندی تائیت گویند و ابریشم سیاه دران تعبیه کنند شیخ اشاره به آن زیور کرده گفت که خوب بهنور بر کنول نشسته است بهنور زنبور سیاه و کنول نیلوفر را گویند ابریشم سیاه را به زنبور و دست را به نیلوفر سرخ تشبیه داد که در رموز زبان هند مستعمل است

وعشق زنبور سیاه بر نیلوفر نزد نکته سنجان ہند مقرر چنانچہ عشق بلبل بر گل وعشق قمری بر سرو نزد اہل فرس چنپا بزبان شگفتگی جواب داد کہ بھنور نیست گوبرونده است یعنی جعل کہ در سرگین پیدا میشود شیخ ازین جواب محظوظ شد ولطف طبع او را دریافت واو را براسپ گرفته در ربود وبخانہ آورده تربیت کرد واو در نظم ہندی فایق ودر لطافت وظرافت بہ بدیہہ گوئی یگانہ برآمد تا بحدیکہ در نظم ہندی از شیخ شاه محمد سبقت برد دوہا فراوان در سوال وجواب ہر دو میان جمہور مشہور است اکثر سوال از شیخ وجواب از چنپا است واین دلیل افزونی قدرت از چنپا است کہ سوال را فی البدیہہ جواب بہم می رساند روزے شیخ شاه محمد وچنپا بر کنار دریاے نشستہ بودند شیخ شاه محمد مصراعے گفت کہ

دوہا

سوال از شیخ ‌دھوم جو اُوٹھت ترنگ مین یہہ اچرج ہم آہِ

جواب از چنپا انل روپ کوئی کامنی مجّن کر گئی ساہ

دھوم دخان ترنگ موج دریا اچرج تعجب ہم مجھکو آہ ہے انل آتش روپ شکل وطرح کامنی زن حسین ونوجوان مجّن غسل ساہ اے شاه محمد حاصل دوہا شیخ شاه محمد نے چنپا سے بمصرعہ اول سوال کیا کہ موج دریا مین دخان کا نکلنا باعث تعجب ہے چنپا نے فی البدیہہ بمصرعہ ثانی جواب دیا کہ کوئی شعلہ رو نوجوان سوختہ آتش فراق اس دریا مین غسل کر گئی ہے

ایضاً سوال وجواب سورٹھا

سوال از شیخ سیام رین مین کتنہ اوڑین چمکن کوٹ دس

جواب از چنپا من متہہ باری دیٹھہ بن پیۃ تیۃ کہوجت پھرے

سیام سیاہ یعنی تاریک رین شب چمکن کرم شب تاب کوٹ بیشمار دس اطراف من متہہ آتش شہوت باری مشتعل دیٹھہ نظر بن پیۃ بہ مہاجرت شوہر تیۃ عورت کہوجت پھریئے جویان ہے حاصل دوہہ شیخ نے چمپا سے سوال کیا کہ اس شب تار مین کرم شب تاب بے شمار اطراف مین کیون پرواز کرتے ہین اوس نے بدیہہ جواب دیا کہ انکی نظرونمین فراق شوہر نے آتش شہوت مشتعل کی ہے لہذا اپنے مطلوب کو ہر چار سو تلاش کرتے ہین *

ایضًا سوال وجواب سورٹھا

کم درگ ڈہری سنار مم آیو بہایو نین

لینہین نین پکہار ملن ہتی تو درس بن

کم کیون درگ چشم ڈہری پر از اشک ہوئے سنار زن نازنین و پارسا پکہار صاف کرنا ملن متبرّ حاصل دوہا شیخ شاہ محمد سفر سے آئے چنپا اونکو دیکہکر جوش محبت سے آبدیدہ ہوئی شیخ نے کہا کہ اے نازنین و پارسا میرا آنا تجہکو خوش نہ آیا چنپا نے فی البدیہہ جواب دیا کہ میری آنکہین تمہارے فراق مین غبار آلودہ ہو رہی تہین لہذا مین نے آب دیدہ سے اونکو صاف کرلیا کہ تماشا ر مطلوب بخوبی تمام کرین *

دوہا

سوال از شیخ جل تھن بیراگ رپ ہاری باہن سوئے
چنپا دی پرہٹائے یہہ جور ئے تہاری ہوئے

جل تہن مسدّد آب مراد از ممسک بیراگ رپ خواب ہاری دور کرنے والی رہی رائے باہن سواری حاصل دوہا شیخ نے یہہ دوہا لکھکر اندر یکان کے چنپا کے پاس بھیجا کہ جو شے ممسک و دشمن خواب اور میری سواری ہے اگر تیری راے مین مناسب ہو تو بھیجد و مراد افیون طلب کی ؛

روپ گنواون جگ ہسن تجیئے کام کی کہاد

جواب از چنپا ہون تہہ پونچھون ساہ یہہ کہان بساہے بیاد
روپ گنواون خراب کنندہ حسن جگ ہسن باعث خندہ خلق تجی کام کی کہاد قاطع شہوت بساہے خرید کی بیادہ بلا و عارضہ حاصل دوہا چنپا نے افیون بھیجدی اور لکہا کہ یہہ بلا خراب کنندہ حسن و باعث خندہ خلایق و قاطع شہوت آپنے کہان سے خرید فرمائی ہے ؛

دوہا شیخ شاہ محمد

کیھپ درشٹ اور کنج من سہج پرہ لوانت
بہر کی ہوی کہت سنجری تب بہنتی بہگونت

دوہا ایضاً

کج چھوٹی تیہ سیس سون بب کچ رہی اتنگ
مانو کچن کلس تین امرت پنت بہوئنگ

ڈاری بلجی نزدیک ہم ۱۲۵۰

کچ ہوے سر ب دونو کچ پستان اُتنگ بلند کچن کلس سبوچہ طلائی امرت آب حیات بھونگ مار سیاہ حاصل دوہا ہوے سر معشوقہ کھلے ہوئے دونون پستان پر اونچے پڑے ہین گویا مار سیاہ سبوچہ طلا سے آب حیات پیتے ہین ✤

دوہا ایضاً

ٹیپ ترا این چہر نس مانگ بنک گج راہ

بدن چند دن دیکہت ام کر بہو لو ساہ

ٹیپ گل ترا این ستارہ چہر پارچہ چونری برنگ سیاہ نس شب گج راہ کہکشان بدن چہرہ حاصل دوہا شیخ شاہ محمد دن مین رات کو ثابت کرتے ہین کہ معشوقہ پارچہ چونری سیاہ گلدار سفید جو پہنے ہوئے ہے اوسکے گلہائے کو ستارہ اور اوسکی زمین سیاہ کو شب اور مانگ کی خوبی وصفائی کو کہکشان اور چہرہ کو ماہتاب قرار دیکر کہتے ہین کہ روز روشن مین رات دیکھکر شاہ متعجب دخود فراموش ہوگیا ✤

دوہا ایضاً در صفت موے سر

ال مالا بینن گین اہ کل ڈری پتار

مرگ مدکرن کو چہو لی برن پاس تو یار

ال مالا زنبور ہاے سیاہ بینن جمع صحرا اہ کل اقسام ار ہاے سیاہ ڈری پوشیدہ ہوئی پتار زیر زمین مرگ مد مشک کرن ہر دو گوش چہونن پاس مراد کمند بے خطا حاصل دوہا اسے نازنین تیرے موے

لکند بے خطا ہین کہ بخوف اوسکے زنبور ہائے سیاہ صحرا کو فرار ہوئے اور افسام مار ہا زیر زمین پوشیدہ ہوئین اور ستک کو حلقہ بگوش کر رکہا ہے ۞

دوہا ایضاً

تِل بنکٹ بھر کُٹی ہِلن سُو سُو بہا جنیہ جاگ

اَدہر دہنک مَنوُن نِرکِھہ کی پانک پسارت کاگ

تل بنکٹ خال کج بھر کُٹی ابرو سو بہا خوبصورتی جنیہ جاگ خوش آیند دل ہے ادہر لب دہنک کمان نرکھہ دیکھکر پانک بازو پر پسارت کھولتا ہے کاگ زاغ حاصل دوہا نازنین کے ہر دو ابرو کا لطف سے باہم ملنا اور بالاے ہر دو ابرو کے خال سیاہ کج کا ہونا دلکو نہایت خوش آیندہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لب کمان کو دیکھکر زاغ خوف زدہ ہر دو بازو اپنے بارادہ پرواز بار بار کشادہ کرتا ہے خال مراد از زاغ و ہر دو ابرو مراد از ہر دو بازوے زاغ و لب مراد از کمان ۞

دوہا ایضاً

مِیٹ مِیٹ بِدہ بِدہ سچِت تُو مکھہ اُویمان لکّ

جگ بِیتی نہچِت کرتِ نہچِت بہیو سُو مکّ

میٹ میٹ مٹا مٹا کر بدہ بدہ طرح طرح سچت اطمینان خاطر اوپمان مثال لکّ لکھا جگ زمانہ دراز نہچت یقین و اطمینان مکّ گنگ حاصل دوہا تیرے چہرہ کی نظیر کو بہتون نے باطمینان خاطر طرح طرح سے لکھکر مٹا مٹا کر پہر لکھا اور نقل مطابق اصل ہین اطمینان کرنا چاہا مگر مدت دراز

گذر گئی اور اطمینان نہوا اور جسکو اطمینان ہوا وہ گنگ ہوگیا بمصداق اینکہ مصرع

آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

دوہا ایضاً

تو مکھہ پانپ امیہ ندہ دیکہت نیت نہ کات

نین بچتر اکہت بب پیوت ہون نہ اگھات

پانپ امیہ آبحیات ندہ دریا نہ کات خارج از بیان بچتر عجیب اکہت خارج از بیان بب دونون حاصل دوہا تیرے چہرہ کی خوبی دریاے آبحیات ہے کہ صفت اوسکی خارج از بیان و متعلق بہ معاینہ ہے علےٰ ہذا القیاس دونون آنکھون عجیب سیری کی یہی صفت نہین ہوسکتی کہ شب و روز اوس آبحیات کو نوش کرتی ہین اور سیر نہین ہوتین ؛

دوہا ایضاً

پریتم نین ترنگ چڑہ چہا نہہ جو میلت آی

من پارا گھٹ کوپ تین ابہر ڈہون دس جای

پریتم معشوق نین آنکھین ترنگ اسپ میلت ڈالتا ہے من دل پارا سیماب گھٹ کوپ چاہ دل حاصل دوہا ایک چاہ ہے کہ جسمین سیماب رہتا ہے وہان کے باشندہ کسی تاریخ معینہ پر ایک نازنین کو اسپ پر سوار کرکے اوس چاہ پر لیجاتے ہین وہ نازنین اسپ سوارہ اوس چاہ مین اپنے سایہ کو ڈالتی ہے یعنی جہانکتی ہے بجرد اوسکے دیکھنے کے چاہ سے سیماب جوش زن ہوکر نہایت تیزی سے اوسکا تعاقب کرتا ہے اور وہ اسپ کو نہایت

خیز کرکے جان بر ہوتی ہے ورنہ سیماب اوسکو مع اسپ چاہ مین لیجاکر غرق
کرلیتا ہے اور سیماب دوسرے گروہ حد معینہ تک اوسکا تعاقب کرتا ہے راہ مین
مردمان دہان کے اکثر مغاک کہو دیتے ہین اون مغاکون مین جا بجا پارہ
بہر رہتا ہے اوسکو وہ لوگ لیکر فروخت کرکے اپنی شکم پروری کرتے ہین ۔
شیخ شاہ محمد کہتے ہین کہ معشوقہ کی آنکھین کہ سوار شدہ اسپ شوخی ہین جسوقت
میری طرف دیکھتے ہین چاہ جسم سے دل بیقرار ہوکر مثل سیماب دونون آنکھون
معشوقہ کا تعاقب کرتا ہے کہ اونکو گرفتار کرے ؛

دوہا ایضاً

مِرگ نَینی مِرگ رَاج کَٹ مِرگ باہن مُکھ چاہ

مِرگ انگ مِرگ مَد تِلک مِرگ رِپھیت سَر ناہ

مرگ نینی آہو چشم مرگ راج کٹ یوز کمر مرگ باہن مکھ ماہ رو چاہ ہی جسکا مرگ انگ نازک اندام مرگ مد تلک قشقہ مشک مرگ رپھیت آہو فریب سرناہ تیر ہے جسکا حاصل دوہا آہو چشم یوزہ کمر ماہ چہرہ نازک اندام مشک کا قشقہ پیشانی پر لگائے ہوئے ہے کہ آہو جسکی تیر نگاہ کا کشتہ و فریفتہ ہوتا ہے اس دوہے مین لطف رعایت لفظی ہے ؛

دوہا از چینیا

سا ہا اکدن یون ہتے چیتون کہنچی کاس

بہیو کہٹولن کو سمی ایک ایک نہ پاس

اے شاہ محمد ایک دن وہ جوانی کے تہے کہ نظر آسمان پر تہی یا ایک وقت یہہ ہے

کہ چارپائی پر پڑے ہوئے یعنے حالت پیری آگئی اور علاوہ اسکے مہاجرت بھی ہے۔

دوہا چنپا

نَاہِن سَاہ بِسَارِیے پِیہ اُدَہَارِ جِیوَت

ہَم کُمُدِنِ تُم سَرَد سَسِ کَرِیَا کَرنِ سُوَت

ادہار امید جیوت زندہ ہون کمدن نیلوفر سرد سس ماہتاب موسم سرما حاصل دوہا اے شاہ محمد مجھکو فراموش مت کرو مین اس امید سے زندہ ہون کہ تم مثل ماہتاب موسم سرما کے ہو اور مین مثل گل نیلوفر کے پس مجھپر مہربانی واجب ہے ماہتاب موسم سرما نہایت صاف و روشن ہوتا ہے اور گل ہاے نیلوفر کو شگفتہ و شاداب کرتا ہے ۔

دوہا ایضاً

بِرَہ اُوسَاسَ جَرَتِ اب تیِہ گَمَت بَنِ نَاہَہ

سَنُوَنِ سَرَاوَتِ تَنَ تَپَتَ پَرَتِ جَائی وَہ مَاہَہ

برہ فراق اوساس دم گرم گمت آزاد بن ناہہ غیبت شوہرمین منون گویا سراوت سرد کرتی ہے تن جسم تپت سوزان وہ تالاب حاصل دوہا غیبت شوہرمین آزاد عورت غلیان مہاجرت سے دم بدم دم گرم کھینچ کر جلتی ہے مگر وہ دم گرم کا کھینچنا اور جلنا اوسکا اوسکو ایسا تسکین دہ ہے کہ گویا نیم سوختہ آب سرد تالاب مین غوطہ زن ہوکر فی الجملہ تسکین پاوے ۔

سید نظام الدین متخلص بہ مدھنایک بن سید علاء الدین

بن سید حمزہ بلگرامی قدس سرہ شہرۂ روزگار و در موسیقی ہندی یگانہ ادوار
بود در صحبت نکتہ سنجی و لطیفہ گوی میر مجلسی باو مسلم می شد طبع شریفش بعلوم
ہندی مائل گشت و در شہر بنارس کتب سنسکرت و بہاکا کسب نمود و مہارتے
عظیم پیدا کرد و در موسیقی ہندی از علم ناد و تال و سنگیت ساز یکتائی نواخت
محقق این فن و نایک وقت شد و دو کتاب تصنیف کرد یکے ناد چندرکا دوم
مدہنایک سنگار نقشہاے او مشہور است خواندن او کیفیتے داشت بعض
اوقات وحوش باستماع آن در مقام مستی و حیرت فرومیماندند تا بہ انسان
چہ رسد سید را با ہندو دخترے سندر نام عشق بہم رسید دختر نیز بجذب
عشق کامل دل از دست داد سید معشوقہ را گرفتہ بہ شاہ آباد برد و زیور
اسلام پوشانیدہ در حبالہ نکاح آورد غرہ رمضان سنہ یکہزار و نود و نہ
بہ گلگشت روضۂ رضوان خرامید چند کبت از وے رحم بقلم می آید ؎

کبت سکیا برنن

سنگ لاگی ڈولت مگر سرساکرن چیتون پان کو چرہر کا ہو چیتو ؎
للت رسن دب بولت کلت دنت ایکدہ بسن ادہرن بت ہتو
اوکت ہوت نہ سر یرکنتی سار چھیر کنت مکھہ کہتا کو کس کہو کہہ ہتو ؎
روس ہون سو رس ال سنپت ملن جیین دیوس مکہہ دیکھہ سا کا تنی ریتو

کبت سکلا اہارہ کا

چندرا مو دی چلی چند مکھی تن گورہ چندن کھورن کھورین ؎
دو مد جوت برئی جیت جو تہہ بانون پالی ینکہہ کو رین ؎

جانی نجات جننی جلی جات چھپی نہ بات سگندھن حورین +

ہاتھہ لین سرپنجن کون کیو سرپنج پر پنجھہ نورین +

کبت نین برنن یعنے دربیان چشم

کاری کجراری انیاری جگ موہنی کون نپٹ تاری ات ترل تربری ہین

جیسی ہین ساوک جا وک جل بھرین بھرکین سوکیسے ہوسن رہت نہ گہیری ہین

لال مدہنا یک جو ہیرو من موہنی کون نپٹ پجری پجرہ رہت نہ ہیری ہین

سالو کی سدہار سو بہا مہا دہکار ایسی ہین کی کہلونان نین پیاری ہری ہین

کجراری سرمہ آلود انیاری نوک دار تاری مردمک چشم ترل تیز و خوبصورت تربری کج و متحرک ہین ساوک بچہ ماہی جاوک زنگ سرخ مہاوریپٹ پنجر نقاب پنجر قفس سالو دوپٹہ ریشمی ہین معنی کام یعنی حسن مجسم حاصل دو ہا چشم سیاہ سرمہ آلود نوک دار مردم فریب کی ہا لکل سرخ ہین مردمک چشم اس خوبی سے متحرک ہین کہ گویا بچہ ماہیان آب سرخ مین بہ شوخی حرکت و تفرج کرتی ہون مدہنا یک شاعر کا یہہ بیان ہے کہ قفس نقاب مین بھی باز نہین آتی ہیری طرف دیکھتی اور دلکو فریفتہ کرتی ہین مزید بران دوپٹہ ریشمی سے نقاب چہرہ کی سنبھال ہین جو خوبی ہے اوسکا بیان نہین ہوسکتا بہرحال اے نازنین تیری آنکھین حسن مجسم کا بازیچہ ہین +

کبت چکھہ برنن گھونگھٹ مین دربیان چشم اندر نقاب

جو جبر آنن چت چڑہے نہ بدہی بدہ بیدن گرنتہہ نہ گای ٭

بہارتہی بہوری کری بہرین جب جوگن جوگ اتہیہ گنای

جو کمہہ جوت جگی نہ تہگی مدہنایک کہونکمت چینچل تای ٭

جہین دو کول چہبی جہلکی اچہہ براجت اچہہ رہجای

جبرانن مراد جبرئیل علیہ السلام بدہی ترکیب وصورت بدہ عقلا وفضلا بیدن کتب سماوی گرنتہہ کتب پارینہ تواریخ وغیرہ بہارتہی گویائی جب سبحہ گردانی جوگن اقسام ریاضت جوگ مرتاض مدہنایک نام مصنف چینچل تائی شوخی جہین باریک دو کول دوپٹہ ریشمی چہبی خوبی اچہہ بےمثل اچہہ چشم حاصل دو پاتری آنکہین جیسی اندر نقاب کے خوشنما ہین اونکی خوبی خیال ملایک مین نہین آتی اور نہ کتب سماوی مین انتہاے صفت اونکی پائی جاتی اور گویائی خود رفتہ ہوکر سرگردان ہے اور مرتاضون نے سبحہ گردانی وریاضت سے بہی برتر خوبی وصفت اونکی بیان کی مدہنایک کہتا ہے کہ وہ آنکہین چہرہ منورہ پر ایسی نور فشان ہین کہ حرکت نقاب مانع خوبی اونکی نہین ہوسکتی بلکہ باریک نقاب مین ایسی خوبی دربا وعدیم النظیر ہے کہ چشم جمہور فریفتہ ہوتی ہے ٭

کبت چند کی سامتا برنن یعنی دربیان داغ سیاہ ماہتاب

کوئی کہے چند کی مرکنک انک دیکہیت کوئی کہی چہایا جہت بہوتل پرکاس کی ٭

کوئی کہی اندہکار پیوہی سو دیکہیت کوئی کہی کالمان کلنک انیاس کی ٭

مدہ کہی سار ہر لینھون کرتار سب تا ہی کی سنواری بہا مان کا بہہ کی بلاس کی

تا دن تین چھاتی چھید پری ہین چھپا کر کی وار پار دیکھیت نیلتا کا ہی کی
مر کنک انک صورت آہو بہو تل زمین کا لمان سیاہی کلنک عیب
انیاس بلا تکلف مدہ مدہنا یک شاعر سار خلاصہ کرتار خالق بہا مان
عورت چھپا کر ماہتاب نیلتا سیاہی حاصل دو ہا داغ سیاہ ماہتاب
کی نسبت کسی نے بیان کیا کہ ارابہ سواری ماہتاب مین جو آہوے سیاہ ہین
یہہ اونکی سیاہی ہے اور کسی نے کہا کہ سایہ زمین کا جو ماہتاب پر پڑتا ہے
یہہ اوسکی سیاہی ہے کوئی کہتا ہے کہ ماہتاب فاسق و فاجر ہے یہہ اوس
عیب کی سیاہی بلا تکلف ہے مدہنا یک شاعر کہتا ہے کہ خالق نے ماہتاب
کا خلاصہ نور و خوبی لیکر زن مہ لقا کہ جسکو شعراے ہندی ضرب المثل خوبی
و خوبصورتی بہ کلام خود ہا کرتے ہین خلق کیا اور بوجہ نکل جانے خلاصہ نور
کے ماہتاب کے اندر سوراخ ہو گیا ہے اسواسطے سیاہی آسمان کی کہ جو
ماہتاب سے بالاتر ہے براہ سوراخ نظر آتی ہے +

دیوان سید رحمت اللہ بن سید خیر الدین بلگرامی محاسب ممتاز
بود و بہ منصب دو صدی و جاگیر از محال سائی پور سرفراز در تسلیم پور سیزدہم
ربیع الآخر سنہ یازدہ صد و ہیجدہ بہ رحمت حق پیوست در ہندی اوستاد
عصر بود در ایام حکومت جاجمؤ باد فروشی از تلامذہ چنتامن شاعر مشہور ہندی
آوازۂ کمال سید شنیدہ خود را بہ حاشیہ محفل شریفش رسانید و دو ہا انتخاب
از منظومات اوستاد خود خواند سید دران دخل فرمود وے انرا مسلم داشت
و پیش اوستاد رفت و دخل مذکور نقل کرد وے ہم اعتراف نمود دو ہا این است +

دوہا

بیئو ہرت اُرکرت ات چنتامن چت چین

وا مرگ نینی کی لکھی وا ہی کے سے نین

یعنی دل بھی لیتے ہین اور دیتے ہین چنتامن کے دل کو قرار اوس آہو چشم کی آنکھین اوسی کی مثل ہین نے دیکھین یعنے عدیم النظیر ہین انتیاالنکار کے خلاف لفظ مرگ نینی اس دوہا مین سید صاحب نے پایا لہذا دخل کیا کہ اس صفت مین مشبہ و مشبہ بہ ایک ہی ہوتا ہے لفظ مرگ نینی مین مشابہت چشم آہو کی آہو سے پائی جاتی ہے لہذا یہہ لفظ خلاف ہے چنتامن نے تسلیم کیا اور بجاے لفظ مرگ نینی لفظ سندر بنایا سندر کے معنی زن مہ لقا و نازنین کے ہین مصرعہ یہہ ہے

وا سندر کی ہین لکھی وا ہی کیسی نین

کبت چنتامن در صفت شجاعت سید رحمت اللہ

گرب گھہ سنگھہ جیون سبل گل گاج من پر بل گج باج دل ساج دہایو ٭

بجت اک بجمک گھن گھمک ڈنڈبھن کی ترنگ گھر دھمک بھوتل ہلایو ٭

بیر تہہ کہت ہیہ کنب ڈر جور سن سین تو سور جیون اور چھایو ٭

کھو جلیبائی بنج ناہ ستاہ یہہ رحمت اللہ سر ناہ آیو ٭ ٭

گرب غرور سنگھہ شیر زیان سبل صاحب طاقت گل گاج اظہار جوانمردی وغیرہ پر بل زبردست گج فیل باج اسپ دل فوج

ساج آراستہ اک چمک ایک طور پہ گھن گھمک گردون نہ شگاف دند بھن نقارہ ہاے ترنگ گھر سم سمند بھوتل زمین بیرتیہ عورات دشمنان جلپای بہ آوار بلند واستبداد ناہ شوہر حاصل دوہا اے سید رحمت اللہ تم جس وقت بغرور بہادری اظہار جوانمردی خود کرکے فوج گران اسپان و فیلان قوی ہیکل سے لیکر مثل شیر زیان یورش کرتے ہو آواز مجموعی نقارہ ہاے وغیرہ سے گردون اور سم اسپان کی ٹھوکر سے زمین ہلتی دیکھ کر اور ہر چار سو سے غوغاے فوج سنکر عورات دشمنان ترسان و لرزان باہم کہتی ہین کہ اے عورات شوہردار واپنے اپنے شوہرون سے بہ آواز بلند واستبداد کہو کہ یہہ سید رحمت اللہ تم سبھون کا سردار ہے دوسرے یہہ کہ جلد سید رحمت اللہ کی امان مین آجاؤ ؏

دوہا سید رحمت اللہ

کاری سٹکاری کری کہری سرس سکمار

لوٹن ہاری جگت کی لوٹن ہاری بار

سٹکاری دراز کہری زیادہ سرس خوبصورت سکمار نازک لوٹن ہاری تاراج کرنے والی جگت کی خلق کی لوٹن ہاری غلطان بار موے سر حاصل دوہا اے نازنین تیرے موے سر سیاہ و دراز و خوبصورت و نازک زیادہ و غلطیدہ تاراج کنندہ خلق ہین ؏

دوہا

سوہت بینی پیٹھہ پر جھینی پٹ کی بہای

لوٹت ناگن کنول دل انگ پراگ لگای

بینی چوٹی جہنی باریک پٹ بار جیہ کنول دل برگ گل نیلوفر سرخ پیراگ خاک گل حاصل دوہا چوٹی پشت پر دراز پڑی ہوئی باریک دوپٹہ کے اندر ایسی خوشنما ہے کہ گویا ناگن خاک گل جسم مین ملکر برگ گل نیلوفر سرخ پر لوٹتی ہے ناگن مراد از چوٹی خاک گل مراد از دوپٹہ باریک برگ گل نیلوفر سرخ مراد از پشت ❖

دوہا

مانگ سہاگ بہری الی ب باٹی چہب چہائے

سیام سنون گھن سیام مین چپلا لیک لکھائے

الی مصاحبہ بب دونو سیام مراد خوبصورت گھن سیام ابر سیاہ چپلا برق لیک خط حاصل دوہا دونون پٹی موے سیاہ کی درمیان مین مانگ کہ جسمین ابرق گلال بہرا ہوا ہے ایسی خوشنما معلوم ہوتی ہے کہ گویا اے سکھی ابر سیاہ مین بجلی چمکتی ہو ❖

بہو نہہ کما نہہ تان کی کت تکیت انکہائے

گڈہ من سوتن تور کی تہار وپار و پائے

تکیت دیکہتی ہے انکہا سے آزردہ ہوکر گڈہ قلعہ تہار و تیرا حاصل دوہا اب کمان ابرو کو کہینچ کر کیون آزردہ ہوکر دیکہتی ہے تونے زنان انباع کا قلعہ دل توڑ کر اپنے مطلوب کو پالیا ❖ دوہا

آن بان گو کہت ہین نینن بان سمان

دی لاگت سالت جو یہہ دیکہت ہیدہت پران

آن اور سب بان تیر نینن بان تیر نگاہ سمان برابر سالت سوراخ کنندہ بیدہت دوزندہ حاصل دوہا اور سب کہتے ہین کہ تیر نگاہ تیر کی برابر ہے یہہ بات درست نہین کیونکہ تیر جب دل پر لگتا ہے تب سوراخ کرتا ہے اور تیر نگاہ بمجرد معائینہ جگر و دل مین سوراخ کردیتا ہے ؞

ہوئی ترچھی ترچھی تکو بہتو بہامنی بھیر
جھ چیتون چت سون گڈی کاڈہت بادہت پیر

ترچھی کج ترچھی تکو نظر کج سے دیکھا بہتو مجمع بہامنی عورت کاڈہت نکالتی حاصل دوہا قول نایک کا سکھی سے کہ مطلوبہ نے مجمع عورات کے درمیان سے مجھکو کج ہوکر بنظر کج دیکھا اوسکی نظر ایسی میرے دل مین چبھی ہے کہ جسکے نکالنے سے میرے دلمین درد ہوتا ہے ؞

دوہا

سندر مکھ چو کا چمک او پان گو برنی نہ
آنند مندر مین جڑی ہیرا جڑیا مین

مکھ چو کا سلک دندان او پان تعریف و تمثیل آنند مندر خانہ خوشی جڑیا مرصع ساز مین حسن مجسّم حاصل دوہا خوشنما سلک دندان کی چمک خارج از بیان و مثال ہے گویا حسن مجسم مرصع ساز نے خانہ خوشی کو الماس سے مرصع کیا ہے ؞

دوہا

کر اوچائی جمہائی تیہ دہاری بہج بہیہ بہائی

منو چپلا دو ئی چمک ہوئی گری بہوم پرائی

کر ہاتہ اوچائی بلند کرکے جمہائی خمیازہ کنان بہج ہاتہ بہیہ بہائی
اسطرحسے چپلا برق بہوم زمین حاصل دوہا انگڑائی لیتے ہوئے
جو دونون ہاتہ اپنے نازنین نے اونچے کرکے یکایک نیچے کیئے تو ایسا معلوم
ہوا کہ گویا دو برق چمک کر زمین پہ گرین ٭

دوہا

سوبرن رنگ مہدی رچو چہلا جڑاو ساتہ

ہاتہی دیہے ساتہی کیو موہن من اون ہاتہ

سوبرن طلا جڑاو مرصع موہن فریفتہ کنندہ حاصل دوہا قول
سکہی کا سکہی سے کہ دست حنا مالیدہ جو مثل رنگ طلا ہے اور چہلا مرصع زیادہ
اوسمین خوشنما ہے وہ دست حنا بستہ اپنا اپنے مطلوب کو دکہلا کر اوسکا دل
فریفتہ کرکے اس نے اپنے ہاتہ مین لے لیا ٭

دوہا

او یان سندر نکہن کی من آدی نہین اور

اید مدہوار بند کی کلن ہین سر مور

او یان نظیر نکہن ناخن ہا ایسا مدہو جسم خروس اربند گل نیلوفر
سرخ کلن غنچہ سرمور تاج سر حاصل دوہا مثال ناخن ہاے خوبصورت

کی بجز اسکے اور خیال مین نہین آتی کہ سر غنچہ ہاے گل نیلوفر سرخ پر عروسک تاج سر ہون ؛

دوہا

چھلا چھیلی چھانگین بِب چھب بل اک ساتھ

چھلت چھیل منکو کرت چھلا کلا کی ہاتھ

چھیلی خوبصورت چھانگین خنضر بب دونو چھلت فریفتہ کرتی ہے چھیل مرد رنگین طبع وخوش وضع کلا قدرت و شعاع حاصل دوہا چھلا اور خوبصورت انگشت خنضر آن دونون کی خوبی متفق ہوکر فریفتہ کرتی ہے مرد رنگین طبع کو اور اوسکے دل کو لیتی ہے ہاتھہ مین اپنی قدرت وخوبی سے ؛

دوہا

اودر لست رُدماولی سوسن موہن بھانت

مانو سبرن پان پر کام منتر کی پانت

اودر شکم روماولی سیلی یعنی ہوے نرم شکم موہن فریبندہ بھانت طرح سبرن طلا کام منتر عمل حب پانت سطر حاصل دوہا نازنین کی شکم پر سیلے ہوے نرم فریبندہ دل ایسی خوشنما ہے کہ گویا پان طلا پر عمل حب کی سطر ہے پان طلا مراد از شکم سیلی ہوے نرم مراد از سطر عمل حب اور یہہ عمل اکثر پان پر لکھا جاتا ہے ؛

نابھہ کوپ ناگن نکس چلی کنول مکھہ چاڑہ

ٹھٹکی دیکھہ میور گرلی کچ گرکی کراڑہ

نابہ نات کوپ جاہ کنول مکھہ کلر و چاڑہ چڑہکر ٹہٹ کی ٹہری
میور گر گردن طاؤسی کچ کر کوہ پستان گراڈہ کنارہ مراد مقام پناہ حاصل دولہا
جاہ ناف سے ناگن سیلی ہوے نے نکلکر قصد چڑہنے چہرۂ ہمچو گل کا کیا مگر گردن
طاؤسی دیکہکر ڈری اور گوشۂ کوہ پستان مین جاے پناہ سمجھکر ٹہری

گوری ہوری گوری تہوری ہیں سہائی

ہوری ہوری بات سون چورت من کوائی

گوری زن مطلقا ہوری بہولی گورٹی صبیح رنگ تہوری بیس
کم عمر سہائی خوبصورت چورت چوراتی ہے حاصل دولہا معشوقہ
بہولی گورے بدن والی تہوڑی عمر کی خوبصورت اپنی بہولی بہولی باتونسے
میرے دلکو چوراتی ہے اگر

دولہا

کست سیت پچہتور یا انگ کیسری رنگ

کنک بیل سی جہلملی بال چاندنی سنگ

لسبت خوشنما سیت سفید پچہتور یا ساری انگ جسم کیسری
رنگ برنگ زعفران کنک بیل بیل طلائی جہلملی چمکتی ہے بال عورت
چاندنی سنگ چاندنی کے ساتھہ حاصل دولہا نازنین کے جسم زعفرانی
پر دوپٹہ سفید زر کار ایسا خوشنما ہے کہ گویا بیل طلائی شب ماہ مین
نور انگن ہو

دولہا

رَہِیۃ تِیۃ رَتِ بِپرِیتِ گُو یَگ گھہِ کَرِ مُنہَارَ
ہَنْسَتِ ہَنَسَتِ مُسْتَھرَاتِ دِرِگَت لَلچَاوتِ چَھوَر

رت بپریت جماع برعکس منہار خوشامد ستہرات درگ جنبش چشم از شرم رچھوار طالب حاصل دوہا طالب وقت وصال مطلوبہ کے قدم پکڑکر خوشامد کرتا ہے کہ تو بطور مرد صحبت کر اور وہ انکار کرتی ہے اور ہنستی ہے اور آنکھونکو شرم سے نیچا اونچا کرکر طالب کے دلکو زیادہ تر اپنی طرف مائل کرتی ہے ؛

جُھنجِ اُجَہائی اَنگڑائی پُن ہِیم جَنائی جُھہائے
چَٹ پَٹ ہرِ ہرِنی کُٹی ٹھگ لاڈُو دکھرائے

چٹ پٹ بہت جلد ہر ہرنی یوزکی شرمندہ کرنیوالے کٹی کمر حاصل دوہا دونون ہاتھہ اوٹھاکر خمیازہ و فازہ سے اظہار محبت کرکے بہت جلد نازک کمر والی نے ٹھگ لیا لڈو پستان دکھلاکر قاعدہ ہے کہ غارتگر لڈو زہر آلود اپنے پاس رکھتے ہین اور بروقت موقع مسافر کو کھلاکر اوسکو مارتے ہین

ہَرِ مُرلِی ہَرکی لئے دَہرِی اُرُوج بِنِین
راگ رنگی پربِین تِیۃ کری ہی پربِین

ہر چھین لی مرلی نئی مروث ارُوج پستان بنین نو پربین ہمہ دان بین مراد از مرلی حاصل دوہا مطلوبہ نے اپنے طالب

کی مُرلی چھین کر سینہ پر چھپائی جو کہ مطلوبہ راگ رنگ مین کامل فن تھی لہذا
اوسکو اپنے دل مین جگہہ دی ؛

کِھیلتِ پھاگ ہُلاس سُون بھاگ بھرِی للکھہ مانہہ

مُوٹھی دِرا اُڑ گُلال کی مَن کیو مُوٹھی مانہہ

ہلاس خوشی بھاگ بھری نیک بخت حاصل دوہا زن
نیک بخت خوشی سے ہولی کھیل رہی تھی کہ اپنے شوہر کو دیکھکر ایک مٹھی گلال
کی اوسپر ڈال کر اوسکا دل اپنی مٹھی مین لے لیا ؛

جُھک جُھک کھیلت ہی للی جھومر سکھن سماج

جھوم جھوم مَن جگت کی پرت پگن پر آج

للی زن کم سن جھومر ایک کھیل ہے کہ عورات جھک جھک کر گاتی اور باہم
کھیلتی ہین پگن پیر قدمون پر حاصل دوہا زن سے لقا کم عمر جھومر کو
باتفاق زن مصاحبون اپنی کے جھک جھک کر کھیلتی ہے بمعاینہ خوبی ایک
عالم کا دل جھوم جھوم کر اوسکے قدمونپر آ گرتا ہے ؛

دوہا

بھونہہ چڑہائے جنائے رِس جھونٹہہ مان جنائے

انہت ہی ہیتیہ مَن ہتو اُٹھن اہتہ بنائے

مان غصہ واظہار آزردگی انہت بلا وجہہ ہتو مخوف اُٹھن نیا
انھیہ آزردگی حاصل دوہا زن کرشمہ سنج ابرو چڑہا کر آزردگی

غصہ دروغ کا اظہار کر کر بے وجہ دل شوہر کو مخوف کرتی ہے نئے طور کی بے لطفی سے ٭

گھٹ لیئے گھاٹ چلی آلی نٹ کی سنگھہ ہوت

گھٹ کی پٹ کی سدہ گھٹی مٹکی مکھہ کی جوت

گھٹ سبوچہ پٹ پارچہ دوپٹہ مٹکی بڑہی حاصل دوہا ایکا دریا پر سبوچہ لیکر پانی بہرنے چلی اور اپنے مطلوب کے مقابل ہوتی ہی سبوچہ اور دوپٹہ کی سدہ جاتی رہی الافرط خوشی سے روشنی چہرہ کی بڑہ گئی ٭

للن چلن کی نام سن گری گھوم کی بھوم

پیارین پیاری لکھہ پیا پران دئی مکھہ چوم

بھوم زمین للن شوہر پران جان حاصل دوہا مطلوبہ طالب کا جانا سفر مین سنکر غش کہا کر زمین پر گری طالب نے بھی جوش محبت سے اوسکا منہہ چوم کر جان دیدی ٭

پہاگن ماس نہ آئی ہو پیاری پرانن ایس

کھوری ہوری لپٹ سنگ کھہن پران اسیس

ماس ماہ پرانن ایس مالک جان کھوری بدبخت اسیس دعا حاصل دوہا مطلوبہ اپنے طالب کو بذریعہ نامہ کہتی ہے کہ اے مالک دل و جان اگر تم ماہ پہاگن نہ آؤگے تو اس بدبخت کی جان شعلۂ ہولی سے ملکر تمکو بددعا ے خیر یاد کریگی خلاصہ یہہ کہ اگر تم نہ آؤگے تو مین بھی ہولی کے

ساتھہ جلون گی ؛

کھہ کھہ اوٹھت جری جری گھری گھری وہ بال

چلکے نیک بلو کی انہین ہت کو ہال ؛

بال عورت نیک جلد ہت محبت حاصل دوہا مصاحبہ مطلوبہ
طالب سے کہتی ہے کہ تیری مطلوبہ جو حکم طالب کا رکھتی ہے ہر ساعت جلی
جلی کھہ کھہ اوٹھتی ہے اسلئے تم ذرا چلکر اپنی محبت کے حال کو دیکھو ؛

کھت سیس کر دہر سنون سیام بام پر انیس ؛

کنٹھ نکٹ سانسک رہی سو کرت اسیس

سیس سر کر ہاتھہ بام عورت پر انیس مالک جان کنٹھہ گلو نکٹ
نزدیک سانسک دم کو جگا اسیس نابود حاصل دوہا مطلوبہ
اپنے طالب سے بذریعہ تحریر کہتی ہے کہ اے مالک دل وجان مین اپنا سر
ہاتھہ پر رکھکر یعنی آمادۂ مرگ ہوکر کہتی ہون کہ ایک دم واپسین اب گلو مین
باقی ہے اوسکو بہی آپ پورا کرنا چاہتے ہو یعنی اب تاب انتظار نہین بہت
جلد آئیے ؛

دوہا مصر دواکرین مصر ہہنس در صفت میر عبدالجلیل بلگرامی

ہوا نہ ہے اور ہوئے گا ایسو کہین سوسیل

جیسو احمد نند جگ ہوئی گیو میر جلیل

سوسیل صاحب مروت نند نام شاعر جگ دنیا حاصل دوہا

نند شاعر کہتا ہے کہ میر عبد الجلیل سا صاحب مروت اور نیک دنیا مین دوسرا نہوا ہے نہوگا میر عبد الجلیل بگرامی جدّ مادری میر آزاد رحمہ است ترجمہ شریف او در کتب میر آزاد و تذکرہ ہاے آن والا نژاد مرقوم است و شہرت فضائل و کمالات او مغنی ست از تحریر حالات رتبہ عالیش ازان برتر ست کہ بتربات شاعری سیما منظومات ہندی لب کشاید و زبان محتاط را بگفتگوے دور از کار آلاید لکن احیاناً اگر تفسیدہ جگری التماس معالجہ می کرد بنا بر جامعیت فنون تباشیری از ہندی می برآورد از منظومات عالی کمہ سکہہ است و این چند گل ازان چمن چیدہ می شود

برواچھند

الہ نام پوتھی پر لکی انہہ بھائے

جیون جڑائی کو ٹیکو بہال سُہائے

اللہ کا نام آغاز کتاب مین ایسا زیب دیتا ہے کہ جسطرح ٹیکہ طلائی مرصع پیشانی پر خوشنما ہوتا ہے

کیس پاس کی پہانس پہانسو لوگ

ایک سیام تم آو بری الک سنجوگ

کیس ہوے پاس کمند الک جو نظر نہ آوے دہم زلف حاصل دو ہا کمند زلف نے تمام مخلوق کو اسیر کیا مگر اے سیام ایک تم بچے اسوجہ سے کہ تمہارا دیکہنا خارج از امکان نظر ہے دوسرے یہہ کہ جس زلف نے تمام مخلوق کو اسیر کیا وہ تمہین ہو

پہلواری کہونگھٹ کی پاتین جات

گسمن باس بن چہانین نہین سُہات

چمن مین نقاب ڈالکر جانیکا سبب یہہ ہے کہ پہولون کی خوشبو بے چہانے ہوئے
خوش نہین آتی ہے ۵

برقع بہ رخ افگندہ برد ناز بباغش		تا نکہتِ گل بیختہ آید بہ دماغش

وا کپول نرمل تین درپن ہار
پرت انت جہوٹہی کی مکہہ مین چہار

کپول رخسار نرمل صاف انت انجام چہار خاک حاصل دوہا اوس رخسار
کے مقابلہ مین آئینہ اپنے دعوی صفائی سے ہار اظاہر ہے کہ انجام مین کاذب کے
منہہ مین خاک پڑتی ہے اور آئینہ جب مکدر ہو جاتا ہے خاک سے مجلّے کیا جاتا ہے

وا تل دیکہت نیترن باڈہت جوت
(تل) (روشنی)
رت چیکنون دیکہے ہلست گوت
(بخلک) (خوشی ہوتی ہے)

تل سے روغن نکلتا ہے اور روغن سے روشنی ہوتی ہے مگر اس تل کے دیکہنے
سے ہی روشنی چشم زیادہ ہوتی ہے اور چمک اور صفائی نظر مین لانے سے کروڑون
خوشی حاصل ہوتی ہین

لکہہ کپوت واکریوان اتہہ ابہرام
ہوئی تپت کر ڈاری سیری سیام

لکہہ دیکہکر کپوت کبوتر کریوان گردن اتہہ زیادہ ابہرام خوبصورت
تپت گرمی سے سیری تمام سیام سیاہ حاصل دوہا دیکہکر
اوسکی گردن خوبصورت کو کبوترنے گرمی حسرت سے اپنی تمام گردن کو سیاہ کرلیا

سنکھہ نا نہہ جیو موری ڈہون کیا کھوی

کری اِک جہان سبھر بوست تہان ہوی

نکھن جھلک مہدی سنگ یون دُت دین

چُنین لال مین جبین ڈاک نو ین

چُنین لال یاقوت سرخ حاصل دوہا ناخن ہاے حنابستہ کی چمک یون خوشنما ہے کہ جیسے نگین یاقوت خوش رنگ مین ڈاک نو خوشنما ہو ناخن مراد از یاقوت خوش رنگ و حنا مراد از ڈاک نو ٭

بھاو نابہہ کی سرکو کھو نجبات

کنول کلی لو مندی بھلی یہہ بات

بھاو کیفیت نابہہ ناف سر تالاب مندی سربستہ حاصل دوہا صفت چاہ ناف کی خارج از بیان ہے مثل غنچہ کی سربستہ بہتر ہے صفت اسکی ٭

بینی پیٹھہ دُوو مل متّو جو کین

لانبی چِکلی بات تن من ہر لین

بینی چوٹی پیٹھہ پشت متّو مشورہ لانبی طویل چِکلی ہمن حاصل دوہا چوٹی اور پیٹھہ نے باہم مشورہ کرکے لمبی چوڑی باتون سے دلکو فریفتہ کرلیا مراد چوٹی کی خوبی درازی اور پشت کی خوبی پہنائی نہایت لمبی چوڑی خارج از بیان ہے

پھگل جنگھہ سون مومن انکو جاے

انت باندہیت گسنی کھتین لاے

جگل دونو جنگھہ ران انت انجام گنھی گنھگار کھتین ستون ہا حاصل دوہا دونون رانو محبوبہ مین میرا دل مبتلا ہوا ہے انجام مین گنھگار ستون سے باندہا جاتا ہے

کنول سانجھہ موندت نہین کوس سکور

واچرنن کو بندت انجل جور

کوس برگ گل انجل ہاتھہ جوڑنا حاصل دوہا قاعدہ ہے کہ گل نیلوفر سرخ ہمیشہ صبح کو شگفتہ ہوتا ہے اور شام کو سربستہ میر عبدالجلیل فرماتے ہین کہ یہہ گل بوقت شام اوس معشوق کے قدمونکو ہاتھہ جوڑ کر بندگی کرتاہی سربستہ نہین ہوتا

دوہا ولہ

پھلواری جل نین سے سیچت لی لی باس

سوکھی رودکھہ پلاس کو رت بسنت کی آس

روکھہ درخت رت بسنت فصل بہار حاصل دوہا نایکا مہجور اپنے چمنستان وجود سے کہ خشکی دپز مردگی پاکر اوسکو سیل اشک سے سیراب کرتی ہے اور کیون نکرے کہ درخت خشک شدہ پلاس کو فصل بہار کی آرزو ہوتی ہے

پھولا درخت

رجنی سبھی بیہ سنگ یا دن روپ بہات

اب برہ تیم بچھری ہی یادن پکرکی بہانت

رجنی شب سجنی مصاحبہ پاون روپ پاک صورت بہات گذرتی ہے
پیرہ تیم شوہر بچھری مفارقت پک پپیہا از قسم طیور حاصل دوہا اس
نایکا کا شوہر سفر کو جانیوالا ہے لہذا اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ اے سجنی یہہ
رات جو نہایت پاک صورت ہے بہ مواصلت شوہر گذری جاتی ہے اب مفارقت
شوہر مین حالت اپنے دلکی مثل پپیہا کے پاؤن گی کر شب بیدار رہ کر پیو کہان
پیو کہان یعنی شوہر کجاست پکارتا ہے *

تو ناساکی ڈاہ کی کیر لگی جبیہ کو پنچ
رہر کہو نٹونت کری کہی دیتی چونچ

تو تری ناساناک ڈاہ حسد کیر طوطا کو پنچ زخم -

پیاری تیری چرن کی کہون کہان لو بہید
چھن بچہرت جاکی پری جہاوان چہاتی چہید

جہاوان خشتی گلی کہ جس سے پانون گہستے ہین حاصل دوہا اے
پیاری تیرے قدوم کے کہانتک بہید بیان کرون یعنی صفت کرون کہ ایک
لمحہ کی جدائی مین جہاوان کہ جو غیر ذی روح ہے اوسکا سینہ مثقب ہوگیا
سید غلام نبی ہمشیرہ زادہ میر عبد الجلیل بلگرامی ست اگرچہ حکمش در
قلمرو سخن فارسی و ہندی نفاذ دارد اما بہ تسخیر سواد اعظم ہندی نوعے پرداخت
کہ سرکشان پایۂ تخت را یک قلم از اوج غرور انداختہ میرزا مظہر جانجانان قدس
سرہ فن شعر ہندی از وے اخذ نمود از نتایج فکر اوست نسخہ سکہ صد و ہفتاد
و ہفت دوہاست کہ آنرا انگ درپن نام گذاشتہ و در ایجاد و اختراع مضامین

دقیق وخیالات نازک عجب قوت فکری صرف کردہ تمام نسخہ از اول تا آخر
تمثیلات تام دارد درسلین تخلص میکر دلین معنی محوست یعنی کسے کہ در رس
محو باشد در اینجا صد وبست وپنج دوہا از کلام او انتخاب زدہ وچند
کبت چیدہ ثبت میشود *

منگلا چرن دوہا

سُو پاوت پا جگت مین سرس نیہہ کو بہاے

جو تن من سے تلن لون بالن ہاتہ لگاے

سرس زیادہ نیہہ عشق ومحبت تن جسم من دل تلن جمع تل
بالن عورات حاصل دوہا دنیا مین عشق کا مزہ زیادہ تر وہ پاتا ہے
کہ جو جسم وجان سے مثل تلون کے بدست عورات بک جاوے یعنی مناسبت
تل کی خوبی آرایش عورات مین داخل ہے دوم یہہ کہ - بالن خوشہ ہا
کو بہی کہتے ہین اور تل ہمہ تن داخل خوشہ ہا رہتے ہین اس صورت مین مراد
یہہ ہے کہ ہمہ تن عشق عورات مین محو ہو جاوے *

دوہا جوڑا برنن

چندرمکہی جوڑ وجتی جت لیہون پہچان

سیس اُٹھایو ہی تم سس کو پاچہو جان

چندرمکہی ماہ رو جوڑ وجد جتی دیکہکر سیس سر تم تاریکی
سس ماہتاب حاصل دوہا اوس ماہ رو کا جوڑا موے سر دیکہکر
دل نے یقین کیا کہ یہہ جوڑا نہین ہے تاریکی نے سر اوٹہایا ہے ماہتاب کی نشت

سے ماہتاب مراد از چہرہ تاریکی مراد از جوڑا۔

دوہا ارن مانگ پاٹی چھبت برنن

تین مانگ نہہ ارن کن مدن جگت کو مار

است بھری پرلی دہری رکت بھری تلوار

تین عورات ارن کن سیندور مدن کامدیو یعنی حسن مجسم جگت مخلوق است سیاہ بھری سپر رکت بھری خون آلودہ حاصل دوہا فرق عورات پر مانگ سرخ نہیں ہے حسن مجسم نے خلق کو مار کر سپر سیاہ پر شمشیر خون آلودہ رکھی ہے سپر سیاہ مراد از ہر دو پاٹی و شمشیر خون آلودہ مراد از مانگ سیندوری ٭

دوہا بھونہہ اینٹھہ برنن

اینٹھن بھون او ترت دہنک یہہ اچگت کی تان

جیوں جیوں اینٹھت بھرو دہنک تیوں تیوں چڑہت ندان

دہنک کمان اچگت تعجب تان بات بھرو دہنک کمان ابرو ندان یقین حاصل دوہا کمان چڑہی ہوئی اینٹھنے سے اوتر جاتی ہے مگر جاے تعجب ہے کہ کمان ابرو جس قدر اینٹھتی ہے اوسیقدر چڑہتی ہے

دوہا کرن مکت برنن

مکت بہی گہر گھولی کی بیٹھی کان جائے

اب گہر گھوت اودر کو کیجیے کہا او پائے

حکمت مرواریدو تارک دنیا کان گوش و جنگل حاصل دوہا اے مروارید تو اپنا گہر صدف کھو کراب زیب گوش ہوا ہے اور یہان بیٹھہ کراب دوسرون کے گہر کو کھوتا ہے یعنی دل ہر یک کو مایل خوبی گوش کرتا ہے پس کیا تدبیر کیجاوے

دوسرے یہہ کہ اے مرد آزاد تو تارک دنیا ہو کر قیام پذیر جنگل ہوا ہے اور یہان بیٹھکر بہی دوسرون کے گہر کھوتا ہے یعنی جو تجہہ سے ملتا ہے اوسکو تارک دنیا کر دیتا ہے

تُرنگ دِیٹھہ آگین دَہرَن بَرنین دَل کے ساتھہ

تِیوُرِی لکھہ مُکھہ کی جگت کِیوُ چہت سب ہاتھہ

ترنگ اسپ دیٹھہ نظر برنین مژگان تیوری چتون جگت دنیا حاصل دوہا مطلوبہ اسپ نظر آگے بڑہائے ہوئے اور لشکر مژگان ساتہہ لئے ہوئے تیور دکہا کر چاہتی ہے کہ تمام دنیا کو اپنے قبضہ مین کرے

کاجر برنن

رِی مَن رِیت رِزبچترہ رَتیہ نَینَن کی چیت

بکھہ کاجر بج کہائی کی جیئہ اُورن کی لیت

ریت طور بچترہ گوناگون چیت ہوشیار رہو بکھہ زہر حاصل دوہا اے دل چشم مطلوبہ کا طور عجیب ہے تو ہوشیار ہو یہہ آنکھین کاجل کا زہر کہا کر دوسرون کی جان لیتی ہین

دوہا کاجر کورین برنن

رتیہ کا جر کورین بڈہی کیہ پورن کب بجہہ

لکہیت کہنجن اہہ کین بچہہ الکہہ پر تہہ

بچہہ قول کہنجن صعوہ اچہہ چشم بچہہ دُم الکہہ جو نظر مین نہ آوے
پر تشبیہہ ظاہر حاصل دوہا طلوبہ نے دنبالہ چشم کا جر سے بڑہا کر قول شاعرن
کو پورا یعنے سچا کیا کیا معنی کہ صعوہ چشم کی دُم جو نظر نہین آتی تہی آج ظاہر
معلوم ہوتی ہے شاعران ہندی تشبیہہ چشم کی صعوہ سے اکثر کی ہے ٭

ستہ ہین ۔۔۔ کی لالہ وری برنن

و فلک ہے اور رنگ اسکا ۔۔۔

سکمار تا برنن ۔۔۔ رنگ

لگت بات تا کو کہان ۔۔۔

نیک سانس کی جہوک مین پاس نہین ٹہرات

بات ہوا سیجہم نہایت باریک مراد از نازک بودن گات جسم سانس
نفس حاصل دوہا اوس نازنین نازک اندام کو ہوا کی برداشت کسطرح
ہو جو سانس کی ہوا سے پاس نہین ٹہر سکتی ٭

روما دل برنن دوہا

اَمل اُودر وا سگہر مین رومادل کی ہبیکہہ

پر گہٹ دیکہی سانس کی آوا گون کی ریکہہ

امل صاف اودر شکم سگہر خوبصورت روماول موے نرم زیر شکم

ناسکا بینی نٹ نٹ انکار کر کر دولٹ ہلاتہ ہلاتا ہی ہاتہ حاصل دوہا غارتگر لشکن نے بہ اتفاق حلقہ بینی کہ کمند گلوگیر ہے اور اعتبار قیام جائے مستحکم بینی کہ عالم بالا ہے تمام دنیا کو مارا ادہر وڑا تاہم تمنائے دلی کے حاصل ہونے سے دست انکار ہلاتا ہے ۰

پناری برنن ۔ دوہا

للتِ پناری کلتِ یوں دستِ ادہر سکمار

منوا ہی بہاسہ یو جہنہ ا ا

للت خوشنما پناری غلاب بالا کا لیو چہیت سب ہاتہ ماشت

یہہ معلوم ہوتا ہے جنہیں ۱ انگریں ترگان تیوری چتون جگستہ وہا

یہہ غلائی خوشنما دست کر جو پ نظر آگے بڑہائے ہوئے اور لشکر مژگاں ساتہہ لیئے ہوئے تیور دکہا کر چاہتی ہے کہ تمام دنیا کو اپنے قبضہ مین کرے

کاجر برنن

رِی مَن ریت رُبحیترہ رہتیہ نیَین کی جیت

بکہہ کاجر بج کہائی کی جیہ اُورن کی لیت

ریت طور بحیترہ گوناگون چیت ہوشیار ہو بکہہ زہر حاصل دوہا

اے دل چشم سطلوبہ کا طور عجیب ہے تو ہوشیار ہو یہہ آنکہیں کاجل کا زہر کہا کر دوسرون کی جان لیتی ہین ٭

دوہا کاجر کورین برنن

مذکورہ صدر کے دو ہلال ہین ؛

مہدی برنن دوہا

بارہ منگل راس کی سوبی سب مل آی

اُبھی ہتھیرن دس نکھن مہدی بھی بنای

بارہ منگل دوازدہ مریخ راس برج اُبھی ہر دو ہتھیرن کف دست دس نکھن دہ ناخن حاصل دوہا دسون ناخن اور دونون کف دست خضابستہ نہین ہین دوازدہ برج کے مریخ ملکر یکجا ہو گئے ہین مریخ جلاّد فلک ہے اور رنگ اسکا سرخ لہذا نسبت سرخی حنا سے ہے ؛

سکمارتا برنن دوہا

لگت بات تا کو کہان جا کو سیجھم گات

نیک سانس کی جھوک مین پاس نہین ٹھہرات

بات ہوا سیجھم نہایت باریک مراد از نازک بودن گات جسم سانس نفس حاصل دوہا اوس نازنین نازک اندام کو ہوا کی برداشت کسطرح ہو جو سانس کی ہوا سے پاس نہین ٹھہر سکتی ؛

روما دل برنن دوہا

امل اودر وا سنگھ مین روما دل کی بھیکھ

پر گھٹ دیکھی سانس کی آوا گون کی ریکھ

امل صاف او در شکم سنگھ خوبصورت روما ول موے نرم نرم شکم

بہیکہہ صورت پرگہت ظاہر سانس دم اواگون آمدرفت رکہیہ
لکیر حاصل دوہا اوس شکم صاف وخوبصورت پر ہوسے نرم نرم
نہین ہین نفس کی آمدرفت کا سلسلہ بظاہر معلوم ہوتا ہے یعنی دم کی آمدورفت
کی لکیر ہے ❊

دوہا پیٹہہ کی نال برنن

نہین پناری پیٹہہ تو دیکہون دیٹہہ بچار
دہسک گئی بہہ بہارتین بینی کی سُکمار ❊

پناری نشیب درمیان پشت دیٹہہ نظر بہہ بہار بسیار بار بہتی چوٹی
سکمار نازک حاصل دوہا تیری پشت پر نشیب جو درمیان ہین مثل
لکیر کے ہے وہ پناری نہین ہے نظر غور سے جو دیکہا تو معلوم ہوا کہ پشت
نازک تیری بار چوٹی سے دہسک گئی ہے ❊

کٹ برنن دوہا

سُنیت کٹ سُچہم نپت تکت نہ لکہت نین
دیہہ مدہ یون جانئی جیون رسنا مین بین

کٹ کمر سچہم نازک وباریک نپت زیادہ تکت نظر کرنے سے دیہہ مدہ
درمیان جسم کے رسنا زبان بین گویائی حاصل دوہا سنتے ہین
کمر تیری نہایت نازک وباریک ہے کہ باوجود معائنہ نظر نہین آتی پس
جسم مین اوسکو ایسا سمجہنا چاہیئے کہ جس طرح زبان مین گویائی ہے کہ ہے
اور نظر نہین آتی ❊

جنگہا برنن دوہا

سیس جٹا دہر موں گہہ کہڑی رہین ایکپای

اہتی تپ کدلی تو لہین نہ جنگہہ شبہای

سیس سر جٹا موی سر مو ن خاموش گہہ پکڑ کر تپ ریاضت کدلی درخت موز جنگہہ ران حاصل دوہا درخت کیلے نے سر پر بال کہ برگ ہا سے مراد ہے رکہے اور خاموشی اختیار کی اور ایک پیر سے استادہ رہا باوجود اسقدر ریاضت و محنت کے بہی تیری ران مصفا کی برابری نہین کر سکتا ؂

پگ تل برنن دوہا

لکہہ پگ تل کی مرولتا کب برنت سکچانہ

من تین آوت جیبہہ لوں بت چہالی پرجانہ

لکہہ دیکہکہ پگ تل کف پا مرولتا نزاکت جیبہہ زبان حاصل دوہا اسکے کف پا کی نزاکت اور نرمی کی تعریف مین شاعر خوف زدہ اس امر کے ہین کہ دل سے تا زبان ذکر لانے ہین بوجہہ نازکی مبادا پر آبلہ نہو جاوین پس بار تعریف کے متحمل کسطرح ہو سکتے ہین ؂

نکہہ برنن دوہا

دوت واہ وت نکہن کی بہنی گون کب الیس

پای پرت چت جاہ کو بہبو چند بیہ سیس

اُوت روشن دووت چمک نکھن جمع ناخن بھنی بیان کرے کب الیس
ملک الشعرا حاصل دوہا روشنی طلوع ہلال ناخن پا نایکا کی
صفت کوئی ملک الشعرا بھی بیان نہین کر سکتا کیونکہ پشت پا پر سر رکھنے سے
نایک کے خط ناخن سے ہلال پیشانی نایک پر نمود ہوا ؛

سرب انگ برنن دوہا

مُکھ سس سرکھ چکورا ورتن پانپ لکھ مین
یگ پنگج دیکھت بھوتر ہوت نین سم تین ؏

مکھ چہرہ سس ماہتاب ترکھ دیکھ تن جسم پانپ دریا مین
ماہی مگ قدم پنکج کنول حاصل دوہا ماہ چہرہ کو دیکھکر مثل چکور
اور دریائی جسم کو دیکھکر مثل ماہی اور نیلوفر سرخ پاے کو دیکھکر مثل بھنورے کی
آنکھین تین طرح پر ہو جاتی ہین ؛

ازرس پربودہ پریت بھاو دوہا

توہت تو تُرینہہ کو ایسجبو ہر ہیہ آئے
سرت سلل سینچت رہت سیہل ہونگی جائے

تو تیری ہت محبت نو ترنیا درخت نیہہ عشق ہیہ دل سرت یاد
سلل آب سیہل بارآور جاے تمنا حاصل دوہا تول سکھی نایکہ
کا نایکا سے کہ تیری محبت مین نیا درخت عشق کا نایک کے دل مین جما اوسکو
وہ ہردم آب یاد سے آبپاشی کرتا رہتا ہے بہ تمناے اسکے کہ بار آور ہو جاوے

سکھیا برنن دوہا

دہرت نہ جُوکی نگ جٹی یا تین اُرمین لائے

چھانہہ پری پر پُرکھہ کی جن تیہ دہرم لبائے

دہرت نہ رکھتی نہین ہے جو کی نگ جٹی دُہگدہگی مرصع اُرسینہ چھانہہ سایہ پیر پرکھہ مرد غیر جن مت تیہ دہرم عفلت زبان لسائے معدوم ہو حاصل دوہا تعویذ طلائی مرصع جواہر عورت پارسا سینہ پر اس وجہہ سے نہین پہنتی ہے کہ مبادا سایہ مرد غیر کا اس تعویذ پر پڑے اور میری عفت و پارسائی بوجہہ پڑنے سایہ مرد غیر کے جاتی رہی ٭

النکرت جوبنا مگدہا دوہا

یُون بالا جُوبن جھلک اُرجن مین درسائے

جیُون پرگٹت من کُو بچن تیہ نیترن مین آئے

بالا عورت جوبن عنفوان جوانی ار جن پستان پرگھٹ ظاہر ہوتی ہین تیہ عورت حاصل دوہا زن کم عمر دوشیزہ کی عنفوان جوانی کی چمک کا یون پستان پر نمود ہے کہ جسطرح نشاء دلی طرز نگاہ عورت سے بخوبی ظاہر ہوجاتا ہے بقولیکہ مصرع سیمائے مردم آئینہ حال باطن است

نوجوبنا مگدہا دوہا

جیُون تیہ تہہ بارھہت کلا جُوبن سسِ ادہکات

تیُون سستانس تمرگھٹ چپ دُوت پہیلت جات

سس ماہتاب سستا بچگی نس رات تمر تاریکی حاصل دوہا

جسطرح ہلال مین روز بروز ترقی نور ہوتی ہے اوسیطرح عورت عنفوان جوانی مین روزانہ خوبی حسن پیدا کرتی ہے اور جسطرح ترقی نور ہلال مین سیاہی شب کم ہوتی جاتی ہے اوسیطرح ترقی حسن جوانی عورت مین آثار طفولیت زائل ہوتے جاتے ہین ❖

یہہ یعنی ایضاً

الست ہین تو اُرج اُرنکست جہاک سُہائے

اُکس نکس سب تین کی پری جین مین آئے

الست ہین نکلی ہین تو تیری اُرج پستان اُر سینہ اکس نکس مراد انتشار حاصل دوہا تیرے سینہ پر پستان کا جلوہ نمود ہوتی ہی دیگر عورات انباع کے دلون مین دہڑکا پڑگیا کہ اب بہ نسبت ہمارے یہہ منظور نظر شوہر زیادہ تر ہوگی ❖

گیات جوبنا مگدہا دوہا

سکہن کنت لُون تنیہ نین کچ تک بہس لجات

ہا نو کنول کلی جیئی الین ہلس رہ جات

کنت شوہر کچ پستان الین بہنور ہلس خوش ہوکر حاصل دوہا جسطرح عورات اپنے شوہر کو دیکھکر شرمگین ہوجاتی ہین اوسیطرح یہہ زن نوعمر مجمع عورات مین اپنی پستان نوخیز کو دیکھکر تبسم کنان محجوب ہوجاتی ہے جیساکہ زنبور سیاہ شگوفہ گل نیلوفر سرخ کو دیکھکر دلمین نہایت خوش ہوتا ہے چشم زن نوعمر مراد از زنبور سیاہ پستان زن نوعمر مراد از شگوفہ

گل نیلوفر سرخ ؛

آگیاب جوبنا دوہا

وا دِن باندہی سانس مین ہوڑ سکھن سون لائے

سو میری یہہ ٹہور ہوئی ہیئین آستی آئے

سانس دم ہوڑ شرط ٹہور جگہہ ہیہ دل اُسی یہی حاصل دوہا یہہ نابالغ اپنی پستان کا ابہار دیکہکر اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ جو بروز فلان مین نے سکھیون سے شرط باندہ دم کو روکا تہا وہ دم میرے سینہ مین پہسکر آج اسجگہہ پر ابہرا ہے اسکو دیکھو ؛

بنوڈہا مگدہا دوہا

سکھن کہین لال آبہرن نیک نہ پہرت بام

من ہین من سکچت ڈرت بہرم لال کی نام

لال سرخ ابہرن لباس زیور و پارچہ بام عورت بھرم پس و پیش حاصل دوہا یہہ نایکا نوجوان سکھیون کے کہنے سے لباس لال زیب بدن کرنے مین انکار کرتی ہے وجہہ یہہ ہے کہ لال سرخ کو کہتے ہین اور لال شوہر کو بہی کہتے ہین مبادا یہہ سب ظرافت سے اقبال پہننے لباس لال مین اقبال مواصلت شوہر قرار دین لہذا ڈرتی ہے اور پس و پیش کرتی ہے ؛

بشربدہ بنوڈہا مگدہا دوہا

ہنست ہنست رت بات لہہ یون روی کہہ تیہہ

دکہ دکہ جیون دامنی ناچین برسے مینہہ

رت بات کلام مباشرت دامنی برق حاصل دوہا ہنگام ہمبستری شوہر یہہ نایکا کم عمر یون ہنستی روتی غصہ کرتی ہے کہ گویا بجلی چمک چمک کر ناجتی ہو اور پانی برستا ہو خندہ مراد از برق وگریہ مراد از باران ۞

پینہہ یعنی ایضاً

رتیہہ اگیان اُرگیان مین پریم نہ دیت جناے

جمن گنگ تہہ پائی کی رہی سرستی بہاے

اگیان جہل گیان علم پریم محبت حاصل دوہا نایکا کم عمر کہ ہمین بلوغ دانائی اور نقصان نادانی ہنوز نہین ہوا لہذا بوجہہ اختلاط ہر دو حالت حال اوسکی محبت کا نسبت شوہر کے معلوم نہین ہوتا جیسا کہ ابین دریاے گنگ وجمن کے وجود سرستی مفقود ہے ۞

مگدہا کی سرت آنت دوہا

یون مہجبت گو اُولا ابلن انگ بناے

ملی پہپ کی باس یون سانس نہ پائی جاے

ابلن عورات انگ جسم ملی پہپ گل مالیدہ باس خوشبو حاصل دوہا قول نایکا کی مصاحبہ کا نایک سے کہ اے صاحب کوئی زنان نوعمر کے جسم کو ایسا ملتا ہے کہ جیسا تم نے ملا یعنی جیسی ملے ہوئے پہول مین خوشبو نہین رہتی ہے ایسا ہی اسکے بدن مین دم معلوم نہین ہوتا ۞

مدہیا دوہا

پیہ تیہ پلن کپاٹ کٹ نرکھہ لیہہ درگ کور

کھلت پریم کی جور تین مندت نیم کی جور

پلن مژگان وجفن کپاٹ کواڑ کٹ سخت نرکھہ لیہہ دیکھ لی درگ کو
گوشۂ چشم پریم محبت نیم پابندی طریقہ جور زور **حاصل دوہا**
قول سکھی کا نایکا سے کہ شوہر کے جفن دربند سخت ہین انکو گوشۂ چشم سے دیکھ
یہ قوت محبت سے وا ہوتے ہین اور خود بینی سے بند ہو جاتی ہین ؛

پُنہہ دوہا

رمنی من پاوت نہین لاج پریت کو انت

دُہون اور اینچو بہرے جیون بیتیہ کو کنت

رمنی عورت پریت محبت انت انتہا بب دونون تیہ استری کنب شوہر
حاصل دوہا عورت کا دل شرم ومحبت دونون کی انتہا نہین پاتا کہ آیا
حیا مقدم کرون یا محبت لهذا دونون طرف کنچا ہوا پہرتا ہے جسطرح سے کہ
دو عورتون کا شوہر

مدہیا مانت کا ما دوہا

یون تیہ نہین لاج مین لست کام کی بہائے

لو سلل مین نیہہ جیون اوپر ہین درسائے

کام شہوت سلل آب نیہہ روغن **حاصل دوہا** نایکا کی آنکھون شرمگین
مین ہنگام مستی غلبۂ شہوت ایسا نمود ہوتا ہے کہ جیسی ڈہنیت روغن بر روے

آب ظاہر ہوجاتی ہے ؂

مدہیا کی پرت دوہا

کان پرت مرگ لون پری مرجہیہ للن کی پران

کنٹھ بہنک نوپر جہنک دہن لیتی جب تان

کان پرت بمجرد استماع مرگ لون مثل آہو مرجہیہ غفلت للن شوہر پران جان کنٹھ بہنک آواز خوش گلو نوپر جہنک آواز زنگولہ دہن کمان دہن تال تان چڑہا کر تان راگ حاصل دوہا جب مطلوبہ آواز خوش گلو سے باتفاق تال زنگولہ تان یعنی راگ لیتی یعنی آغاز کرتی ہے اوسوقت سنتے ہی شوہر مطلوبہ کا مثل آہو کے غافل وخود فراموش ہوجاتا ہے اور مثال آہو سے یہہ مراد ہے کہ آہو عاشق راگ ہے دوسرے یہہ کہ آواز خوش گلو و تال آواز زنگولہ کا قوس جب نایکا تانتی ہے اوسوقت طالب مطلوبہ کا بمجرد سننے کے مثل آہو تیر خوردہ کے غافل وخود رفتہ ہوجاتا ہے ؂

مدہیا کی سیرت دوہا

رمت رمن بیریت یون لاج مدن مین چہاک

جیون رتہ ہاکت سارتہی ڈہون لیک کو تاک

رمت مباشرت کرتی ہے رمن عورت بیریت برعکس لاج حیا مدن شہوت چہاک پر سارتھی رتہہ بان دہون دونون لیک راہ پیہہ ارادہ تاک دیکہہ کر حاصل دوہا ہنگام مباشرت

برعکس یعنی مرد نیچے اور عورت اوپر مطلوبہ شرم وشہوت دونون مین مبتلا ہوکر
دونون امر ایسے ملحوظ رکھتی ہے کہ جسطرح ارابچی ارابہ کے نشان راہ ہردو
جانب کو دیکھکر رتھہ ہانکتا ہے ٭

پروڑ ہا دوہا

جب بنتا برکھہ راس مین رب جوبن چمکائے

مدن بتن پرت دیوس بڑہ لاج سیت گھٹ جائے

نبتا عورت برکھہ راس برج ثور رب آفتاب جوبن حسن وجوانی مدن
شہوت بتن گرما پرت دیوس روز بروز بڑہ زیادہ ہوتی ہے لاج
حیا سیت سرما حاصل دوہا جب آفتاب برج ثور مین آتا ہے
روز بروز گرمی زیادہ ہوتی ہے اور سردی جاتی ہے اسیطرح عورت جب
حسن جوانی چمکاتی ہے گرمی شہوت برسر ترقی ہوتی ہے اور سردی حیا زائل ٭

پرودرہا کی سترانت دوہا

ڈہرک پری کہون ارسی نکھہ کچ سیس سہائے

ترمن چھپیو منو گر سکھر دوج نکس درسائے

ڈہرک پری علیحدہ ہوگیا ارسی چولی نکھہ ناخن کچ پستان سیس سر
ترمن آفتاب گر سکھر چوٹی پہاڑ دوج مراد ہلال حاصل دوہا انجام
مباشرت مین چولی پستان نایکا سے جدا ہوگی اور اوس نے ہاتھہ سے پستان کو
چھپایا شاعر اوسکی مثال بیان کرتا ہے کہ گویا آفتاب چھوٹے پہاڑ مین پوشیدہ
ہوا اور ماہ نو طلوع ہوکر نظر آیا آفتاب مراد از پستان و چوٹی پہاڑ مراد از دست

وہاں مراد از ناخن دست نایکا

مدہیا دہیرا دوہا

لکہت ہتی درگ کمل لیے چور بدن رب اور

اب ان انن چند ہت کر تو نین چکور

لکہت ہتی دیکہتی تہی درگ کمل لیے آنکہہ نیلوفری کرکے چور پوشیدہ بدن چہرہ رب آفتاب اور طرف آنن چہرہ ہت واسطے نین آنکہین چکور تدرو حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے کہ ابتک مین اپنی آنکہہ کو گل نیلوفر سرخ کہ جو ہمیشہ دن مین شگفتہ رہتا ہے اور رات کو غنچہ ہو جاتا ہے بناکر تمہارے چہرۂ خورشید مثال کو پوشیدہ از انظار حاسدان دیکہتی تہی اور اب اس تمہارے چہرہ ماہ تمثال کے دیکہنے کو مین آنکہہ کو چکور کہ جو عاشق ماہ ہے بناؤنگی خلاصہ یہہ کہ در پردہ شکایت غیر حاضری دن کی کرتی ہے ؛

مدہیا دہیرا دوہا

یہی بڑائی تم رکہی میری ہت ٹہرائے

ہاتہہ پرت ہو اور کی پاین پرت ہو آئے

یہی یہہ بڑائی بزرگی حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے ازراہ طعن کہ آپ میرے تو پاون پڑتے ہو آکر مگر ہاتہہ اورون کے پڑتے ہو پس یہی بڑائی میرے واسطے آپ نے تجویز کی ہے ؛

مدہیا دہیرا دہیرا دوہا

کتِ بنولیت نٹھر کی یہہ پونچہت گہہ ہاتھہ

ہور دہن انسوا گہن بوند لون جہری بات کی ساتھہ

کت کیون بنولیت نہین بولتی ہو نٹھر کی بیرحمی کرکے گہن بوند باران لون طرح حاصل دوہا نایکا اپنے شوہر کا ہاتھہ پکڑکر یہہ کہتی ہے کہ بے رحمی سے مجھہ سے کیون نہین بولتے ہو اور سیل اشک کا اوسکی آنکھونسے مثل باران کے برستا ہے بات کرنے کے ساتھہ ❊

پرورہا دھیرا

پاگ دہری پیری کہری پیہ مکھہ پری نہار

پہول چھڑی کرمین دہری آنکھہ بہری جھکار

پاگ دستار پیری کہری زرد چھیپی پیہ مکھہ چہرہ شوہر پری نہار نظر آرے جھجھکار غصہ ناک حاصل دوہا نایکا نے اپنے شوہر کو دستار چھیپی زرد باندھے ہوئے دیکھہ چھڑی پہولون کی ہاتھہ مین لی چشم غصہ ناک کی مراد یہہ کہ نایکا کو دستار زرد چھیپی ہمرنگ انباغ ناگوار معلوم ہوئی ❊

پرورہا دھیرا ادھیرا

نین لال تک رس ڈری کچھو نہ بولی بال

بانہہ گہت ہی لال اُر ہنی توڑ اُر مال ❊

نین لال چشم سرخ تک دیکھکر بال عورت بانہہ دست گہت ہے پکڑتی ہے لال شوہر اُر سینہ ہنی ماری مال مالا حاصل دوہا

نایکا اپنے شوہر کی چشم غصہ ناک دیکھکر ڈری اور کچھہ نہ بولی الاجب شوہر نے ہاتھہ اوسکا پکڑا نایکانے مالا اپنی گلی کی توڑکر سینہ شوہر پر ماری ؛

جیشٹھا و کیشتھا یعنی بزرگ و خورد

کن سکھئیر یہہ کھیل بل دینہوں تمھین سکھائے

موٹھہ مار واکی درگن موکھہ مانڈت دہائے

کن سکھئے سجیتر عجیب بل قربان مونٹھہ مشت گلال وغیرہ درگن آنکھوں مانڈت ملتی ہو دہای ذکر حاصل دوہا دو عورت چھوٹی بڑی اپنے شوہر سے کہتی ہین کہ یہہ بازی عجیب تمکو کس نے سکھلائی ہے کہ ایک کی آنکھہ مین موٹھہ گلال وغیرہ کی مارکر دوسرے کو ملتی اور عاجز کرتی ہو ؛

پروڑھا دہیرا دوہا

ڈری گانٹھہ جو بال ہیئے لیے نہ کیھون ناتھہ

پرگٹ بال مدہ گانٹھہ لون بہی گہت ہین ہاتھہ

ڈری پڑی گانٹھہ گرہ بال عورت ہیہ دل لہی نہ دریافت نہوے کیھون کسیطرحسے ناتھہ شوہر پرگت ظاہر بال ہوے مدہ درمیان لون طرح گہت پکڑتے ہوئے حاصل دوہا نایک کیطرف سے نایکا کے دلمین جو گرہ ملال پڑی تہی وہ نایک کو کسیطرح سے ظاہر نہوئی مگر جسوقت نایک نے ہاتھہ نایکا کا پکڑا اوسکی کم توجہی وغیرہ سے وہ گرہ ملال ظاہر ہوگئی جیسا کہ گرہ موئے باریک کی کہ بادی النظر مین چاہے تمیز نہوسکے مگر بال کو ہاتھہ مین لینے سے ظاہر ہوجاتی ہے ؛

اوڈھا پرکیا

نَین اَچل چل مَنج تو دُواوبدہ مَن رَنج
نج پیت لاگت کنج اَر اپیت لاگت کھنج

نین آنکھین اچل غیر متحرک چل متحرک مَنج خوش وضع تو تیری دواوبدہ دونون طرح من رنج تسکین دہ دل نج پت شوہر خود اپ پت مرد غیر کنج گل نیلوفر سرخ کھنج صعوہ حاصل دوہا اے نازنین تیری چشم خوش وضع متحرک و غیر متحرک دونو طرح سے تسکین بخش دل ہین کہ اپنے شوہر کو مثل گل نیلوفر سرخ کے غیر متحرک اور مرد غیر کو مثل صعوہ کے کہ جو ہر دم متحرک رہتا ہے متحرک معلوم ہوتی ہین ٭

انوڑھا پرکیا دوہا

رُوکھی ہو جن باس لَون چُوری دیت بنائے
بنا چڈہین سرنیہ جو چڈہیو نیہہ سر آئے

روکھی مراد خشک مزاجی ہو جن مت کر باس لَون مثل خوشبو کے نیہہ محبت و روغن حاصل دوہا قول سکھی کا نایکا ناحشتہ کم عمر سے کہ تو مجہہ سے خشک مزاجی مت کر چوری مثل خوشبو کے ظاہر ہو جاتی ہے کہ بلا چڈہے ہوئے تیل کے سر پہ کہ مراد شادی ہونے سے ہے تیرے سر پر محبت غیر چڑہی ہے آکر ٭

سامانیا

مُکتَ مال لِکھہِ دَہن کہُیو یہہ اَجگُت ہےَ نا ہنہ
گنگ تِہارَی اُر بَسئی شِو میری اُر نا ہنہ

مکت مال ہار مروارید لکھہ دیکھ کے دہن معنی آفرین عورت اجگت شاں ناموزون گنگ دریاے گنگ شو نام مہادیو اُر سینہ حاصل دوہا نایکا اپنے شوہر کو مالاے مروارید پہنے ہوئے دیکھکر ظریفانہ یہہ کہتی ہے کہ جیسے آپکے سینہ پر یہہ مالا مثل لہر دریاے گنگ کے خوشنما ہے ویسے ہی میرے سینہ پر بہی یہہ پستان کہ جو بصورت شیو ہین زیبندہ ہین اور یہہ مثال جو مین نے بیان کی ناموزون نہین ہے کہ مہادیو اور گنگا کی مناسبت ظاہر ہے ؃

اتہیہ سنہوگ وکہتا دوہا

تیری پاس پرکاس پرنہہ شباس بسائے
مُو کارن لائے نہین آپ اُگائے

پرکاس پرظاہر نیہہ سُباس عطر خوشبودار بساے خوشبودیتا ہے حاصل دوہا نایکا اپنی مصاحبہ سے بحالت مستی یہہ کہتی ہے کہ اے سکہی تیرے لباس مین ظاہر عطر خوشبودار کی نہایت خوشبو آتی ہے تو میرے واسطے کیون نہین لائی آپ ہی لگا آئی مراد میری مطلب کو کیون نہ لائی

پریم گربتا دوہا

پیہ مُورت میری سَدا اَکہین درگن بسائے
دُرپت گوری دیہہ یہہ ست سونری ہُوئی جائے

پیہ شوہر سورت سورت سدا ہمیشہ درگن آنکھون بسای جاگزین
ڈرپت ڈرتی ہے گوری دیہہ صورت صبیح مت مبادا سونری
ملیح حاصل دوہا یہ نایکا اپنی محبت کا ہونا شوہر کے دلپر یقین کرکے
اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ شوہر میرا میری صورت کو ہمیشہ اپنی آنکھون مین
بسائے رکھتا ہے لہذا مین ڈرتی ہون کہ مبادا بوجہہ سوادِ چشم شوہر رنگت
میرے جسم کی ملیح نہو جاوے ❊

روپ گربتا دوہا

جُوبَن لہہ اَن رُوپ ٹہگ اَد بُہت گتِ بہکین
آپ جگت کُو مارِکے ہتیا مُوسِر دین

جوبن جوانی ان روپ ٹہگ مراد خوبصورتی ادبہت گت حالت عجیبہ
جگت دنیا ہتیا جرم حاصل دوہا یہ نایکا مغرورِ حسن اپنی مصاحبہ
سے کہتی ہے کہ اس جوانی نے غارتگر خوبصورتی کو اپنا رفیق پاکر کیا غضب کیا
کہ تمام دنیا کو مار کر جرم اوسکا میرے سر پر قایم کرایا ❊

مانني دوہا

ڈُہرت مانِنی دِرگَن یُون آنسُو بُند بسال
مَنُو مانسر کنول تین جہرتِ مُکت کی مال

ڈہرت ڈہلتا ہے مانني نایکا ملول آنسو بند قطرات اشک بسال
خوشنما مانسر نام تالاب کہ جسمین مروارید پیدا ہوتے ہین - دنیز نام
سینہ کہ جسمین کنول دکہا رہتا ہے کنول گل نیلوفر سرخ جہرت جہڑتی ہین

حکمت کی مال ہار ہا ہے مروارید حاصل دوہا بحالت ملال نایکا کی آنکھون سے قطرات اشک مسلسل یون گرتے ہین کہ گویا تالاب مانسرسے کہ جسمین مروارید وکنول پیدا ہوتا ہے اور مراد سینۂ و دل سے بہی ہے ہار مروارید برستے ہین ؎

سوآدہین تپکا دوہا

نِرکھہ نِرکھہ پرِت دِیوس نِس تیہ چکہہ پیٹہ مکہہ اوُر

کَمَل جَان اَل ہُوت ہین سَس اَنُمان چکوُر

نرکھہ نرکھہ دیکہہ دیکھکر پیرت روزانہ دیوس نس دنرات تیہ چکہہ آنکہین ہوت ہیہ مکہہ چہرۂ شوہر اور طرف ال بہنورا سس ماہتاب انمان تصور کرکے چکور تدرو حاصل دوہا یہ نایکا خالی از خلل بیگانہ شب و روز چہرۂ شوہر کو باطمینان تمام دیکہا کرتی ہے دن مین تو چہرۂ شوہر کو کنول سمجھکر آنکھین اوسکی زنبور سیاہ کہ جو عاشق گل ہے ہوتی ہین اور رات کو ماہ کامل سمجھکر وہی آنکہین چکور کہ جو عاشق ماہ ہے ہوجاتی ہین

انکنتھا دوہا

سَکھی کہا جیہ ساج کی آج نہ آیَ نا نہہ

گرہ بُہولی کھگ لون پہری مُومن سُو جَن تا نہہ

ساج آرایش کھگ پرند حاصل دوہا قول نایکا محزون کا اپنی مصاحبہ سے کہ اے سکھی مین آرایش اپنی کیا کرون آج میرا شوہر نہین آیا افسوس کہ مثل طایر آشیان گم کردہ کے پہرتے ہونگے میرا دل او نہین مین ہے ؎

کہنڈتا دوہا

پییہ تن مکھہ لکھہ یون ڈری تیہ چکھہ آنسو آئے

منون مدہکر مکرند کون اگل کی پہر کہائے

پیہ شوہر تن طرف مکھہ چہرہ ڈری پوشیدہ ہوے چکھہ آنکھہ مدہکر بہونرا مکرند عصارۂ گل حاصل دوہا یہہ نایکا چشم پر از اشک ہوئی کہ چہرہ شوہر پر نظر پڑی بمجرد معاینہ چہرۂ شوہر دہ اشک یون غایب ہوگئے کہ گویا زنبور سیاہ عصارۂ گل کو اگل کر پہر کہا گیا ٭

پہر لبدہا دوہا

لکھہ سنکیت سونون رہی یون تیہ نار نوائے

منون بنی شیو کی کری سبل کام کون پائے

سنکیت مقام مواصلت سونو خالی نار گردن نوائے جہکائے بلسی مناجات شیو نام مہادیو کہ جنہون نے شہوت کو جلادیا سبل کام غلبہ شہوت حاصل دوہا یہہ نایکا جب حسب اقرار مقام موعود پر گئی اور اوس جگہہ کو خالی از مطلوب خود دیکہا تب گردن جہکا کر رہ گئی گویا مہادیو کو مناجات کر رہی ہے کہ تم نے کام یعنی شہوت کو جلا دیا ہے میری بہی شہوت جلادو ٭

کلنتہرتا دوہا

آلی مان آہ کی دسی جہاریو ہر کرینہہ

تیو کرودہ بس نان جہتو اب جہوٹت ہی دیہہ

الی سکھی مان ملال وغصہ آہ سانپ دسی گزیدہ نیہہ محبت کردہ غصہ حاصل دوہا قول سکھی کا سکھی سے کہ اس نایکا کو مار ملال نے کاٹا ہے اسکے طالب نے اسکو محبت کرکے جھاڑا مگر اسکا زہر ملال بوجہ غصہ دور نہین ہوا اب اوسی حالت مین اسکی جان اسکے جسم سے دور ہوا چاہتی ہے

باسک سجیا دوہا

رتیہ سکھہ سیج بچھائے یون رہی باٹ پیۃ ہیر

کھیت بنائے کسان جیون ہت مینہہ اوسیر

تیہ عورت سکھہ سیج بستر مکلف باٹ راہ کسان کاشتکار مینہہ باران اوسیر انتظار حاصل دوہا نایکا بستر مکلف بچھا کر اپنے شوہر کا اسطرح انتظار کرتی رہی کہ جیسے کاشتکار کشت کو مرتب کرکے پانی برسنے کا منتظر رہتا ہے

ابھار کا دوہا

ایسی کامن لاج مین پیۃ پین اٹکت جائے

جیسین سلتا کو سلل یون سامھین پائے

کامن زن نازنین پیۃ شوہر پین نزدیک اٹکت جائے آہستہ آہستہ جاتی ہے جیسے جسطرح سلتا ندی سلل آب یون ہوا سامھین مقابل حاصل دوہا زن خوبصورت و نازنین بسبب شرم وحیا اپنے شوہر کے پاس رکتی ہوئی آہستہ آہستہ جاتی ہے جیسے آب دریا ہوا کو مقابل پاکر آہستہ آہستہ بہتا ہے

دوہا یعنی ایضاً

انگ چھپاوت سرب سون چلی جات یون نار
کھولت بیج چھٹا چتی ڈہانپت گھٹا نہار

انگ جسم چھپاوت پوشیدہ کرتی ہوئی سرب سون سب سے بیج چھٹا برق چتی دیکھہ ڈہانپت چھپاتی ہے گھٹا ابر سیاہ نہار دیکھکر حاصل دوہا یہہ نایکا برق تمثال شب تاریک مین لباس سیاہ پہنکر سب سے اپنے جسم کو یون چھپاتی ہوئی مطلوب کے پاس جاتی ہے کہ برق درخشان دیکھکر چہرہ کو کھول دیتی ہے کہ ہمرنگ برق ہے اور گھٹا کو دیکھکر چہرہ پوشیدہ کرلیتی ہے کہ لباس سیاہ ہمرنگ گھٹا ہے ؛

پروکہت پتکا دوہا

نس جگان پر اتہہ جبت پران مجوری تال
انگ نگر مین برہ یہہ بھیو نیو کتوال ؛

نس جگان رات جگا کر پراتہہ صبح کو پران جان مجوری مزدوری حال جلد انگ نگر دیار جسم برہ ہجر حاصل دوہا اس دیار جسم مین ہجر نئی طرح کا کتوال ہوا ہے کہ رات بھر جگانے کی مزدوری مین صبح کو بعجلت جان طلب کرتا ہے ؛

لکہت پتکا دوہا

پہلین پاکہہ نہ آیہو جو آساڑہ کی مانس
پر تمہہ جہر جیت باس لون بکتی بہو سانس

پہلین پاکھ حصۂ اول یعنی نصف ماہ پر تمہ جھڑ بارانِ اول چہت باس
مراد مردہ سانس دم حاصل دوہا نایکا اپنے شوہر کو لکھتی ہے
کہ اگر نصف ماہ اساڑھ تک تم نہ آؤگے تو اول ہی بارش مین مجھکو مردہ پاؤگے

کچھت پتر کا دوہا

پیہ کی چلیت بدیس کچھو کہہ نہ سکے کٹھور

چرن انگوٹھا تین رہی داب بچھور اچھور

بچور باحیا بچھورا دوپٹہ چھور گوشہ حاصل دوہا یہ نایکا باحیا
ہنگام روانگی شوہر خود بسفر کچھ کہہ نہ سکی مگر انگوٹھے پیر سے گوشۂ دوپٹہ
شوہر کا داب کر رہ گئی ؎

کردی یہہ جو چیکنن ہرنت لائے سنیہہ

برہ اگن جو جھنک مین ہون جیت اب کیہہ

چیکنی آراستہ وصاف و روغن کردہ سنیہہ محبت و روغن برہ اگن
آتش مہاجرت جھنک ایک ساعت کیہہ خاکستر حاصل دوہا قول
نایکا کا سکھی سے کہ جس جسم کو روغن محبت طالب نے چکنا و آراستہ کیا تھا
وہ اب بہ آتش مہاجرت ایک ساعت مین خاکستر ہوا جاتا ہے ؎

اگھ کہت پتر کا دوہا

ہرآون سن پیتک مکھہ اگمن ہر کہہ سنیہہ

نکھہ سی سکھہ لون بال کی ہی چیکنن دیہہ

یتھک مسافر و قاصد سینہہ محبت نکھہ سے سکھہ لون سراپا بال عورت چکنی آراستہ و تازہ حاصل دوہا اپنے طالب کا آنا بزبان قاصد سنکر مطلوبہ کا جسم سر سے پا تک تازہ و آراستہ ہوگیا فرط خوشی و محبت سے ؁

اکچھت پت کا دوہا

آوَت لہہ گھنسیام کی آن دیس تین بات

پَھیلا ہوئے چمکن لگیو سنیہن ہی کو گات

آن دیس ملک غیر پھیلا برق نیہن محبت سے ہی دل گات جسم حاصل دوہا اس نایکا نے خبر مراجعت اپنے شوہر کی ملک غیر سے سنی بمجرد سننے کے محبت دلی سے تمام جسم اسکا مثل برق چمکنے لگا ؁

آگت پت کا دوہا

سکھی بچھرن سسر کی ہوئی لہلہی ترنت

بیل روپ پر پھیلت بھی لہہ بسنت شو کنت

سسر موسم اگہن پوس لہلہی سرسبز ترنت فوراً پرپھلت تر و تازہ بسنت فصل بہار کنت شوہر حاصل دوہا قول سکھی کا سکھی سے کہ دیکھہ یہہ نایکا بحالت سرمای ہجر کیسی افسردہ تھی اور اب شوہر کو مثل فصل بہار پاکر کیا بیل سبز کیطرح تر و تازہ ہوئی ہے ؁

آتما دوہا

کیھون اوگن انگ کو لکھین نہ ہت کی جور

پیہ مینک مکھہ کی بھی رونی نین چکور

ہت محبت پیہ شوہر مینک ماہتاب رونی عورت حاصل دوہا

یہہ نایکا فرط محبت سے اپنے شوہر کے عیوب ظاہر و باطن پر نظر نہین کرتی

ہر وقت اوسکے چہرہ ماہ کو اپنی چشم چکور سے دیکھا کرتی ہے ؛

مدہما دوہا

پیہ سنگہہ رہت بمکھہ بمکھہ ہوئی جات

تیہ درپن پرت بنب لون تیری گت درسات

سنکھہ بمقابلہ و مہربان بمکھہ غیبت و نامہربان درپن آئینہ پرت بنب

عکس آئینہ گت حالت درسات معلوم ہوتی ہے حاصل دوہا یہہ نایکا

بحالت حضوری شوہر فرمان بردار رہتی ہے اور غیبت شوہر مین نافرمان

مثل عکس آئینہ کے کہ مقابل کے مقابل رہتا ہے اور غیبت مین غایب ؛

ادہما دوہا

جیون جیون آدر سون للن پاین دیت بنای

تیون تیون بہامن مین لون کہن کہن اینٹہت جای

آدر خاطرداری پانپ دریا بہامن عورت مین ماہی لون طرح

کہن کہن ساعت بساعت حاصل دوہا خاوند عورت کیواسطے جس طرح

کہ دریاے محبت و خاطرداری آراستہ کرتا ہے اوسی ادسی طرح یہہ نایکا

بد روش مثل ماہی کے اینٹھتی جاتی ہے ؛

پت نایک دوہا

جب تین لالن رون کو گون لی آئے سنگ

تب تین شیو لون آپنے کر را کہی ار دہنگ

لالن شوہر رونی عورت گون مکلاوہ ارد ہنگ د نصف جسم
حاصل دوہا جب سے یہہ مرد اسکی عورت کو اپنے گھر مکلاوہ کرکے لایا اوس
روز سے مثل مہادیو کے عورت کو اپنا نصف جسم قرار دیکر پاس رکھتا ہے ؛

انکول نایک دوہا

نئی بسن جب ہون سجون تب پیہ بہرم لجانہہ

بن پیہ کہے دہن بچن کی ہیر سکت ہین ناہہ
نئی بسن پارچہ نو طیار بہرم تک دہن آواز ہیر سکت دیکھتی
حاصل دوہا قول نایکا کا سکھی سے کہ جب مین پوشاک نئی پہنتی ہون
تب شوہر میرا اشک لاکر عورت غیر سمجھکر شرماتا ہے اور جب تک میری آواز
نہ سنے پہچان نہین سکتا ہے ؛

دچھن نایک دوہا

دچھن ساگر دہن کی سم برنت ہین پریت

وہ ندین یہہ تین شون لت ایکہی ریت
دچھن دچین نایک ساگر دریاے شور دہن دونون کی سم برابر برنت ہین

بیان کرتی ہین پریت محبت ندین ندی ہا تین عورات حاصل دوہا
دریاے شور اور اس دہہن نایک یعنی مرد عیاش کا ایک ہی طریقہ ہے کہ
جیسا دریا مین جو ندی آوے مل جاتی ہے ایسا ہی اس نایک کے پاس جو
عورت آوے اوس سے ملتا ہے ؛

سٹھہ نایک دوہا

ہیر ہیر مکہہ پہیر کت تانت بہو نہہ ندان
بانن بدہ کا ہون نہین راکہی چڑہی کمان

ہیر ہیر دیکہہ دیکہہ ندان نادان بانن بدہ تیر سے مارکر حاصل دوہا
قول نایک کا نایکا سے کہ مجھکو دیکہہ دیکہہ منہہ پہیر پہیر کر بہو نہہ کو کیون
تانتی ہے تیرون سے مارکر یعنی شکار مار کر کمان کو کوئی چڑہا ہوا نہین
رکہتا ہے ؛

دہرشٹ نایک دوہا

کالہہ گیو ہے آپہین مو سر سوہین کہاے
آج سیس جاوک لیین پہر لوٹت ہی پاے

سوہین قسم سیس سر جاوک رنگ مہاور حاصل دوہا
نایکا اس نایک بے حیا سے کہتی ہے کہ کل تو میرے سر کی قسم کہا گیا ہے کہ
دوسری نایکا سے تعلق نہ رکھونگا اور آج پہر نشان مہاور پاے دوسری
عورت کا سر پر لگا کر میرے پیرون پر لوٹتا ہے ؛

اوپیت نایک دوہا

آئے وہ پانپ بھری رمنین آج انہان

جہہ بوڈن نکسن لکھین نکست بوڈب بران

پانپ بھری پُراز آب وتاب رمنین عورت حاصل دوہا
قول نایکا سکھی سے کہ یہہ نایکا بہ آب وتاب غسل کرنے کو آئی کہ جسکے غوطہ
لگانے اور سر باہر نکالنے سے میری جان ڈوبتی اوچھلتی ہے +

بیسک نایک دوہا

لال ادہر ہیرار دن جنہہ سیرن تن ساتھہ

دیجیے کنہہ دہن لیائے جو کیجیے تہہ دہن ہاتھہ

لال ادہر یاقوت لب ہیرار دن الماس دندان سیرن تن جسم طلائی
حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے کہ تمہارے لب یاقوت دندان الماس
جسم طلائی اس مال سے مجھکو کون چیز دوگے جو دوا وسی کی طرف اپنا ہاتھہ
بڑہاؤن +

روپ ماتی مانک دوہا

بار بار ہیرت کہا درپن مین چت لائے

نیک لکھو نج بدن شون رادہی بدن ملائے

ہیرت دیکھتی درپن آئینہ بدن چہرہ حاصل دوہا
قول سکھی کا نایک سے کہ تم بار بار غور سے آئینہ کیا دیکھتی ہو ذرا اپنے چہرہ
کو چہرۂ مطلوبہ سے ملاکر تو دیکھو +

پروکہت نایک دوہا

اگن روپ بن رہی برہ کت جارت ہی موہ

تیہ تن پانپ پائے کی بور مار ہون توہ ٭

اگن روپ شعلۂ آتش بن نبکر رہی برہ اے ہجر کت کیون جارت جلاتا ہے موہ مجھکو تیہ عورت تن پانپ دریائی جسم بور مار ہون غرق کرکے مارون گا حاصل دوہا نایک کا قول کہ اے ہجر تو شعلہ آتش نبکر مجھکو کیون جلاتا ہے یا درکھہ کہ دریائی جسم عورت کا پاکر تجھکو غرق کرکے مار ڈالونگا ٭

سرون درشن دوہا

جب تین موہ سنائی تون کہے کانہہ کی بات

تب تین درگ مرگ لون چلی کانن ہین کون جات

درگ آنکھہ مرگ آہو کانن جنگل و گوش حاصل دوہا قول نایکا کا سکھی سے کہ جسوقت سے تونے میرے مطلوب کا پیام مجھے سنایا ہے اوسوقت سے میری آنکھین مثل آہو کے کانن کیطرف رجوع ہین باین تمنا کہ گوش مراد دلی اپنے حاصل کر چکے اور ہم محروم ہین ٭

سپن درشن دوہا

جاگت جو رجو پائے دوڑ لاگے ساتہہ

سپنین کو چت چور کب آوے اپنین ہاتہہ

ک بمعنی گوش و جنگل ۱۲

چت چور دل کا چورانیوالا حاصل دوہا قول نایکا کا سکھی سے کہ بیداری مین جو چور آوے دوڑ کر اوسکے ساتھہ جا سکتے ہین مگر خواب مین جو دلکا چورانے والا آوے اوسکو کیونکر پکڑے ؀

چتر درشن دوہا

چِتْرَہ چِتوَت چِتر یُون رَہے ایک ٹک جُوئے
مِتر بِلوکت رَاورِی کہوُ کُون گَت ہُوئے

چترہ تصویر کو چتوت دیکھتی چتر عقیلہ یون اسطرح ایک ٹک ٹکٹکی سے جوی دیکھہ متر دوست بلوکت دیکھتی راوری آپ کی حاصل دوہا قول سکھی کا نایکا سے کہ اے عقیلہ تو تصویر دوست کے دیکھنے مین ہمہ تن مصروف ہوکر خود فراموش ہورہی ہے پس جب دوست کو دیکھے گی اوسوقت کیا تری حالت ہوگی

سونپکہہ درشن دوہا

جیُون بِیہ دِرگ آل بھنوت تِیہ بدن کمل کی اُور
تیُون بِیہ مُکہہ سَس کِی بِہی تِیہ کی نین چکور ؀

درگ آنکھہ ال زنبور سیاہ بھنوت بلاگردان بدن چہرہ سس ماہتاب حاصل دوہا جسطرح گل چہرہ مطلوبہ پر چشم طالب مانند زنبور سیاہ کے بلاگردان ہوئی ہین اوسیطرح طالب کے ماہ چہرہ کو چشم مطلوبہ مثل چکور بہ محبت تمام دیکھتی ہین ؀

دوتی برین دوہا

یہ لیجے سُکھہ گھنیام ہوُن آج پون کی رنگ

اُنہہ چپلا چمکائے ہوُن لیائے تہاری انگ

گھنیام نام طالب وابر سیاہ پون کی رنگ مثل باد چپلا برق تہاری انگ تمہارے جسم مین حاصل دوہا دلالہ کہتی ہے کہ اے گھنیام تو آج خوشی ولطف زندگی حاصل کرین مثل باد اوس برق یعنی تیری مطلوبہ کو اوڑا لاکر تیرے جسم ہمرنگ ابر سیاہ مین چمکاؤنگی یعنی تجہہ سے ملاؤنگی ؎

نایکا کی استت

کسک کسک پوچھت کہا جسک مسک انمان

کھسک جائے گی ٹھسک یہہ نیک سسک سُن کان

کسک کسک از راہ درد جسک جُثّہ مسک پشہ انمان خیال کرکے کھسک جای گی جاتی رہے گی ٹھسک خود بینی نیک ذرا سسک آواز سسکی حاصل دوہا قول نایکا کی سکھی کا نایک سے کہ تم نایکا نازنین کے جُثّہ کو مثل پشہ سمجھکر غرور سے بطاہر از راہ درد کیا پوچھتی ہو یہہ آپکا غرور ادسکی ذرا سسکی کی آواز سننے مین ہی جاتا رہیگا ؎

برہ نویدن دوہا

کہا کہوُن وا کی دسا جب کہگ بولت رات

پیو سُنت ہین جیت ہی کہان سُنت مرجات

کہگ پرندمراد پپیہا دسا حالت حاصل دوہا قول سکھی کا نایک سے

کہ اوس نایکا کی حالت ناگفتہ بہ ہے یعنی پپیہا جو رات کو پیو کہان بولتا ہے جس وقت لفظ پیو کا سنتی ہے زندہ ہو جاتی ہے اور لفظ کہان کے سنتے ہی مرجاتی ہے۔

بسنت رت برنن

کہوُن لیاوت بکست کسم کہوُن ڈولاوت بائے

کہوُن بچھاوت چاندنی مُدہ رتُ داسی آئے

لیاوت لاتی ہے بکست شگفتہ کسم گلہا ڈولاوت بائے کرتی ہے ہوائے مرغوب مدہ رت فصل بہار داسی خادمہ حاصل دوہا گاہ ہوائے مرغوب اور گاہ گلہائے شگفتہ کو لاتی ہے اور گاہ فرش چاندنی آراستہ کرتی ہے یہہ خادمہ فصل بہار وارد ہوکر ❊

تربدہ بات برنن دوہا

سرور مانہہ انہائے اُر باگ باگ برمائے

مند مند آوت پون راج ہنس کی بہائے

سرور تالاب مانہہ مین انہائی غسل کرکے اُر اور باگ ماگ باغ باغ برمائے استراحت کرکے مند مند آہستہ آہستہ پون ہوا راج ہنس نام جانور پرند کہ خرامش بس پسندیدہ شل ہوتی ہے حاصل دوہا تالاب مین غسل کرکے بس سرو اور باغون مین سیر و استراحت کرکے بس معطر آہستہ آہستہ ہوائے سہ گانہ شل راج ہنس کے خوش خرام چلی آتی ہے ❊

باگ برنن

کلپ برچھہ تین سرس تو باگ درن کو جان
ساگر بکسو لکھن کو جل جنترن سس آن

کلپ برچھہ درخت طوبےٰ سرس زیادہ باگ درمن درختان باغ ساگر دریا جل جنتر نل آب وفوارہ مس حیلہ حاصل دوہا درخت طوبےٰ سے درختان تیرے باغ کو بہتر تصور کرکے دریا بہ تمنا ر مشاہدہ ازرا فوارہ نکلا ہے

گریکھم رت برنن دوہا

ڈہوپ چٹک کر چیٹک اَر پہانسی پون چلائے
مارت دوپہر بیچ تیہ یہہ گریکھم ٹہگ آئے

دہوپ چٹک دہوپ تیز کرکے چیٹک شعبدہ پہانسی کمند پون ہوا چلای چلاتی ہے تیہ عورت یہہ گریکھم یہہ گرما ٹہگ غارتگر حاصل دوہا دہوپ تیز کا شعبدہ کرکے اور ہوائے گرم کی پہانسی چلاکر یہہ عورت گرما کہ جو غارتگر ہے بین وقت دوپہر مین مارتی ہے ؛

پنہ یعنی ایضاً

چھٹت نہ لی نل نیر جل دل سج چہت لی آئے
نرکھہ نداگہہ انیت کون چلیو بہان ہین دہائے

چھٹت نہ چھوٹتا نہین ہے لی لیکر نل نیر فوارہ جل آب دل سج فوج آراستہ کرکے چہت لی ای زمین سے نکلکر نرکھہ دیکھہ نداگہہ جیٹھہ گرما

انیت ظلم وتعدی بھان آفتاب حاصل دوہا فوارہ سے پانی نہین نکلتا ہے بلکہ بمعائنہ ظلم وتعدی موسم گرما ماہ جیٹھ لشکر آب زمین سے براہ فوارہ عبور کرکے آفتاب پر یورش کرتا ہے کہ ظلم وتعدی گرما کو دور کرے ؞

جل کیل دوہا

ہر جیٹھ تین یون کر لہہ جل کیل انند
منون کمل چہون اور تین مکھ چہورت چند

ہر کنہیاجی تین عورات جل کیل آب بازی آنند خوش چہورت ڈالتا ہے حاصل دوہا کنہیا اسطرح سے عورات کو دریا مین ہنگام آب بازی چھینٹے دیتے ہین کہ گویا کملون پر ہر چہار طرف سے ماہتاب بارش مروارید کرتا ہو گلہاے کنول مراد از چہرہ عورات و ماہتاب مراد از چہرہ کنہیا و مروارید مراد از قطرات آب ؞

پاوس رت برنن دوہا

پاوس مین سرلوک تین جگت ادہک سکہہ جان
اند وبد ہو جا مین سدا چہت بہرت ہین آن

پاوس موسم برسات سرلوک عالم بالا جگت دنیا ادہک زیادہ سکہہ جان آسایش سمجھ اندبدہو عروسک سدا ہمیشہ چہت زمین بہرت خرامان حاصل دوہا قول شاعر کہ اس موسم برسات مین عالم بالا سے زیادہ عیش وآرام اس دنیا مین ہے تصدیق اوسکی یہ ہے کہ ہمیشہ اس موسم مین عروسک عالم بالا سے دنیا مین آکر عیش وآرام کرتی ہین قاعدہ

عروسک موسم برشکال مین ہمراہ آب آسمان سے برستے ہین ✤

چھپے یعنی ایضاً

جھولِ جھول تیہ سُکمت ہین گنگن جڈہی کی ریت

آج کالیہ مین آئی ہین سُر نارن کو جیت

تیہ عورت سُکمت خوش گنگن آسمان ریت طریق سر نارن عورات عالم بالا جیت شرمندہ کرکے حاصل دوہا موسم برسات مین عورات نہایت ذوق وخوشی خاطر سے ہنڈولا جھولتی ہین اور خوشی خاطر کیون نہ حاصل ہو کہ مرتبہ بلند ہونیکا طریق ہی یہہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عورات اپنے حسن وخوبی سے عورات عالم بالا کو آجکل خجل کرکے خوش وخورم زمین پہ آئی ہین ✤

سرورت برنن دوہا

چند بدن چمکائے کے کہنجن درگ بہڑکائے

سکل دہرا کو چہلت ئے سروالیسرا آئے

چند بدن ماہ چہرہ کہنجن درگ صعوہ چشم سکل سب دہرا زمین چہلت فریفتہ کرتی سرو فصل کا نام یعنی آغاز موسم سرما الیسرا پری حاصل دوہا یہہ سرد پری کہ آغاز موسم سرما سے مراد ہے ماہ چہرہ کو روشن کرکے اور صعوہ چشم کو بہڑکا کر تمام مخلوق کو خود رفتہ وفریفتہ خود کرتی ہے اس موسم مین ماہ نہایت صاف وروشن ہوتا ہے اور صعوہ بھی اسی موسم مین بعد بارش اپنے آشیانہ سے نکل کر آبادی مین آتا ہے ✤

ہیمنت رت برنن

ہِیم سیت کِی ڈَرن تین سَکت نہ اُڈ پرجائے

رَہیو اگِن کوُ پائے کی دُہوم بھُوم مین چھائے

ہیم برف سیت سرما دہوم دخان بھوم زمین حاصل دوہا کثرت برف باری اور سرما سے دخان آسمان کو نہین جاسکتا آگ کو پاکر زمین پر چھایا رہتا ہے +

سسرت برنن دوہا

پَرگَٹ کَھیت یاسسِر مین رُوکھہ رُوکھہ کی پات

بِچھُرن کو جِیت ہُون دُہرین سُوکھہ جات ہَی گات

پرگت ظاہر سسر نام فصل روکھہ روکھہ ہر درخت پات برگ بچھرن مہاجرت گات جسم حاصل دوہا اس موسم مین درختون کا ہر برگ علانیہ یہہ کہتا ہے کہ جسوقت ہمکو جدا ہونے کا درخت سے خیال گذرتا ہے تمام جسم خشک ہوجاتا ہے +

لیلا ہاو دوہا

سیام بیکھہ سِج کِی گئی رادہی دَرپن دہام

بھُولو بیکھہ چکّت بَہی جبت دیکھی تت سیام

سیام نام کنہیا رادہی نام معشوقہ کنہیا درپن دہام آئینہ خانہ بیکھہ صورت چکت متعجب حاصل دوہا رادہے کنہیا کی صورت

بناکر آئینہ خانہ مین گئین وہان اپنی شکل بدلنا بھول گئین جسطرف نظر کی اوسی طرف کنہیا نظر آے سخت متعجب ہوئین ؛

بلاس ہاؤ دوہا

درگن جور اٹھلائے اَرُ بھوہین کر بلسائے

کامن پیتہ ہیتہ کو دمین مود بہرت سی جائے

درگن جور آنکھہ ملاکر اٹھلای نازو کرشمہ سے بلسائے جنبش سے کامن عورت مود خوشی حاصل دوہا آنکھہ ملاکر ناز و کرشمہ سے بہ جنبش ابرو دست نایکا نایک کی آغوش دلکو انبار خوشی سے پُر کر رہی ہے ؛

للت ہاؤ دوہا

سکل بہوکھن کون جدپ تو چھب رہی سنگار

پی کنہہ یہ واننہ بہار ئی پیتہ پین جہی نار

سکل سب بہوکھن زیور بہار بار حاصل دوہا تیرے خوبی حسن اگرچہ تمام زیورکو رونق دے رہی ہے یعنی تیرا تمام جسم زیور سے آراستہ ہے مگر اسقدر بار اوٹھاکر مطلوب کے پاس جانے کی تو متحمل کب ہوسکتی ہے ؛

بچھیت ہاؤ دوہا

سیام لال ان تلک تو یہ رنگ کنھون مال

سوتن کو رنگ سیام دی رنگیو سیام کو لال

سیام سیاہ لال سرخ تلک قشقہ بہہ رنگ یہہ طور بال عورت سوتن زنان انبالغ سیام نام طالب حاصل دوہا قول سکہی کا نایکا سے کہ تونے جو بحالت بیخودی قشقہ سرخ وسیاہ پیشانی پر لگائے ہین اونہون نے یہہ خوبی پیدا کی کہ زنان انبالغ کو بمقابلہ خوبی خود سیاہ نام اور طالب کو سرخ کردیا بقولیکہ ع ہے بگڑی ادا الاکہہ بناوٹ کے برابر

بیوگ ہاو دوہا

بَاتَ ہوئی سُو دُورِ تین دیجی ہُو نہہ سُنائے

کَارِی ہَاتَ جِن گہُولَالَ چُونری رَآئے

نایکا بحالت ملال کمال اپنے طالب سے کہ جو سیاہ فام ہے کہتی ہے کہ جو بات تمکو کہنا ہو دورسے کہدو اپنے دست سیاہ میری چونری سرخ مین مت لگاؤ

کلکنچت ہاو

رِشُو سِر کی سَسِ مین سَو اَتکِ سَنج چہیا نہہ بہرائے

ڈَرِی جہکِی رُوئی بہرُو ہسی آپ کُو پائے

سو مہادیو سس ماہتاب سو اپاربتی تک سنج چہا نہہ دیکہہ اپنا سایہ بہراسے متحیر ہوئین ڈری ڈرگئی جہکی غصہ کیا روی گریہ کیا بہرپہر حاصل دوہا پیشانی مہادیو پر جو ہلال ہے اوسمین پاربتی اونکی زوجہ نے اپنے عکس کو دیکہکر شک کیا کہ کوئی دوسری عورت ہے لہذا ڈرین اور غصہ ناک ہوئین اور روئین اور پہر سمجہین کہ کوئی عورت

غیر نہین ہے میرا سایہ ہے اسواسطے ہنستی ہوں ؛

بہمرم ہاو دوہا

بِیندی اَرُن کپُول دئی لال دہِٹھونان بہال
اِیہہ بدہ کنہہ مَن ہَرن یہہ چلی نویلی بال

بیندی ارن ٹیکی سرخ کپول رخسار دہٹھونان نشان سیاہ کاجل کاجو واسطے دفع نظر بد پیشانی پر بناتی ہین بہال پیشانی نویلی نوعمر بال عورت حاصل دوہا بیندی سرخ بعوض پیشانی رخسار پر لگائے اور دہٹونان سیاہ کے عوض مین سرخ بنائے ہوئے اسطرح سے یہہ نایکا نوعمر بحالت غودرفتگی کے فریفتہ کرنے کو جاتی ہے ؛

بودہک ہاودوہا

مانگ بیچ دہر آنگری ڈہانپ نیل پٹ بہال
ارو ہ نسا سس چہپت یہ سین بتای بال

نیل پٹ پارچہ لاجوردی بہال پیشانی اروہ نسا نصف شب سس ماہتاب سین اشارہ بال عورت حاصل دوہا اس نایکانے طالب کیطرف دیکہہ درمیان مانگ کے آنگلی رکھی اور دوپٹہ لاجوردی سے اپنی پیشانی کو چہپایا یعنی باشارہ وعدہ مواصلت نصف شب وقت غروب ماہ کا کیا مانگ پر آنگلی رکہنا مراد نصف شب سے ہے اور پیشانی چہپانے سے مراد غروب ماہتاب سے ؛

مدہ ہاودوہا

رُوپ گرب جُوبن گرب مدن گرب کی جُور

بال درگن مین مد بھرین آوت چلین ہلُور

روپ گرب غرور حسن جوبن گرب غرور جوانی مد گرب غرور شہوت جور طاقت بال عورت درگن آنکھو نمین مد بھرین نشہ و غرور بھری ہوئی ہلور موج حاصل دوہا غرور حسن و غرور جوانی و قوت شہوانی کے زور سے اس نایکا کی آنکھو نمین نشہ کی ہلور چلی آتی ہے ؀

سنو بھاو داہرن

ایک سکھین کرلی چھرین ہنت چکورن دہائے

ایک بھنور کی بھیر کُون مارت چنور ڈُد لائے

اس نایکا ماہ چہرہ کنول چشم کے گرد ہجوم چکور و زنبور سیاہ کا دیکھا ایک مصنا چھڑی سے چکورون کو اور دوسری چنور سے بھنورونکو مار مار کر بھگاتی ہے مراد زیادہ خوبصورتی نایکا سے ہے کہ جسکے چہرہ کو چکورون نے ماہ کامل اور جسکی آنکھہ و بوے خوش کو بھنورون نے کنول بہ یقین سمجھا ؀

کانت اوداہرن

مکر بملتا لہہ کہی کنول مردلتا باس

تو تو آنن کی ملن کی سبرن رکھی آس

مکر آئینہ بملتا صفائی مردلتا نزاکت باس خوشبو سبرن طلا آنن چہرہ حاصل دوہا اے نایکا تیری چہرہ مخزن خوبی سے آئینہ نے

صفائی پانی اور گل کنول نزاکت وخوشبو کے بیان مین رطب اللسان ہے اور طلا کو آرزوے ملازمت ہے ٭

دیپت اوداہرن

چند چہانِ بدہ نکھہ رچی تن چپلا سو ٹہانِ ٭٭

تا پہ اوپ دہری کہری تو توُ پوُجے آنِ

چند چہان خلاصہ نور ماہ بدہ خالق تن جسم چپلا برق اوپ آب وتاب حاصل دوہا اے نازنین خالق نے خلاصہ نور ماہ لیکر تیرا چہرہ اور خلاصہ برق لیکر تیرا تمام جسم بنایا اور آب وتاب مزیدے بران بخشی اسطرح سے تو آراستہ ہوکر خلق ہوئی ہے ٭

دہیرت اوداہرن دوہا

دیپ تہاری نیہ کو برت رہت ہیئہ ماہنہ

بات چہون دس کی سہی بجہت کیہون ناہنہ

دیپ چراغ نیہ محبت ہیہ دل بات ہوا چہون دس چارسو حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے کہ چراغ تمہاری محبت کا ہردم میرے خانہ دل مین روشن رہتا ہے اور ہر چارسو کی ہوا کا گزند اگرچہ اوسکو پہونچتا ہے مگر وہ کسی طرح سے خاموش نہین ہوتا ہے ٭

اتہہ ساتوک بہاو

رپیہ تنک تہک ادہ برن کہہ پلک سو یدتین چہائے

ہوئے بیرن کنپت گری تیہ آنسو ادہراے ٭

پہیہ تک شوہر کو دیکھکر تہک بحالت سکتہ ادہ برن سخن ناتمام پلک
فرط خوشی سویدہ عرق بیرن رنگ فق کنپت گری لرزان گری
تتیہ عورت انسوادبھرای اشک روان ہوے حاصل دوہانیہ نایکا
بعد مدت شوہر کو دیکھکر فرط خوشی سے بحالت سکتہ ہوی سخن ناتمام رہا جسم
عرق مین غرق ہوا رنگ فق لرزان زمین پر گری اور سیل اشک آنکھون
سے روان ہوا ✤

سنگار رس اوداہرن

سوہن سورت لال کی کامن دیکھہ سو بہائے
ریجہہ رچہکی سوہی جکی تہکی رہی ٹک لائے

موہن فریبندہ مورت صورت لال شوہر کامن نازنین ریجہہ
عاشق ہوی چہکی آسودہ ہوی موہی فریفتہ ہوی جکی متحیرہ تہکی درماندہ
ہوی رہی ٹک لای محو تماشا رہی حاصل دوہا فریبندہ
صورت شوہر کی نایکا نظر محبت سے دیکھہ کر عاشق ہوئی آسودہ ہوئی فریفتہ
ہوئی بحالت سکتہ درماندہ ہو کر محو تماشا رہی ✤

سنجوگ سگار اوداہرن

کی رت سکہہ بپریت جیوں رچی پریا ادمیت
راو نوپرن مین بہی ایک رسنا ن کی جیت

لی لیکر رت سکہہ بپریت مباشرت برعکس رچی خوش ہوئی پیریا مطلوبہ
میت طالب راو آواز نوپرن زنگولہ مین بہی خوش آواز

رسنان زبان حاصل دوہا طالب و مطلوبہ دونو جیسی مباشرت برعکس سے باہم خوش ہوے اوسیطرح زنگولہ بلا زبان ایسے خوش آواز ہوئے کہ خوبی زبان کو جیت لیا یعنی زبان نے خاموشی اختیار کی ؛

اتھہ بیوگ تدہ ستر تا نراگ

جاہ بات سُن کی بہی تن من کی گت آن
تاکہہ دکہائین کامنی کیون رہ ہین بُعو پران

تن جسم من دل گت حالت کامنی زن جین پران جان حاصل دوہا قول نایک کا سکھی سے کہ جس مہ جبین کا ذکر سنکر میرے جسم و دل کی حالت غیر ہوگئی اوسکی مواصلت مین کیونکر میری جان جسم مین رہے گی ؛

پور بانراگ مین درشٹانراگ

ہین مٹکیا مانہہ متھہ ڈیٹھہ رہی کون ڈار
سو من ماکھن لی گئی دیہہ دہی کون ڈار

ہین سینہ مٹکیا مٹکی مانہہ مین متھہ متھہ کر ڈیٹھہ نظر رہی نام آلہ یعنی ماکھن مکھن حاصل دوہا قول نایک کا نایکا کی سکھی سے کہ یہہ نایکا نظر کی آری میرے سینہ کی مٹکی مین ڈالکر مکھن دلکو نکال لیگئی اور یہی جسم کو چھوڑ گئی ؛

کرمان اوداہر

پِیَہ دِرگ ارُن جِیتی بھی بہہ تیہ مُکھہ گتِ آئے
کمَل ارُنیا لکھہ منوُن سَسِ دُتِ گھٹی بنائے

درگ آنکھہ ارن سرخ ارنتا سرخی سس ماہتاب دت چمک
حاصل دوہا طالب کی آنکھہ سرخ دیکھکر مطلوبہ کے چہرہ کی حالت نغیر ہوگئی گویا سرخی گل نیلوفر سرخ کو دیکھکر ضیا ء ماہ گھٹ گئی گل نیلوفر سرخ مراد از چشم طالب و ماہتاب مراد از چہرہ مطلوبہ ظاہر ہے کہ گل نیلوفر سرخ وقت طلوع آفتاب شگفتہ ہوتا ہے اور بحالت شگفتگی سرخی گل مذکور نمود ہوتی ہے اور طلوع آفتاب مین روشنی ماہ زایل ہوجاتی ہے ؛

دان اپاے دوہا

بَیٹھی ہین پِئ گون کنہہ لاَل مالتی پھوُل
جھہ لہہ تو ہِیّہ کمل تین کڈہی مان اِل ٹوُل

پِئ خود گون مکلاوہ مالتی پھول گل چنبیلی ہیہ دل مان ملال وغرور ال اے سکھی تول یعنبہ **حاصل دوہا** قول سکھی کا نایکا سے کہ تیرے شوہر نے جو بتقریب مکلاوہ گلہاے چنبیلی بھیجے اوسکو بین کر تیرے دل کنول مین جو یعنبہ ملال تھی وہ نکل گئی گل کنول کے اندر خاک مثل یعنبہ منجمد ہوتی ہے

بھید اپاے دوہا

دُوسِ اگن کی آنچ سوُن توُن جن جاری ناہنہ
تنہہ تروَر دِہیت نہین رہیت جا کی چھا نہہ

روس غصه اگن آتش نا نهه شوہر تر ور درخت دہیت جلاتی
حاصل دوہا قول سکہی کا نایکا سے کہ تو آتش غصه سے اپنے شوہر کو
مت جلا کیونکہ جس درخت کے سایہ مین رہتے ہین اوسکو جلاتی نہین ٭

پرسنگ ہنس اپاے دوہا

کہت پران جو رین کون تپوت ہین کران
تی سب چکی ہوہنہ گی اگلے جنم نداآن ٭

پران کتب پارینہ رات تپوت ہین جلاتی ہین کران کرکے
سخ وغرور چکی سرخاب اگلی جنم ولادت آیندہ نداان ضرور حاصل دوہا
قول نایک کا سکہی نایکا سے کہ کتب پارینہ مین لکہا ہے کہ جو عورات بوقت شب
اپنے طالب کو باظہار ملال وغرور آتش فراق وحسرت مین جلاتی ہین وہ سب
باعتبار تناسخ ولادت آیندہ مین سرخاب ہونگے کہ تمام شب سرخاب آتش
فراق مین جلتی رہتی ہے ٭

پریاس بہوگ

سو اسنا دن کو گئی برہن پہپ منگاے ٭
پرست پہپ بہسم بہی تب شیو دی جڈ ہاے

سوا پاربتی مناون پرستش برہن مہجورہ پہپ گل پرست
چہونے سے بہسم خاکستر شیو مہادیو حاصل دوہا یہہ نایکا
مہجور نزدیک پاربتی کے مراد مانگنے اور پہول چڑہانے کو گئی چنانچہ جسوقت
اوس نے پہول چہوے تو بوجہ سوزش فراق گرمی ہاتہہ سے وہ پہول

خاکستر ہوگئے لہذا وہ خاکستر مہادیو کو چڑہائی کہ مہادیو جسم مین خاک ملتے ہین۔

کرنا بیوگ دوہا

سکھ لی سنگ جنہہ تج گئی پیہ مم رچہا کاج

سو پران دکہہ پاے کی چلیو چہت ہی آج

سکھ آسایش تج گئی چہوڑ گئی رچہا حفاظت پران جان حاصل دوہا

قول نایکا کا سکہی سے کہ جملہ اثاث آسایش شوہر میرا سفر مین اپنے ہمراہ لے گیا فقط جان کو برا د حفاظت قالب میرے پاس چہوڑ گیا تہا اب آج وہ بہی تہام فراق سے رخصت ہونا چاہتی ہے۔

سندیس دوہا

پکر باہنہ جن کر دیئے برہ ستر وکے ساتہہ

کہیو ری وا نٹہر سون ایسی گہنیت ہاتہہ

برہ ہجر ستر و دشمن نٹہر بے رحم حاصل دوہا قول نایکا مہجور کا سکہی سے کہ شوہر بے رحم سے یہہ کہدینا تونے میرا بازو پکڑ کر حوالہ ہجر دشمن کے کیا ایسا بہی کوئی دستگیری کرتا ہے جیسی تونے میری کی۔

پاتی دوہا

بتہا کتہا لکہہ انت کی اپنین اپنین بیہہ

پاتی دے ہین اور سب ہون دیہون یہہ جیہہ

بتہا کتہا حکایت رنج وغم انت انجام پاتی خط جیہہ جان حاصل دوہا

قول نایکا مہجور کا سکھی قاصد سے کہ ہر ایک تجھکو حکایت رنج و غم فراق کا خط لکھہ لکھہ کر بنام طالبان خود دیگی اور مین بعوض خط اپنی جان دونگی ؛

دیگر نایکا برنن بزبان ریختہ

در وزن رباعی بستہ کہ

این دو رباعی از انست

سکیا

از بسکہ حیا دوست ہی وہ مایۂ ناز
اسطرح سے ہی اوسکے سخن کا انداز
خامی کی زبان سون جیون نکلے ہے حرف
پر کان تلک نہین پہونچتی آواز

بتشر بدہ بنود ہا

آئے ہین اگرچہ خوب ایام شباب
پر کچھہ اسکا چھٹا ہے اب خوف و حجاب
تدبیر کئی رہی ہے یون نایک یار
جیون آگ مین زور سے دو لگے سنجاب

نعت

نور اللہ تین اول نور محمدؐ کو پرگٹو سبھہ آئے
یا جہین بہی تہون لوک جہان لگ او سب شٹ جو درِ دکھائے
آدِ دلیل سو انت کی کہی رسلین جو بات یہی من بائے
تب لگ نہ پاوی الہ کون کیسہون جو لون محمدؐ مین نہ سمائے

نور الٰہی سے اول نور محمدؐ ظاہر ہوا من بعد ہر سہ عالم و تمامی محسوسات

پیدا ہوے پس جو دلیل ابتدا ہے وہی انتہا مین یقین ہوتی ہے رسلین
کہتے ہین کہ تا وقتیکہ عشق محمد دل مین نہوگا کوئی شخص اللہ کو پا نہین سکتا ہے ۔

کبت درمنقبت

پیر بھوکون نہ جینہوان من ہیری ایک چھن بید اور پران کو کیو نہ چت چاو دے
تج دُوار ایس کو نوآیو سیس مانس کو بیٹھے ہی کی کاج سب لاج کھوے باوری
ایسو ہی ندان جاہ آج لو نہ آیو گیان کیہون نہ تجی اجان انیو سہاوری

پھر نوا اپرادہ بتو ڈرت نہ تل آدہ شاہ مردان جو بھروسی ایک اوری
پر بھو تادر نہ جینہو نہ پہچانا ان من ہیری اس میرے دل نے
ایک چھن ایک ساعت بید کتب ساوی پران کتب تاریخ کیونہ کیا نہین
چت چاو دل سے آرزو تج چھوڑکر دوار دوار ایس خدا
نوایو سیس سجدہ کیا مانس کو انسان کا باوری دیوانہ ندان
نادان پھر نوا اپرادہ بڑا گناہ تل اود بقدار نیم کنجد حاصل کبت
اے دل تونے اللہ کو نہ پہچانا اور کتب ساوی و مذہبی کیطرف میلان نہ کیا
بلکہ دروازہ خدا کو چھوڑکر دروازہ انسان پہ سرجھکایا اور بند شکم مین گرفتار
ہوکے بے حیا و بے غیرت ہو گیا با این ہمہ حال تاحال اپنی عادت کو اے نادان
نہین چھوڑتا اور باوجود سرزدہونے بڑے بڑے گناہون کے بقدار
نیم کنجد بھی نہین ڈرتا اور ہوش مین نہین آتا بہرحال یا شاہ مردان ایک
آپکا بھروسا ہے

بشر بدہ نبود ہا کبت

اُوچک ہین آئی بال نینن نہار لال بیٹھہ گئی تنہ کال آپ کو چہپائے کے
چنچل چیتون چیت چبین ہر ر سلین کون گر گری کیل بہون مرجہائی کے
تاہی سے پئے پاس آڈ آڈ سکہین کی آون تیہ کی رہی ہے چہب جہائی کے
بادیک جیون جوٹ کی دُرت پہر اُوٹ اوٹ مرگ لوٹ پوٹ ہین کہوج تت جائی کے
اوچک ناگاہ بال عورت نہار دیکہہ لال شوہر گر گری سخت کیل
ہیچ آہنی بہون ابروسے مرجہای کے پژمردہ کرکے بادیک مرد شکاری
دُرت پوشیدہ اوٹ اوٹ پس پردہ لوٹ پوٹ مضطر تیان کہوج
سراغ حاصل کبت اس نایکانے ناگاہ آکراپنے تیر نگاہ سے طالب کو
مجروح کیا اور فرط حیاسے بزمرہ عورات آپکو چہپاکر پوشیدہ بیٹہہ گئی اے سلین
اول تو تیر نگاہ ہی جگر دوز لگا دوم سختی خارہاے ابرونے حالت بیخودی طالب پر
طاری کی مثال اسکی اسطرح پر خوشنا ہے کہ جیسے شکاری شکار پر حربہ کاری کرکے
اول پوشیدہ ہوجاتا ہے اور پہر پوشیدہ پوشیدہ جہان وہ شکار بسمل ہوتا ہے
سراغ رسان ہوپہنچتا ہے ایسے ہی یہہ مطلوبہ حسب خواہ شکار مارکر پس پردہ
دیگر عورات پوشیدہ ہوگئی ہے ÷

ترنای اگم ریت برنیو کبت

آوت بسنت ترنای ترترلی کی بات گات ار نای دورت بینیت ہی
بکست شمن سن سہل ار وج ہوت بہنوت بہنور چیت راکہہ رس پریت ہی

گھورُ وگنندھ بھاسَ باسَ انگ کی سُباسَ پرَمَ پرَ کاشَ کرِ لیت پران جیت ہی
رِتُ بَیس گی تین نہ بھاوین رسلین دُواُ جوبن کی رِیت سُوئی جوبن کی رِیت ہے
بسنت نام فصل بہار ترنای جوانی تر درخت ترنی نوجوان عورت پات برگ
گات جسم ارنای سرخی دورت دوان پینیت پاک بکست
شگفتہ سمن گل من دل سیھل پرُ بار اروج پستان
بھنوت بلا گردان بھنور زنبور سیاہ چت دل رس عصارہ
پریت محبت گھورو دیکھو گنندھ گرہ بھاش ظہور باس
خوشبو انگ جسم سباس خوشبو پرم پرکاش زیادہ روشن
لیت لیتی پران جیت جان وہوش رت فصل بیس عمر بن
جنگل جوبن نوجوانی ریت طریق حاصل کبت رسلین کہتے ہین کہ
آمد فصل بہار صحرا اور عنفوان شباب محبوبہ دلربا در متابل ہے یعنی زمانۂ بہار
مین اشجار پر برگ وبار اور عورت کی جوانی مین ملاحت حسن وخوبی پستان
نمودار وہان صحرا مین شگفتگی غنچہ گل یہان عورت کی شگفتگی شگوفہ دل وہان
زنبور سیاہ سرگردان یہان دلہاے مردم قربان وہان جوش مستی یہان
محبت کی چیرہ دستی وہان عقود شاخہاے اشجار مین خوشبو یہان جوش جوانی
سے جسم محبوبہ مشکبو وہان بہار آرایندۂ گلہا یہان خوبی جوانی فریبندۂ دلہا
لیکن وہان خزان آنی اور یہان جوانی جانی ہر دونون خوشنا نہین ہ

مہیا دہیلرا دہیلر کبت

راتِ کو بتی جیون پرات آی رسلین تہہ کال توبلی مال سکھیات لکھیاری کون
نین سنکہل دیوسہو تو دیجیے سکہہ کوک سمٹارِ رین برہ ہماری کون
تب اون کنہین گہات نین میری ہین پراتِ کیسی کریہرون تو مکہہ اجیاری کون
بام کہیو جانی ہم اندرانی ہتین سو اب چند ران بہی ہون درگنین تہاری کون
پرات صبح کال وقت نین سنکہہ چارچشم کوک سرخاب کہ تمام
شب نر و مادہ مین ہمیشہ جدائی رہتی ہے اور تمام روز وصال رین رات
برہ ہجر اندرانی نام زوجہ راجہ اندر حاصل کبت اس ناکا کا
طالب شب بخانہ زن انباغ[۱] بسر کرکے علے الصباح اسکے پاس آیا یہہ اوسکو شرمگین
اور آنکہہ نیچے کئے ہوئے دیکھکر کہتی ہے کہ اگرچہ رات مجہکو مثل سرخاب بحالت
فراق گذری مگر اب دن مین تو لطف چارچشمی کا حاصل ہوا افسوس کہ رات کو
زنان انباغ نے میرے ساتہہ گہات کی اور اب صبح کو آپکی آنکہین زیادہ
آمادہ گہات ہین کہ سامنے نہین ہوتین کسطرح سے آپکے چہرہ کو دیکہون پس
معلوم ہوا کہ تاحال چہرہ میرا مثل اندرانی کے تہا کہ تمہاری آنکہین مثل اندر
کے ہر وقت اوسکو بہ تمنا دیکہا کرتی تہین اور اب شاید مثل ماہ ہو گیا کہ آپ
کی چشم کنول جسکے مقابلہ مین مثل غنچہ سربستہ کے ہوئی جاتی ہین ؛

رت دوتی منایو مانی کوتا کوبت

بدن ہی چند تہان راہ بار دیکہت نین مرگ بلو ادہر تہان آہی
[۱۰] اسا کیر ڈہگ رسلین دانت داڑمی ہین ہو رہ گریو رومراجی بنگی سراہی

[۱] یعنی دو زن که در نکاح یک مرد باشند هر یکی مر دیگرے را انباغ باشد بهندی سوت گویند ۱۲ کذا فی البرهان

کٹ سنگھ گج گت ہین تین پنکھی باتین یہہ بات آن ہین اوگاہی
ایتی سب ستر تو تن آی متر بہی تو کون بنج متر سنگ ستر نانہ چاہی
بدن چہرہ چند ماہتاب راہ راس بار موئے مرگ آہو پلو برگ
ادہر لب ناسا بینی کیر طوطا دہک نزدیک داڑمی انار گریو
گردن روم راجی سیلے موی نرم شکم پنگی مادہ مار کٹ کمر سنگھہ
شیر ویوز گج فیل گت چال ستر دشمن متر دوست حاصل کبت
اس نایکا ملول کو مصاحبہ دلالہ سمجہاتی ہے کہ تیرے چہرہ ماہ کے نزدیک
ہوئے سر مثل ستارہ راس کے کہ جو دشمن ماہ ہے موجود ہین اور چشم آہو
کے نزدیک برگ لب کہ جو خورش آہو ہے موجود ہین اور بینی طوطی صفت
کے مقابلہ مین دندان جو مثل انار و خورش طوطے ہین موجود ہین اور موئے نرم نرم
شکم کہ جو مثل مار ہین اوسکے مقابلہ مین گلو طاوس صفت کہ جو دشمن مار ہے
موجود ہے اور روش مستانہ مثل فیل کے قریب کمر یوز کہ جو دشمن فیل ہے
موجود ہے پس جس حالت مین کہ یہہ تمام دشمن یکدگر تیرے جسم مین فراہم ہوکر
باہم دوست ہوگئے تجھکو تیری دوست سے دشمنی کرنا نامناسب ہے یہہ
خشک مزاجی اپنے دیگر زنان اتباغ کے دلمین ڈالدے ۔ بمعنی سوت

سانت رس کبت

تیری منو رتھہ کو ہوت ہی سین لوک تو نہین ہوئی اکاش کرت نہ ہوت دوت ہے
تو نہین جارو تو تو سیل تر بس تجہی ہوت تو نہین ہوئی سکہہ بوجی کوت اور اکوت ہے

تونہین بن ناری بہرتا کی رس سلین ہوت تونہین ہوی کی ستر لیت آین تین لوت ہے
جاگ پرین جہونہو جیون سین لوک ہوت ہیتونہین آتما بچاری لوک جات کو ہوت ہے
منور تہہ مطلب و ارادہ سین اشارہ **لوک** دنیا **اکاش** آسمان **نکہت**
ستارہ **اودت** روشنی **چار و** تتو اربعہ عناصر **سیل** کوہ **تر**
درخت **پس** چرند **پنچھی** پرند **میگہہ** ابر سیاہ **پوجی** دیتا ہے **کوت**
بیحساب **اکوت** بے حساب **بن ناری** عورت ہوکر **بہرتا** شوہر **سلین**
محو **ستر** دشمن **آتما** جلوہ حق **لوک** دنیا **حاصل کبت** اس کبت مین
رسلین توحید بیان کرتے ہین کہ تیرے ارادہ کے اشارہ سے دنیا ہوتی ہے
اور تو ہی آسمان ہوکر ستارگان کو روشن کرتا ہے اور تو ہی اربعہ عناصر
و کوہ و درخت و چرند و پرند ہوتا ہے اور تو ہی ابر سیاہ ہوکر باران بحد
حساب و بے حساب دیتا ہے اور تو ہی بپیرایۂ عورت مین مرد کا راحت رسان
ہے اور تو ہی انجام مین بقالب فنا دشمن جان پس حالت بیداری مین جیسی
حالت خواب نزدیک عوام نامعتبر ہے ویسے ہی اوسکی شان جاننے والون
کے نزدیک یہہ دنیا خواب و خیال ہے ؎

نرت برنن کبت

بسن بنای لٹ آنن پی لٹکای کاجر لگای چیکہہ پان مکہہ کہای کی ؎
تال جہنکای بین مردنگ ملای نرتکار گون بلای سب سنگت آجای کی ؎
ہاتہن او ٹہای کٹ گر یو لچکای دواو بہو نہین نچای اب بین مٹکای کی ؎
نیور سجای جب بہای سون دہرت پای لاگت ہی گت آی تیری ایک دہای کی

بسن پارچہ آنن چہرہ چکھہ آنکھہ بین و مردنگ نام ساز نتکار
سازندہ اچاپی آراستہ گت کمر گریو گردن لچکای خم کرکے نین
آنکھہ نیور زنگولہ پگ قدم حاصل کبت اس کبت مین رسلین
رقص کا بیان کرتے ہین کہ وہ نازنین جب پارچہ رقص زیب بدن کرکے
اور لٹ بالون کو چہرہ پر لٹکا کر کاجل لگا کر پان کھا کر تال جھنکا کر بین مردنگ
ملا کر سازندگان کو بلا کر رقص کرتی ہے اور ہاتہون کو اوٹہا کر کمر اور گردن
کو لچکا کر عشوہ و غمزہ سے زنگولہ بجا کر قدم کو باندازِ زمین پر رکھتی ہے
اوسوقت گت نود دوڑ کر اوسکے قدمون پر آکر گرتی ہے ؛
سید برکت اللہ قدس سرہ وے از کملاے فقہا ہست گاہے میل
بہ شعر ہندی می نمود و معنی عرفان را بزبان ہند ادا می فرمود پیم پرکاس
نام رسالہ دارد مشتمل بر دوہا و کبت و بشنپد و ڈہرپد وغیرہ کہ در مردم
دایر ست پیمی تخلص می کرد قدرے از اشعارش ثبت می شود ؛

دوہا

چکھہ جوگی کنٹھا گرین ارن سیام اور سیت
آنسو بوند سمرن لیین درسن بھیکھا ہیت

چکھہ جوگی چشم جوگی کنٹھا گرین کنٹھہ درگلو ارن سرخ سیام سیاہ
سیت سفید آنسو بوند قطرات اشک سمرن حصہ چہارم تسبیح درسن بھیکھا
خیرات دیدار ہیت واسطے حاصل دوہا چشم مرتاض کنٹھہ دانہ ہاے
سرخ و سیاہ و سفید کا گلے مین پہنے ہوئے اور قطرات اشک کی تسبیح
لیے ہوئے خیرات دیدار کے خواستگار ہین ؛

دوہا

پیمی ہندو ترک مین ہر رنگ رہیو سمائے

دیول اور مسیت مون دیپ ایک ہین بہائی

پیمی نام شاعر ہندو ہنود ترک اہل اسلام ہر رنگ جلوۂ حق دیول بتخانہ مسیت مسجد حاصل دوہا اے پیمی ہندو مسلمان دونون مین جلوۂ حق موجود ہے جیساکہ چراغ ہاے بت خانہ و مسجد دونون جگہہ مین ایک ہی جلوہ ہے

دوہا

انڈیا تن کی اٹپٹی من پٹوا بہیو مور ٭

سور جہاوی گرگیان سون بنی پیم کی ڈور

انڈیا کلاوہ تن جسم اٹپٹی اولجہا ہوا پٹوا پٹوہ گیان معرفت پیم محبت حاصل دوہا کلاوہ اس جسم ابتر و اولجہے ہوئے کے سلجہانے کو دل میرا پٹوہ ہوا ہے پس سلجہاتا ہے دست معرفت سے اور بناتا ہے ڈور محبت کو ٭

دوہا

من پنچھی تن پنجرا ایا نپ بہرو اموَل

پیارو پورو کرو دیو تو ہین تو ہین بول

من دل پنچھی پرند تن جسم پنجرا قفس پانپ بہرو پرازخوبی

اصول بلاقیمت حاصل دوہا اے پرند دل اس تعنِ جسم بیش قیمت پر از خوبی مین تیرے پیارے یعنی مالک نے جملہ سامان آسایش مہیا کر دیا ہے پس تو بہی بہ صنعت دل ہر وقت ہمہ اوست ہمہ اوست کی آواز کر ؛

دوہا

ہم دیپک تم ہو پتنگ اُجگت کہی سُنائے
بن دیکہی نہین رہ سکہون دیکہین ہو نجائے

دیپک چراغ پتنگ پروانہ اجگت مثال ناموزون حاصل دوہا تم چراغ ہو اور مین پروانہ اگرچہ یہہ مثال ناموزون ہے مگر حاصل مدعا میرا یہہ ہے کہ مین مثل پروانہ بلا دیدار ضبط نہین کر سکتا اور بروقت دیدار جدا نہین رہ سکتا ؛

دوہا

ہوُن چکی وا سندہ کی جہان نہ سورج چند
رات دیوس نہین ہوت ہی نا دُکہ نا ہنہ انند

چکی مادہ سرخاب سندہ دریائے شور سورج چند آفتاب ماہتاب رات دیوس شب و روز دکہہ رنج انند خوشی حاصل دوہا سرخاب دریا کے کنارہ پر رہتا ہے اور شب کو درمیان نر و مادہ رنج جدائی ہوتا ہے اور دن کو خوشی وصال سید برکت اللہ فرماتے ہین کہ ہم چکی یعنی سرخاب اوس دریا سے قدم کے ہین کہ جہان چاند سورج رات دن رنج و خوشی کچہہ نہین ہے ؛

دوہا

مَن پَارَا تَن کِی گھَڑِی گیَان دِہیَان رَس سُوئے

برَمھہ اگَن سُون پھونکڈی نِرَل کُندن ہُوئے

من دل پارا سیماب تن جسم گھڑی گھڑیا گیان معرفت دہیان مراقبہ رس شیرہ سوی ملاکر برمہہ اگن حق بینی نرمل خالص حاصل دوہا کیمیاگر نقرہ وطلا بناتے ہین اور نسخہ کو نہایت پوشیدہ رکھکر جان سے زیادہ عزیز جانتے ہین سید برکت اللہ نسخہ طیاری کندن کو کہ جو طلا سے بیش قیمت ہے علانیہ بنظر فیض عام بیان کرتے ہین کہ دل سیماب کو بوتہ جسم مین بہ عصارۂ معرفت و مراقبہ تر کرکے آتش ہمہ اوست سے آنچ دو خالص کندن ہنجائیگا

جَہَان پرِیتِ تہَان برہَ ہَی جہَان سُکھہ دُکھہ کَر دیکھہ

جَہَان پھُولَ تہَان کَانٹ ہی جہَان دربِ تہَان سیکھہ

پریت محبت برہ مفارقت درب دولت سیکھہ مار سیاہ حاصل دوہا جہان محبت ہے وہان مفارقت ہے اور جہان خوشی ہے وہان رنج ہے جہان گل ہے وہان خار ہے جہان دولت ہے وہان مار ہے ✤

دوہا

جَم جَن بَورَا ہُوئی تُون دُورتِ گھیرتِ آنِ ✤

ہَم تُو تَب ہِین دِئی چُکلی پرَآنَ ناتھہ کُو پرَآنَ ✤

جم ملک الموت جن مت بورا دیوانہ پران ناتھہ جان آفرین

حاصل دوہا اے ملک الموت تو دیوانہ مت ہو کہ دوڑ دوڑ کر مجھکو آکر گھیرتا ہے
ہم تو اول ہی جان آفرین کو جان دے چکے ہین ؛

دوہا

ہم کسان ہت کھیت کی بوؤین دھیان کی داہان
لونین گیان کی ہاتھہ سون ہوی درس کھلہان

کسان کاشتکار ہت کھیت کشت محبت دھیان مراقبہ لونین
درو کرین گیان معرفت درس دیدار کھلہان خرمن حاصل دوہا
ہم کشت محبت کے کاشتکار ہین اور شالی مراقبہ کی تخم ریزی کرتے ہین اور
دست معرفت سے درو کشت کرتے ہین اور خرمن دیدار فراہم کرتے ہین ؛

دوہا

نئی ریت یا پیت کی پہلین سب سکھہ دیہہ
یا چھین دکھہ کی جیل مین ڈار کری تن کیہہ

نئی ریت نیا طور پیت محبت سکھہ خوشی دکھہ رنج جیل قید
تن جسم کیہہ خاکستر حاصل دوہا اس محبت کا طریق نیا ہے کہ اول
سب طرح کی خوشی دیتی ہے اور پھر قید خانہ رنج مین ڈالکر جسم کو خاکستر کردیتی ہے

دوہا

من بیند ہو اکیس سون ڈھونڈھو کیو بار
بھولو کاری رین کو تاکو کہا بچار

من دل بید ہوا دبھا کیس موے سرکاری رین شب تاریک حاصل دوہا دل اوسکے بالون مین ادلجھ کر غایب ہوگیا ہر چند کہ چند مرتبہ ڈہونڈھا مگر نہ ملا پس جو شب تاریک مین بہولا ہوا دسکا کیا ٹھکانا ہے ؀

دوہا

ہت کینھوں سُکھ جان کی پڑی دُکھن کی بہیر
کیا کیجے سن ہوی گی کٹہ واکٹہ متین پھیر

دوہا

یومنون بالغیب کون آنکھہ موڈ من پیل
سیکھو گرسون یہہ جگت آنکھہ مچوّا کیل

یومنو بالغیب یقین لاتے ہین ساتھہ غیبکے گرہ پیر مرشد حاصل دوہا یقین لاتے ہین ساتھہ غیب کے اور آنکھہ کو بند کرکے دل اوسمین لگاتے ہین مرشد سے اسطرح کا کہیل آنکھہ مچیا سیکھو ؀

دوہا

سیما ہم ہو سانچ سو سرنہہ آدمی کوی
پرم جوت وا بدن پر جگمگ جگمگ ہوی

پرم جوت نور آلہی بدن چہرہ جگمگ متجلی حاصل دوہا جو صدق دل سے سر وپیشانی کو اوسکی جناب مین جھکاتے ہین نور آلہی اوسکے

چہرہ پر چمکتا ہے ؛

دوہا

تُو نہین تو نہین جو چُھوٹے ہُو نہین ہُو نہین ہُوئے

جہارِ بیجہاوی کامری رہی اکیلا سُوئے

تو نہین تو نہین انت الحق ہو نہین ہو نہین انا الحق کامری کمّل حاصل دوہا جسوقت مرتبہ انت الحق سے گذر کر مرتبہ انا الحق حاصل ہوا وسوقت کمّل جھٹک کر بیجہاوے اور تنہا سو رہے یعنی فنا فی اللہ ہو جاوے ؛

دوہا

رکت پان پکوآن تن ہیو رسُوین سار

بیٹھی برہا راوری سدا کرت جیو نار

رکت خون پان آب پکوان اقسام طعام تن جسم ہیو دل رسوین سال مطبخ برہا ہجر راوری راجہ سدا ہمیشہ جیو نار تناول حاصل دوہا مہاراجہ ہجر مطبخ دل مین بیٹھ کر ہمیشہ بعوض پانی کے خون اور بعوض اقسام طعام کے جسم کو تناول فرماتے ہین ؛

دوہا

مِیا مُوہ مَن مین بہری پیم پنتھ کو جائے

چلی بلائے جج کون تو سئی چُو ہی کہائے

میا موہ مای ومنی وطمع دنیا پیم نلیتھہ راہ محبت حاصل دوہا

محبت دنیا و دولت کی دلمین بہری ہوتی ہے اور راہ خدا پر چلنا چاہتا ہی گویا ایسا ہے کہ بلّی نو سَو چوہے کہا کر حج کو جاتی ہے ؛

دوہا

اَوَدھ گیٖ آی نہ ہر کرِیُو نہ ہر چیت چاوٗ ؛

بَرِہا توٗ تہ آنند ہی موٗسل ڈھول بَجاوٗ ؛

اودہ وعدہ وصل و ہم تعداد عمر ہر مطلوب و نام خدا کریو نہ کیا نہین ہر چیت چاو برامر خواستۂ دل برہا فراق انند خوشی حاصل دوہا عمر گذر گئی اور مطلوب نہ ملا کہ اوسکے ساتھ عیش و آرام کرتے اے ہجر تجھکو مژدہ ہے کہ بخوشی موسل یعنی چوب کلان و دبیز سے خوب ڈہول کو اب بجاو ؛ میر عبدالواحد ذوقی بلگرامی صاحب شکرستان خیال در وصف انواع شیرین درین رسالہ طوطی ناطقہ اش شکر ریزی کردہ و اشعار ہندی را بزبان شیرین ادا نمودہ از انجاست ؛

دوہا

بَرنوٗن واحِد کَون بدھ گُرتن کی دُت جوت

رَین اَماوَس جاہ لکھ پوٗرن ماشی ہوت

برنون بیان کرون واحد نام شاعر یعنی ای واحد کون بدہ کسطرح گتن عورات دت چمک جوت روشنی رین اماوس شب تاریک جاہ لکھ جسکو دیکھکر پورن ماشی شب ماہتاب ہوت ہوتی ہے حاصل دوہا واحد شاعر بیان کرتا ہے کہ ہین عورات کی چمک اور روشنی

کا کیا بیان کرون کہ جسکو دیکھکر شب تاریک شب روشن ہوجاتی ہے ؛

دوہا

کئی بار پھر پھر کی رسنان پھر پھر کہات

پھر پھر نیکی لگت ہی پھر پھرنے کی بات

کئی بار چند مرتبہ پھر پھر کہی بار بار کہا رسنان زبان پھر پھر کہات پھر پھر اوسی کو کہتی ہے پھر پھر نیکی لگت ہی بار بار اچھی معلوم ہوتی ہے پھر پھرنے کے بات سفر سے واپس آنیکی بات حاصل دوہا مژدہ مراجعت طالب کو چند مرتبہ بار بار بیان کیا مگر زبان پھر پھر اوسی کو کہے جاتی ہے سچ ہے کہ مواصلت طالب کا سخن بار بار اچھا معلوم ہوتا ہے ؛

کبت

میٹھی ہی نیت ہی سُبھائی بھائی نینن کی جا کی رس چاکھی کو سبی للچات ہین

پھینکی اور بھی سب کہا ہی کی کہا کھون ہیرا کی سی جوت دیکھی پھولے نہ سماتے ہین

کہانڈ کی کسلی مدہ ات ہین پیوت ہنس رسنان کی پیاری ہی اوٹھن بلات ہین

ایسی سکمار ہین ہی اولی بارون کا پی کی دیٹھہ کی لکھین دیکھو ٹوتی نہو جات ہین

محمد عارف بلگرامی جوان قابل صاحب فضایل بود شعر ہندی خوب

می گوید و مضامین دلنشین می آرد برخی از ان درین جریده ثبت میشود ؛

از نکھہ سکھہ دوہا منگلاچرن

بال بال کی بال کو بیوری بھید نیائے
سکھہ نکھہ تین بالن بین کنگھی کون نسمائے

بال عورت و موے سر بیوری جدا کرے بھید راز سکھہ نکھہ سراپا کنگھی شانہ حاصل دوہا اے سکھی اس نازنین کے موے سر کو جو تو جدا کرتی ہے واقف راز نہین ہوسکتی جب تک کہ مثل شانہ کے سینہ ہر موین نہ درآوے گی حاصل مدعا یہہ کہ جب تک شاعر محبت عورات مین دل باختہ نہو جاوے بیان سراپا ناممکن ہے

بینی برنن دوہا

سمدر ہیو متھہ مین من لی جگ کرت انیت
بینی تیری سیس مدہ کرت کو بینی ریت

سمدر دریا ہیو دل متھہ بلو کر مین من ماہی دل جگ دنیا انیت ظلم بینی چوٹی سیس سر مدہ درمیان کو بینی خلاف ریت طریق حاصل دوہا دریاے سینہ سے ماہی دل کو پکڑ کر دنیا مین ظلم کرتی ہے یہہ چوٹی تیری سر نے کیا نیا طریق اختیار کیا ہے ؛

مانگ برنن

بچھو ہتو کی نان بچھو اندہ ابدبچھہ سوئے
مانگ بھیکھہ جھلکت سو ہیہ اکھی کلا جو گوئے

لال بیندلی جت الک لکھہ آوت اپمان ۔

پہن ست انک منیک کی من ڈہوکین لپٹان

لال سرخ بیندلی قشقہ مدور الک زلف جت کے ساتھ لکھہ دیکھہ اپمان شال نہین پہن کفچہ مار ست انک صد منیک مارسیاہ من مہرہ مار ڈہوکین شک لپٹان لیتے ہین حاصل دوہا

پیشانی پر قشقہ مدور سرخ لگا ہوا اور گرد چہرہ زلف آویزان کی شال سمجہا سکے دوسری خیال مین نہین گذرتی کہ صد کفچہ ہاے مار سیاہ بہ شک وطمع مہرہ مار ہر جانب سے لپٹے ہوے ہین ۔

ترن برن دوہا

لکھہ چکھہ مین بہرو بہا وام ہانون لکھگ مین

چکھہ پد دیرکھہ کرت ست لک دینہی ہی این

ایضاً

کنج تہکی لکھہ چپلتا کو رنگ چکی لکھہ رنگ

مین چکی درگ مین لکھہ جیب لکھہ چکی ترنگ

کنج صعوہ چپلتا شوخی کو رنگ آہو مین ماہی درگ آنکھ مین دراز ترنگ اسپ حاصل دوہا صعوہ شوخی چشم اور آہو رنگ چشم اور ماہی درازی چشم اور اسپ خوبی چشم کو دیکھکر حیران دخجل وششدر ہین ۔

ایضاً

بِس پھیلَت انکی لکھت مَن پاوت نہین چین

کن پرکاش بج گن کرین برچھک راس تو نین

لبس زہر پھیلت پھیلتا ہے کن کیون نہ پرکاش ظاہر ہج گن کرین صفت خود کرین برچھک راس برج عقرب تو نین تیری چشم حاصل دوہا انکی یعنی تیری چشم کے دیکھنے سے زہر سرایت کرتا ہے اور دلکا چین جاتا ہے تیری چشم کا طالع برج عقرب ہے پھر کیون نہ اپنا ہنر ظاہر کرین ؛

کرن برنن

گنیا کیون کہہ سکت تیھہ سمتا سیت پرکاش

جا کانن بت کی کرت مکت ناک بین باس

گنیا اہل ہنر سمتا شال سیت سفید پرکاش روشنی کانن جنگل گوش مکت مروارید و مرد آزاد ناک عالم بالا ہی باس جاے سکونت حاصل دوہا اہل ہنر تیرے گوش کی آب و تاب اور شان کو بیان نہین کر سکتے کہ جن کانون مین بیٹھ کر ریاضت کرتے ہین مروارید بہ تمناے قیام بہی دوسرے یہہ کہ جس جنگل مین مرد آزاد عاقبت بخیر ہونیکے واسطے ریاضت کرتے ہین ؛

ناسا برنن دوہا

ابجت ہی ایکی کمل ایک نال مین آے

او بہت ناسا نال جت چکھہ ب کمل لکھاے

نا سا ہینی چکھہ آنکھہ سب دونون حاصل دوہا قاعدہ ہے کہ ایک نال مین ایک ہی کنول پیدا ہوتا ہے یہہ عجیب تیری نال ہینی ہے کہ جسمین دو کنول یعنی دو آنکھہ ہین ٭

نتھہ برنن دوہا

رتیہ نتھہ کی جھولن نرکھہ لینہی من یون پاے
مکتن ڈار اپونا ک مین سنگ ہنڈورا آے

مکتن مروارید و مرتاض ناک عالم بالا ونبی حاصل دوہا عورت کے حلقہ بینی کے جھولن دیکھکر دلکو یون مثال ہاتھہ آئی کہ گویا مروارید خواہ مردان مرتاض نے بینی خواہ عالم بالا مین جھولا ڈالا ہے آکر ٭

کرن مکت برنن دوہا

مکت بہی جدپ تو تو ناک پاس تو آس ٭
کانن کانن مین اجون تب بہت کرت نواس

مکت مروارید و مرتاض جدپ ہرچند کہ ناک عالم بالا و بینی باس جاے سکونت تو آس بہ آرزو سے تو کانن جنگل کانن گوش تب بہت تیرے واسطے نواس متمکن حاصل دوہا ہرچند کہ مروارید یا مرتاض ہوے الا تیری بینی اور عالم بالا کی تمنا رکھتے ہین اور صحرا وگوش مین تیرے حاصل کرنے کو قیام پذیر ہین یعنی مروارید بہ تمناے قیام بینی گوش مین اور مرتاض بہ تمناے عالم بالا صحرا مین جاگزین ہین ٭

لالری برنن دوہا

نتھ موتن بیچ لا لری راجت ہی اینھ مود

نکت رمت منون ناک پرا ندبہ ہو گھ گود

راجت ہی خوشنا ہے سو دفوشی نکت مروارید و مرتاض ناک عالم بالا وبینی
اندبہ ہو عروسک حاصل دوہا حلقہ بینی کے موتیون کے درمیان مین
یاقوت سرخ نہایت خوشنا ہے گویا مروارید عروسک کو گود مین لئے ہوئے ہین
دوسرے یہہ کہ گویا مرد مرتاض حورون عالم بالا کے ساتھہ سیر کرتے ہین ؞

ادہر برنن دوہا

ادہر امی دہر بیت کنھ بال سدہا دہر بہال

سیچو اوٹھن ناس مگ ادہر گاڈ مرنال

مرنال نال کنول ادہر لب ہاے سدہا دہر ماہتاب بال عورت ؞
حاصل دوہا اے نازنین تیرے لبون مین آب حیات ہونے کی یہہ وجہ
معلوم ہوتی ہے کہ تیرا پیشانی ماہ لبون کو براہ نال یعنی آبحیات پہونچاتا ہے -

مسا برنن دوہا

لسا مسا ات رس مسا بسا کپولن سوبھ

رہت الی ال کمل مین بہنا سوبھ کی لوبھ

بسا زیبا مسا تول ات رس مسا باآب بسا شکن ہے کپولن رخسارہ
سوبھہ خوشنا رہت الی رہتا ہے اری سکھی ال بہونرا سو ربھہ خوشبو
لوبھہ طمع حاصل دوہا تولول یعنی مسّہ زیبا پرآب وتاب رخسار نایکا

خوشنما ہے اے سکھی زنبور سیاہ بطمع خوشبو گل کنول مین اکثر بیٹھکر رہجاتا ہے ✤

دسن برنن دوہا

کامیت کچھہ اتپات سوالی دسن ہین نانہہ ✤

بہان اودی ہوون دیکھی نکہت بال بدہ مانہہ

اتپات فتنہ بہان اودی طلوع آفتاب نکہت ستارہ بال بدہ ہلال حاصل دوہا اے سکھی نایکا کے سلک دندان نہین ہین کچھہ آثار فتنہ ہین کہ بروز روشن ستارہ ہلال مین نظر آتے ہین ✤ دمین ستارگان کا متصل چاند نظر آنا آثار بد ہین روز روشن مراد از چہرہ ستارہ مراد از دندان ہلال مراد از ہر دو لب ✤

دس برنن دوہا

دسن نکت کی ہوت ہی ہنسن جہان درسائے

بیچ کہری دب جات ہی پہول جہری بجھہ جائے

دسن دندان نکت مروارید بیچ برق کہری زیادہ پہول جہری پہلجھڑی نام آتشبازی حاصل دوہا جسوقت وہ خندہ کرتی ہے چمک مروارید دندان سے برق شرمندہ ہوتی ہے اور پہلجھڑی بجھہ جاتی ہے ✤

مکھہ جوت برنن دوہا

انک نہ انگ مینگ کی اور مرگ انگھہ نانہہ

تو مکھہ دت لکھہ رسن جر دیو داگ ہیتہ نانہہ

انگ نشان انگ جسم مینک مہتاب مرگ انگ نشان آہو حاصل
دوہا قرص ماہ مین نہ نشان سیاہ ہے اور نہ نشان آہو تیرے چہرہ کی چمک
دیکھکر ماہ سوختہ ہوکر اوس نے غصہ سے خود اپنے سینہ مین داغ سیاہ دیا ہے

مکھہ جوت برنن دوہا

مکھہ دیپت وا بدن کی اُپمان ہین سب ہین
جا مکھہ جوتن ہوت ہی رجنی پت دت ہین
دیپت روشنی بدن چہرہ رجنی پت ماہتاب دت ہین ناقص النور
حاصل دوہا روشنی چہرہ اوس ماہ پیکر کی بے مثال ہے کہ جسکے دیکھنے
سے ماہتاب ناقص النور ہوتا ہے

مکھہ باس برنن دوہا

ڈگر ڈگر تو نگر کی گنجت مدھکر پنج ہے
کینہو تو مکھہ باس نی بھون کنج بن کنج
ڈگر ڈگر راہ راہ نگر خانہ گنجت خوش آواز مدھکر زنبور سیاہ پنج جوق جوق
بھون کنج خانہ باغ بن کنج چمنستان حاصل دوہا تیرے گھر کی
راہون پر جوق جوق زنبور سیاہ گنجان یعنی آواز خوش کر رہے ہین اے گلشن
دہن تیری خوشبو دہان نے تیرے گھر کو باغ و چمنستان بنا دیا ہے

تھوڑہی برنن دوہا

تو ٹھوڑہی سو بہاجتی کیون نہ لال للچا نہہ
جہہ لکھہ ٹھوڑی ہی ہاتھہ دی کہری بال بچہتا نہہ

تو ڈہی زنخدان سوبہا خوبی چہتی دیکہکر بال عورات حاصل زدیا
تیری زنخدان کی خوبی کو دیکہکر کیون نہ طالب تیرا تیری تمنا وآرزو کرے کہ
جسکو دیکہکر عورات حسرت سے شرمندہ ہوتی ہین ؛

کنٹہہ برنن دوہا

ہارے لوکوٹ کپوت کو دیکہہ کنٹہہ ابہرام
گنہین لون ان بج گرین ڈارے لوپٹکا سیام

کوٹ کردر کپوت کبوتر کنٹہہ گردن ابہرام خوبصورت گنہین گنہگار
پٹکا سیام کربند سیاہ حاصل دوہا گردن خوبصورت کو دیکہکر کروڑن
کبوتر شرمندہ ہوے بلکہ کثرت انفعال سے مثل گنہگارون کے طوق سیاہ
اپنے گلومین ڈالے ہوئے ہین کبوتر کی گردن طناز وملیح ہوتی ہے شاعران
ہندی نے تشبیہہ اوسکی گردن محبوبہ سے کی ہے ؛

پیکہہ ریکہہ تو کنٹہہ کی جبیہ کپوت دہر تیکہہ
پہانسی پہانسی بج گرین پیت داگہ بیکہہ

پیکہہ دیکہہ ریکہہ خط تو تیری کنٹہہ گردن جبیہ دل کپوت کبوتر
دہر رکہہ کر تیکہہ غرور پہانسی کمند پہالسی ڈالی بج گرین
اپنی گردن مین حاصل دوہا دیکہکر خط تیری گردن کے کبوتر
اپنے دلمین بس خجل ہوا اور کثرت خجالت سے کمند کو اپنے گلے مین پہانسی
کہ داغ ہاے گلو کبوتر سے ثابت ہے

کنٹہہ سر برنن دوہا

سُنی جھنک سُرلیت ہین سم سُوکنٹھہ کی کُوک
چاتک ہیئہ دَو ٹُوک ہوئی جر کھُوکن ہی مُوک

سنی جھنک سنکر آواز سرلیت ہین سرلینے مین سوکنٹھہ خوش گلو کی کی کوک آواز چاتک پپیہا ہیہ جگر دَو ٹوک دو ٹکڑے کھوک کویل موک خاموش حاصل دوہا آواز خوش گلوے نایکا کی سنکر پپیہا کا جگر دو ٹکڑے ہوا اور کویل کثرت خجالت سے خاموش ہو گئی ❊

نار برنن دوہا

نارِ نار لکھہ کی رہین ناَرین نازنواَے
ہارین سارین بھر کی ہارین ہاری کہاے

نار عورت نار گردن نارین عورات نازنواسے سرفرو بھر کی پشمان ہو کر حاصل دوہا گردن نایکا کی خوبصورتی دیکھکر جملہ عورات سرفرو ہوئین اور ہارگیئن تمام پشیمان ہو کر اور ہارین ہار کر ❊

بانہہ برنن دوہا

پاس تُلت تو بانہہ کی بیت اجگت ہیت
جیو لیت بدہ کر پرین یہہ پیتم جیئہ دیت

پاس پہانسی پرین عزیز دن حاصل دوہا اے محبوبہ پہانسی کے مانند تیرے حلقہ ہر دو دست کا بیان کرنا سخن ناموزون ہے کیونکہ وہ پہانسی جان لیتی ہے اور یہہ پہانسی حلقہ آغوش کے طالب کو جان دیتی ہے ❊

کانکھہ برنن دوہا

کنکھیان لکھہ ان باہنہ تر سکھیان ہین اچیت
سدہا سندہ جب لہرتین پری سندہ کنہہ بیت

کنکھیان ہر دو بغل لکھہ دیکھکر اچیت غافل سدہا سندہ دریاے آبحیات جب دو لہر موج پیری پڑی سندہ خلا کہہ بیت کیدن حاصل دوہا تیرے دونون باہنون کے نیچے دونو بغلون کی خوبصورتی کو دیکھکر سکھیان خود فراموش ہوتین کہ دونون دریاے آبحیات مین کہ مراد ہر دو بازو سے ہے انکی موج مین فصل و خلا کسواسطے ہے ❊

پہنچا برنن دوہا

کوٹ اوپاین سون الی بلی کرین بدہ ساتہہ
پی پہنچن واکی نہین پہنچت اپمان ہاتہہ

کوٹ کرور اوپاس تدبیرون سے الی اے سکھی ملی باہنہ ایمان مثال حاصل دوہا کرور ہا تدبیرون سے اوسکی خوبی ہاتہون کی بیان ہوئی مگر اوسکے ساعد یعنی پہنچا تک ساعد مثال پہونچ نہین سکتا کہ اوسکی خوبصورتی کا بیان کرسکتے ❊

پورین برنن دوہا

بہاوت چت آوت ہین لکھہ آنگرین چھبا این
پورن پورن رس کیو نہون گانٹھہ دئی ہین

بہاوت چت خوش آتا ہے دلکو اوت ہین آتا ہے دلمین لکہہ انگرین دیکہکر انگشت چہب این مخزن خوبی پورن پورن جوڑ جوڑ رس کیو شیرہ خوبی بہرا ہے گانٹہہ دئی گرہ دیگر مین حسن مجسم نے حاصل دوہا اوسکے جوڑ ہاے انگشت مخزن خوبی دلکو خوش آیندہ ہین اور مثال اوسکی دل مین یون معلوم ہوتی ہے کہ گویا حُسن مجسم نے جوڑ جوڑ مین عصارۂ خوبی بہر کر گرہ لگائی ہے ٭

رومادل برنن دوہا

مانگ انک جو سیا متا میٹی الی تون دیکہہ
اودر آن سو پر گہٹی روماولی کی بہیکہہ

مانگ انک مانگ مین جو نشان سفید خط جو سیا متا اوسکی سیاہی اودر شکم پر گہٹی ظاہر ہوے روماول موے نرم نرم شکم بہیکہہ صورت حاصل دوہا موے سیاہ کے درمیان مین جو نشان مانگ سفید کا اے سکہی تجہکو نظر آتا ہے اوسکی سیاہی معدوم ہونیکی یہہ صورت ہے کہ وہی سیاہی بشکل موے نرم نرم کی بنکر اس نایکا کے شکم پر ظاہر ہوئی ہے تو دیکہہ لی مراد یہہ کہ نایکا کے شکم صاف پر سیلے بسیار باریک و راست موے نرم نرم کی بمقدار سفیدی مانگ بس خوشنما ہے ٭

ایضاً دوہا

روماول نہہ جان تون لکہہ بیسر سکہی رنگ
کچ سو تج منو تک چلیو نابہی ببر بہونگ

روماول موے نرنرم شکم بلیسر رنگ حلقہ بینی ازدار ظاوس گچ شو پستان
تج چھوڑکر نابھی کبر سوراخ ناف بھونگ نار حاصل دوہا
یہہ خط موے نرم نرم کا شکم نایکا پر نہین ہے گویا بخوف طاؤس حلقہ بینی ارسیاہ
پستان یعنی مقام جاے سکن اپنے کو چھوڑکر رجوع بطرف سوراخ ناف ہے ؛

کچ اگر سیامتا برنن

لَست بَام کُچ سَنبھہ پَر نہین سیامتا رنگ
رَہیو منوٗ بھو کُون دہی سر چڈہ رہیو کلنک

لست زیبا ہے بام عورت کچ سنبھہ پستان سیامتا سیاہی
منو بھو شہوت کلنک عذاب حاصل دوہا اے سکھی سر پستان
نایکا پرکہ جو مدور بہ شکل مہادیو ہین سیاہی نہین ہے مہادیو نے جو شہوت
کو جلایا ہے وہی عذاب بصورت سیاہی تکمہ پستان پر نمودار ہے ؛

ارج سندہ برنن دوہا

آلی بھلی بدہ جان توٗن ارجن سندہ اَنوٗپ
ادہر اَمی کی چرن ہت راہ نابھہ کی کوٗپ

ارجن سندہ فصل درمیان ہردو پستان انوپ عدیم النظیر ادہر لب
امی آبحیات چرن ہت جہت خورش نابھہ ناف کوپ چاہ
حاصل دوہا اے سکھی تو یہہ یقین تصور کرکہ درمیان ہردو پستان
کے جو راہ ہے وہ عدیم النظیر ہے لیکن واسطے خورش آبحیات لب ہاے
محبوبہ کی راہ راست چاہ ناف کی تصور کر

نابھہ برنن دوہا

نابھہ بھنور لون دیکھی روپ سندہ توگات
سکھمان کیھی کون بدہ او پان بوڈی جات

نابھہ ناف بھنور گرداب لون طرح روپ سندہ دریا حسن توگات تیرا جسم سکھمان تعریف او پان مثال بوڈی جات غرق ہوئی جاتی ہے حاصل دوہا اے نازنین تیرے جسم کے دریاے حسن مین ناف گرداب ہے تعریف اوسکی کیونکر بیان کرون جو مثال لاتا ہون غرق ہوئی جاتی ہے

کٹ برنن دوہا

اِی ری تیری لنک تین الکھہ روپ سرسات
جاتین سب پرکاش ہی وہی نہین درسات

لنک کمر الکھہ روپ جو نظر نہ آوے سرسات زیادہ ہوتا ہے درسات دکھتا ہے پرکاش ظہور حاصل دوہا اے نازنین تیری کمر سے اللہ کی صفت غایت ظاہر ہوتی ہے یعنی یہہ کہ جس ذات سے تمام مخلوق کا ظہور ہوا ہے وہ نظر نہین آتا ہے

ایضاً

کٹ آدیٹھہ کون اینٹھہ لون بھیونطہ بدہ سنگ
پرکٹ بھیو ہی بھیکھہ دہرجگ امنگ کو انگ

کٹ کمر اڈیٹھہ غایب اینٹھہ بل نینہہ مشکل ہے بارہ سنگہ
اتفاق پیرکٹ ظاہر ہوا ہے بھیکہ دہر صورت پذیر ہوکر جگ دنیا
امنگ جوش نشاط انگ وجود حاصل دوہا کمر ناپیدا کا بیچ وتاب
سے بمشکل تمام اتصال ہوکر ظاہر ہوا ہے بہ تغیر صورت دنیا مین جوش نشاط
کا وجود

کام بھون برنن دوہا

تیری نابھہ ترکو الی برنن کرت سکات
بدھ بچ ہیہ سکچت جہان ادپمان جات لجات

نابھہ تر زیرناف برنن کرت بیان کرتی سکات ڈرتا ہے بدھ
عقل بچ ہیہ اپنے دلمین سکچت پس وپیش کرتی ہےا اوپمان مثال
لجات شرمندہ حاصل دوہا اے نازنین تیرے زیرناف یعنی
اندام نہانی کی تعریف کرنے مین شاعر ڈرتا ہے کیونکہ عقل کو جس جگہہ کی
رسائی نہین پس وپیش ہے اور مثال خود شرمندہ ہوتی ہے اوسکو شاعر
کیونکر بیان کرسکتا ہے

چرن برنن دوہا

ارل کمل واچرنن کی لہی نہ سمتا این
جاپر بھنور رن سون سدا بھرت ہین جگ نین

اہل صاف سمتا این خانۂ شال بہرت بلاگردان جگ نین
چشم حلق حاصل دوہا اے نازنین تیرے پائے صاف گل نیلوفر
سرخ کی شال خانۂ شال مین نہین ہے کہ جن پر دل مخلوق شل زنبور سیاہ
کے بلاگردان رہتے ہین

اڈی برنن دوہا

تو ایڈن سکھان کی ہین اپان سب ہین
موڈہ بوڈہ جابرن لہہ اندبد ہو بدلین

اڈن پاشنا سکھان تعریف اپان شال موڈہ بے عقل
بودہ عروسک جابرن لہہ جکے ہمرنگ ہوکر اندبد ہو
عروسک ومنکوحہ راجہ اندر پدہ مرتبہ حاصل دوہا اے نازنین
تیری پاشنا پای کی اگر تعریف کردن تو مثال اوسکی ناپیدا ہے بے عقل بوڈہ
یعنی عروسک کا نام جس پاشنا کی ہمرنگی اختیار کرنے سے ایدبدہو کہ
نام منکوحہ راجہ اندر کا یہی ہے مشہور عوام ہوا یعنی بجاے نام بوڑہ خطاب
اندبد ہٹہ کا پایا اور بوڈہ وایدبدہو یہہ دونون نام عروسک کی زبان
ہندی ہین۔

گات برنن دوہا

اپمان کو اولاگت نہین وا تن ادپ انوپ
جات روپ سی گات لکھہ جات روپ کو روپ

ایمان مثال اوپ روشنی جات روپ طلا حاصل دوہا
اوس ماہ پیکر کی خوبی و روشنی جسم کی کوئی مثال خیال مین نہین آتی اوسکا
جسم طلائی دیکھکر حسن کا بہی حسن شرمندہ ہوتا ہے -

چھب برنن دوہا

چھب جھلکت مُنہہ جھلک تین من لاگت ایمان
ہوت اودی سس کی مُنون سمد سلل اولتھان

چھب خوبی اودے طلوع سس ماہتاب سمد دریاے شور سلل آب اولتھان برسر طغیانی حاصل دوہا روشنی چہرہ اوس ماہ طلعت سے تمام جسم اوسکے مین اس قسم کی خوبی و روشنی عیان ہے کہ مثال اوسکی ناپیدا ہے گویا ماہ کامل کو دیکھکر آب دریاے شور برسر طغیانی ہے قاعدہ ہے کہ ہمیشہ ماہ کامل کو دیکھکر آب دریاے شور برسر طغیانی ہوتا ہے یہان ماہ کامل مراد چہرہ نایکا سے اور طغیانی آب دریا مراد ازدیاد خوبی جسم نایکا سے

سکمارتا برنن دوہا

کیون وہ بہوکھن کنک کی سبہی انگ سکمار
نیٹھہ نیٹھہ مگ ڈگ دہرت نار مہاور بہار

بھوکھن زیور کنک طلا انگ جسم سکمار نازک نیٹھہ نیٹھہ مشکل مشکل مگ راہ ڈگ دہرت قدم رکھتی ہے نار عورت مہاور رنگ عنابی بہار بار حاصل دوہا زیور طلائی وہ نازنین کیونکر زیب بدن کرے

کہ زنگ مہاور کا جو اوسکے پیرون پر لگا ہے اوسکے ہی بار کو بارگران سمجھکر بمشکل تمام قدم راہ پر رکھتی ہے -

سوبھا برنن دوہا

تیہ جیہر جیہ پرہری تا تین بُدہ بچار

متواری ہتیار لون راکھی بھوکمن ٹار

تیہ عورت جیہر نام زیور جیسیہ پرہری دلونکو مایل کیا تاتین اسواسطے بدہ بچار از راہ فہم رسا متواری شراب خوار مخمور ہتھیار اسلحہ لون طرح راکھی رکھی بھوکمن ٹار زیور اوتار کر حاصل دوہا اس نایکا کے زیور یا سے نے دلون کو بزور مطیع خود کیا لہذا بخیال اسکے کہ مخمور کے پاس اسلحہ کا رہنا خالی از مفسدہ و نقصان جان نہین تمام زیور اوتار رکھا گیا -

نکہہ سکھہ پورتیا دوہا

پرتہم رچیو سکھہ نکہہ برن عارف نپٹ اجان

بُدہ جن جان سُدہار یو چہمیو بدہ ندہان

پرتہم اول ہی مرتبہ رچیو تصنیف کیا سکھہ نکہہ سراپا برن بیانین نپٹ اجان سراپای علم بُدہ جن کملاو فضلا چھمیو معاف کرین بدہ ندہان مخزن علوم وعقل حاصل دوہا عارف سراپاے ہنر نے اول ہی مرتبہ یہہ سراپا تصنیف کرکے بیان کیا ہی لہذا کاملان فن مخزن فراست سے آرزو ہے کہ میری

غلطی کو معاف فرماوین ٭

از سکھہ نکھہ کبت جوڑا برنن

کیدھون بدہ ببار بدہاں چھندبند کر باندہیو تمراج گانٹھہ سوہت اسیت ہے

کیدھون رس ہیچک کی للت نوین لتا سندر اد وار پہل تاکو چہب دیت ہے

کیدھون کام نٹ کہری کندن جہری ہین دہری نیلمن کوئی دان پراین کولیت ہے

کیدھون ہیم سان ہین مدن بیٹھو آسن کہی کیدھون تیہ تیرو جوڑو نیہہ کو نکیت ہے

کیدھون شاید بدہ ببدہ بدہاں تدبیرات انواع انواع چھندبند مکر و فریب باندہیو تمراج باندہا ہے تاریکی کو گانٹھہ گرہ سوہت خوشنما اسیت سیہ تاریک ہے رس ہیچک جوش سیاہی للت خوبصورت نوین نئی لتا بیل وتختہ اووار فیاض کام حسن مجسم نٹ رسن باز کہری اچھی کندن جہری چوب طلائی نیلمن نیلم ہیم سان چوکی طلائی مدن محبوب بیع نیہہ محبت در روغن سیاہ نکنیت خانہ حاصل کبت اے ماہ رو تیرے سر پر جوڑا سیاہ نہین ہے

شاید تدبیرات انواع و مکر و فریب سے تاریکی کو باندہا ہے کہ جسکی یہہ گرہ
سیاہ خوشنما ہے یا جوش سیاہی کی یہہ خوبصورت ایک بیل ہے کہ جسکا ثمر
خوبی زیادہ تر خوشنما و فیاض ہے یا حسن مجسم رسن بازنسے چہڑی طلائی مرصع
نیلم کہ مراد قد اور موے سر نا یکا سے ہے حاصل کرکے اب خواستگار جان ہے
یا چوکی طلائی چہرہ پر محبوب ملیح کہ مراد جعد موے سر ہے رونق بخش ہے یا اے
نازنین تیرا جوڑا خوبی و صفائی کا گہر ہے ❊

نیتر برنن کبت

کہید ہومین کیتن کی سرکی ہین اوبہی ہین کہید ہون بیچ سرجوکی سرادرواہین
کہید ہون پر پہلت ارن سرسیج تا مین نیل کنج راکہی کر جکت تاکی سوبہا سات ہین
کہید ہون جوری بہوری کل کہنجن کی سخن ہی رسک ملند کہید ہون دینت کہاہین
نیت نویلی ال بیلی ہیم سیلی کہید ہون تیری سیہہ اچہہ میری جہپن سہات ہین

کہید ہون شاید مین کبت حسن مجسم سر تالاب او بہی دونون مین
مچھلی بیچ نیلوفر سر جو سر دریاے سر جو پر پہلت شگفتہ ارن سرسیج
سرخ کنول نیل کنج کنول سیاہ سوبہا خوبی سر سات زیادہ جوڑی
دو بہوری بہولی کل اچہی کہنجن ممولہ رنجن تسکین دہ
رسک چاشنی گیر ملند زنبور سیاہ دینت نر و مادہ بکہیات ظاہر
نیت نویلی نوخیز ال بیلی طنازہ ہیم سیلی جدول طلائی سیہہ صاف

اچھے انکھ چھین آنکھوںمین سہات خوش آیند حاصل کبت اے نازنین تیری چشم شاہد حسن مجسم کے تالاب کی دو مچھلی ہین یا دریاے سرجو کے دو گل نیلوفر نوشگفتہ و خوشنما ہین یا گل سرخ کنول کے اندر گل کنول سیاہ رکھے ہین کہ اوس سے خوبی کو دوبالا کرتے ہین یا دو صعوہ خوبصورت ہین کہ دل کو اپنی حرکت سے محظوظ کرتے ہین یا دو زنبور سیاہ چاشنی گیر نر و مادہ ہین یا نوخیز طناز ہین یا جدول طلائی ہین بہرحال یہہ تیری آنکھین خوبصورت وصاف و بہتر میری آنکھون کو خوش آیند ہین +

مکھ برنن کبت

باسر ہوا یتو ادت امل جوت واکو نس ہی ہین اولو کی لوک لوک ہے

بھاں بدمان یاکی مہان سمان مان ہین دن واکون دن پردیہ شوک ہے

پورن پرکاش سدا اشدہا کو نواس دیکھو رہت دوکہت جاتین بنت صوب کوک ہے

یاکون کلنکت کلنک لکھو ہی واکون تیر و مکھ چند بال چند سم کوک ہے

باسر دن اوت روشن امل صاف نس رات اولو کی دیکھی لوک ملک بھان آفتاب بدمان موجود شوک رنج پورن پرکاش طلوع کامل سدا ہمیشہ سد ہا آبحیات نواس مسکن کوک سرخاب کلنکت بلاعیب کلنکت باعیب مان عورت سم مقابل وبرابر کوک ہی کون کہئے حاصل کبت ای نازنین تیری چہرہ ماہ کی تعریف

کیا لکھون اول یہہ کہ ماہتاب فقط رات ہی کو روشنی دیتا ہے اور تیرا چہرہ ماہ بروز روشن بہی منور رہتا ہے کہ آفتاب اپنے مقابلہ مین اوسکی روشنی کو اپنی روشنی کے مطابق جانتا ہے بلکہ وقت غروب رشک سے ملول ہوتا ہے کہ میری غیبت مین بھی یہہ بدستور روشن رہیگا دوم طلوع ماہ مین جانور سرخاب صدمۂ مہاجرت سے ملول ہوتا ہے اور یہہ تیرا چہرۂ ماہ ہمیشہ راحت رسان وشب و روز منور و یہہ از آب حیات ہے سوم یہہ کہ ماہتاب کو عیب ترقی وتنزل کا ہر ماہ دامنگیر رہتا ہے اور تیرے چہرۂ ماہ کا نور لازوال ہے پس تیرے چہرہ کے مقابلہ مین شاعر مثال ماہتاب کو کیونکر موزون کرسکتا ہے +

جان برنن کبت

کری ہوئی اربین کرسا نکر کری ہی دیکھہ نیت اچھنا بہری رہتا گ چہاجی ہے

سندر سرت دنت سو ہوبہوتت راجت ہی رچینار چیر یچ کرن براجی ہے

ات ہین سر دیپ ڈہاری ہے دپ ہیکی سانچی مانون کاریگرین اچہی مورت ساجی ہے

سکہمان ترلوک کی سکیل سوچ سوچ ات ہیری جان بدہ جان جان تیہ ساجی ہے

کری نیل مادہ اربین آزاد از دشمن کرہاتہہ سانکر زنجیر کری ہی کی ہے نیت اچہنا بہری سخت تعجب رہتا درخت موز گت جال چہاجی خوشنما سرت دنت لائق صحبت رچینار چیر نہایت اچہی مورت رچ کرن خوش آیند ٹہاری ڈہالی ہوئی سانچے قالب کاریگر مین حسن مجسم کاریگر سکہمان خوبی ترلوک

ہرسہ عالم سکیل فراہم کرکے بدہ جان خالق نے سمجھکر جان تیہ ران عورت ساجی بنائی ہے حاصل کبت اے محبوبہ تیری ران ہا کی تعریف کیا لکھون کہ مادہ فیل گزند دشمن یعنی یوزکمر سے آزاد ہوکر اور حلقہ زنجیر اپنی خرطوم مین لیکر اظہار نیاز کرتی ہے آور یہہ بات نہایت تعجب کی ہے کہ تنہ موز خرامان تشبیہ ران ہے اور بس خوبصورت و خوشنما لایق صحبت و خوش آیند ہر وقت مین حسن مجسم نے قالب حسن مین ڈہال کر بہت پاک وصاف آراستہ کیئے ہین میرے نزدیک خالق نے حسن ہرسہ عالم کو یاد سے فراہم کرکے رانین عورت کی بنائی ہین ؃

ناسا برنن کبت

سُکھمان اکھنڈ سُکٹ سُنڈن کی کھنڈن ہی منڈن مُکھہ منڈل کی ابہلا کہی ہے

تِل کُوسُمن تاؤ تُول تِن یاوی نہن تُوین کیتن کی چھبین بُدہ بہا کہی ہے

سُکھمان اَمل مہا کُومل نوین اتِ رُوپ سرسج کلی سیب تاکی ہے ؃

رَاچِیو سِج نیہہ تین بدِ ہا تا تِیہ مُکھہ دیپ تاکی دُت ہیت ناسا باتی سم راکہی ہے

سکھمان خوبصورتی اکھنڈ لازوال سکٹ سنڈن منقار طوطیان کھنڈن مٹانے والی منڈن زیور مکھہ منڈل حلقہ چہرہ تل کوسمن گل کنجد امل صاف مہا کومل نہایت نازک نوین نورسیدہ روپ سر دریا حسن سرسج کلی شگوفہ گل کنول سیب خدمتگذار نیہہ محبت و رغن بدہا تا برہما خالق تیہ مکھہ دیپ چراغ چہرہ عورت تاکی اوسکی دت ہیت روشنی کیواسطے ناسا بینی باتی فتیلہ سم مثل راکہی ہے بنائی ہے حاصل کبت اے نازنین تیری بینی کی خوبی لازوال رشک دہندہ منقار طوطیان اور زیور

حلقہ چہرہ ہے گل کنجد کی اگر مثال دی جاوے تو اوسکی خوبی بہی ہم پلہ خوبی تیری بینی کی نہیں ہوسکتی کیونکہ صد ہا خوبیان بہ مقتضاے عقل تیری بینی مین پائی جاتی ہین نہایت خوبصورت وصاف وبس نازک ہے کہ دریاے حسن کے گل نیلوفر کا شگوفہ نوخیز جسکا خدمتگار ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے چہرہ کے چراغ کو روغن خوبی وصفائی سے جب خالق نے آراستہ کیا اوسکی روشنی کیواسطے یہہ تیری بینی مثل فتیلہ کے بناکر روشن کی ہے ؀

نوپربرنن کبت

رُوپ کو کیدار سم سُندر اجر تاین تَرل کنک کیسی لتا درسات ہے ؀

کید ہوت چہری کہری کلد ہوت کی نورہی جاکی جہب بچن کی چہٹا چہراتی ہے

نوچہ نوین نیلمن کی نگن جٹیوتا کو کردیٹہہ اتنہہ اوپان سہات ہے ؀

بہونرن کی پانت تامرس کی سُمن پر سکہمان سموہ لہہ سکہہ سون اگہات ہے

روپ حسن کیدار تہالا سم مثل وبرابر سندر خوبصورت اجر صحن ترل جوان وخوشنما کنک طلا لتا شختہ وبیل درسات معلوم ہوتی ہے چہری کہری چوب دستی بہتر کلدہوت طلائی نورہی خمیدہ چہب خوبی مرچن شعاع چہٹا مجمع چہرات جلوہ دہ نوپر نگولہ نوین نوطیار نیلمن نیلم نگن نگ ہاے جٹو مرصع دیٹہہ نظر انہہ زیادہ اوپان مثال سہات ہے خوش ہوتی ہے بہونرنکی پانت

صفت زنبور سیاه تا مرس کنول سمن گل سکھان خوبصورتی سموه انبار لهه پاکر اگھات ہے آسوده ہوتی ہے حاصل کبت زن نازنین خیابان حسن مین خوبصورت مثل بیل طلائی صحن خانہ کے اندر معلوم ہوتی ہے یا خمیده چوب دستی طلائی ہے کہ جسکی شعاع جلوه افروز ہے زنگولہ پاے پہنے ہوئے کہ جسکے دیکھنے سے مثال سرور اور چمن چمن تعریف سرور در سرور حاصل کرکے آسوده ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ صف زنبور سیاه گل کنول پر آراستہ ہے زنگولہ پاے نازنین نہین ❊

نثر خاتمہ

الحمد للہ والمنۃ کہ خامۂ خوش خرام بہ منتہاے این قلمرو رسید وسیاحتے کہ آغاز کرده بود بانجام رسانید وباقتضاے ترتیبی کہ درین تالیف اختیار افتاد ختم کتاب بر نظم ہندی دست بہم داده چہ مضایقہ بعض الفاظ ہندی جزو قرآن عظیم است وجواہر سلک کلام قدیم شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ در تفسیر دُرِّ منثور می گوید تحت قولہ تعالے طوبیٰ لہم وحسن مآب اخرج ابن جریر و ابو الشیخ عن سعید بن مسجوح قال طوبیٰ اسم الجنۃ بالہندیۃ ونیز شیخ جلال الدین سیوطی در تفسیر آیہ کریمہ سندس خضر استبدلہ صاحب کتاب برہان نقل میکند والسندس رقیق الدیباج بالہندیۃ ومی فرماید اخرج ابو الشیخ عن جعفر ابن محمد عن ابیہ فی قولہ تعالے یا ارض ابلعی ماءک اشربی بلغۃ الہند علماے فصاحت اتفاق دارند کہ این آیہ افصح آیات قرآنی ست وابداع بینات آسمانی وقوع لفظ ہندی در کلام معجز نظام خصوص درین آیہ بلند پایہ از عجایب است این چنین ست در سرو آزاد وختم این کتاب در سنہ دوازده صد و نود و ہفت ہجری بوقوع پیوست ودر بلدۂ فرخنده بنیاد بہوپال نقش تالیف بست چشم از یاران دادرس وعزیزان صبح نفس آنکہ اگر گوشۂ چشمی برین سرمایۂ نا سره اندازند

و با وصف عدم خوبی منظور نظر التفات سازند خامہ فرسا را بارمغان دعاے یاد آرند فقط

خاتمة الکتاب

از نتائج طبع بے بدیل ناظم بے نظیر ظہوری ظہور نظیری نظیر افتخار الشعرا حافظ محمد خان متخلص بشہیر سلمہ القدیر

گاہے سخن از یار و گہے از سخن یار　　دیوانۂ مشق سر و کار ست دل ما

امروز فکر تردد پرست پے سپر جادۂ اقبال ست و فضاے کار آگہی جولانگاہ توسن خیال ماضی بجال قرین آمد و حال با ستقبال ہمنشین شد گاہے بر روے میر دیدم و گاہے بمزار فیع رسیدم روزہا در انجمن ناسخم و شبہا ہم بزم آتش مومن بزم آرائے ماست و ذوق بادہ پیماے ما گزشتگان بحالیان مانند و حالیان بآیندگان سخت پیوند آرے اینہمہ دیدنیہا کہ دیدہ شد و دریافتنیہا کہ دریافتہ آمد پیدا است کہ غیر از دو چیز سببے دیگر نخواہد ہم قم عیسی را از قفا می دریابند و ہم آب زندگی را از جائے بہم سانند مژدہ باد کہ نگرانی سر آمد و تلاش برطرف شد صریر خامہ معجز نگار ابو الخیر سید نور الحسن خان بہادر متخلص بہ کلیم باوقار را رواج قم عیسی دادند و در ظلمات الفاظ تذکرہ خم خم آب زندگی نہادند یا رب لطف این قم عیسی بر فتگان روزی و فیض این آب زندگی بزندگان ارزانی باد و اندرین میدان پیش کلیم پا گزاشتن ہما نا بیش از کلیم پا گزاشتن ست و دو ش تصورتہ این بار فرسودن کاہ بودن و کوہ برداشتن توسن قلمش در دویدنست و صبا ممنون پا کشیدن عمریست کہ زبان ریختہ را بحال افتادہ و شاہد کمال را براہ استاد است شغلے آورد کہ طلسم گنج کمال بکشاد و کارے کرد کہ اختلاط لفظ و معنی براہ افتاد چون نباشد نہال مرادا میر الملکی ست کہ بر اورنگ جامعیت نشستہ است و گل امید والا جاہے ست کہ کار جہانی بیک انگشت بستہ یست فطرتی درین نزدیکی بدرگاہش

دیده باشی شنیدم که نشا منند اوج برآمد و بائین پرستی یکچند بر آستانش شنیده باشی دیدم که بلندی نام دارد ۵

نور الحسن کلیم بنوشت	خوش تذکره که جان نوشتم
لعلی ست ز معدن معانی	در صدف بیان نوشتم
اوصاف معانی بلندش	بر صفحهٔ آسمان نوشتم
آوازه درای نالهٔ دل	بانگ جرس فغان نوشتم
در عهد رئیسه که آن را	شاه فلک آستان نوشتم
آن شاه جهان که در سخایش	بر همزن بحر و کان نوشتم
تاریخ گر از شهیر خواهی	نیرنگ سخنوران نوشتم ۱۲۹۷

قطعه تاریخ چکیدهٔ خامهٔ بلاغت جامه نواب مرزا داغ دهلوی سلمه الله

سیدی نور حسن خان بهادر ذیجاه	آنکه با نطق کلیم ست و بطبع است سلیم
منتخب کرد چو اشعار بگفتم تاریخ	نور الهام جدید و ید بیضای کلیم ۱۲۹۷ هـ

قطعه تاریخ از سید جمیل احمد سهسوانی

جمیل این تذکره آن رونق رنگ سخن دارد	که مقبول دل و مطبوع هر طبع سلیم آمد
ز دل بر لب پی تاریخ این گلدستهٔ رنگین	تماشاگاه معنی جلوهٔ طور کلیم آمد ۱۲۹۷ هـ

قطعه تاریخ از معدن شیوابیانی سید قدرت علی شمیم سهسوانی

چیده مضمون و منتخب اشعار	داخل تذکره چو شد فی الحال
سال تاریخ او شمیم نوشت	انتخاب پسند اهل کمال ۱۲۹۷ هـ

قطعہ تاریخ از منشی سید احفاد علی سہسوانی

چون کلیم این کلام اہل کمال
مجتمع ساختہ بفکر رفیع
گفت احفاد سال تاریخش
چیدہ و منتخب کلام بدیع ۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ از منشی محمد شاکر حسین شاکر ابن منشی صابر حسین صبا

کلیم سحر بیان طرفہ تذکرہ بنوشت
کہ دل فریفتۂ او شد است وجان مائل
نوشت مصرعۂ تاریخ خوش ادا شاکر
بہار طور کلیم است نور دیدۂ دل ۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ از سخنور بے ہمتا رشک صائب و کلیم ابو النصر سید علی حسن خانصاحب بہادر سلیم

بو العجب تذکرہ مرتب شد
رونق جلوۂ بہار چمن
جلوۂ فکرت کلیم نمود
شمع بزم سخنوران روشن
از سر انبساط گفت سلیم
گلشن دلپسند اہل سخن ۱۲۹۷ھ

منہ سلمہ ربہ

ہے یہ بیمثل تذکرہ ایسا
جسکا ثانی نہین ہے بہ مجیب
فیض ہے حضرت کلیم کا یہ
اسکا طالب ہی دور ہو کہ قریب
کون ہے جسکو یہ پسند نہین
دیکھو کیا کیا لکھے ہین شعر عجیب
جلد کہدو سلیم فکر ہے کیون
اسکی تاریخ ہے عجیب غریب ۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ از سخنور لاثانی موجد الفاظ و معانی منشی محمد صابر حسین صاحب سہسوانی

عجب دلاویز تذکرہ ہے کہ دل لبھاتا ہے اک جہان کا
بتا و حُب کا عمل ہے اسمین کہ نقش تسخیر اسکو سمجھون
بلا ہے انداز دلبری مین یہہ حسن و جلوہ کہان پری مین
زمانہ اسکی ادا پہ شیدا جہان شوخی پہ اسکی مفتون
کہین ہے یہہ دلخراب عاشق کہین یہہ معشوق دلربا ہے
کہین ہے لیلی کا اسمین جلوہ کہین دکہاتا ہی رنگ مجنون
لکھے وہ چن چن کے شعر اسمین کہ انتخابونکی جان ٹہیرا
نہ دیکھی آنکھون نے ایسی بندش سنا نہ کانون نے ایسا مضمون
ہر ایک صفحہ ہی صحن گلشن کہلے ہین کیا کیا گل مضامین
جو لفظ رنگین ہوئے گل تر تو ہین معانی بہار گلگون
بیان وصل و فراق سے یہہ کہین ہی تریاق سم کہین پر
کسیکے دلمین ہے اس سے شادی کیا ہی اسنے کسیکا دل خون
نہ کیون ہو یہہ نور کا کرشمہ کلیم کی فکر کا ہے جلوہ
جو نام طور کلیم پایا یہہ کہیہ اسی کے لئے تہا موزون
سن مسیحی و سال ہجری صبا جو پوچہے کوئی تو کہدے
قیامت آشوب نظم ہے یہہ یہہ نثر ہی اک حصار افسون
۱۸۹۷ ۱۳۱۲ھ

قطعہ تاریخ طبع از معدن نکتہ دانی سید جلیل احمد سہسوانی

جلوہ ہے شعر شعر مین مضمون ہین نا فزون — ہے تذکرہ کہ مظہر نور کریم ہے
تاریخ بہی چمکتی ہوئی کہدو اے جلیل — روشن عجیب نور سے طور کلیم ہے
۱۸۹۷ ۱۳۱۲ھ

قطعہ تاریخ طبع از مولوی عبید الباقی سہسوانی

سیدی نور الحسن خان تذکرۂ نادر نوشت
جلوۂ اشعار شد روشنگر نور کلیم

مصرعۂ تاریخ از باقی چنان شد دلفروز
ہست زیبائے تجلی جلوۂ طور کلیم ۱۲۹۷ھ

تاریخ تالیف تذکرۂ طور کلیم نتیجۂ خامۂ منشی فدا علی صاحب متخلص بہ فارغ

عنوانہای تاریخی

ہے طور کلیم کوہ مضمون ۱۲۹۷ھ
چمکایا نور شعر کا طور کلیم نے ۱۲۹۷ھ

قطعہ

جلوہ گری معانی کی لفظوں میں کیا کہوں
فانوس میں ہے شمع کہ بادل میں مہر ہے

سمجھ جائے کیوں نہ آتش جادوئے سامری
طور کلیم نور تجلی سحر ہے ۱۲۹۷ھ

ایضاً تاریخ طبع

عنوانہای تاریخی

طور کلیم گشت متجلی بلبس طبع ۱۲۹۸ھ
آئینت طبع یافت طور کلیم ۱۲۹۸ھ

قطعہ

میر نور الحسن حلیم و سلیم
بر سر طور نثر و نظم کلیم

جوہر فرد معدن التقوی
در یم عز و جاہ دُرِّ یتیم

شاعران زبان اردو را
کرد منت پذیر لطف عمیم

یعنے از بہر یادگاری شان
جملہ اشعار انتخاب زدہ
نثر صاف و روان او آمد
کلک فارغ نوشت مصرع طبع

کرد نایاب تذکرہ ترقیم
دلکشا مثل بوستان نعیم
غیرت آب گوہر و تسنیم
جلوہ پرداز گشتہ طور کلیم
۱۲۹۸ھ

قطعہ تاریخ

تالیف طور کلیم از نتیجہ طبع سلیم محمد ابراہیم المتخلص بہ خلیل زاے رباے فارغ

گشت مفتوح ازین تذکرہ باب معنی
ساغر چشم برین گر بی سیر اندازی
روشن از شمع قلم کن سنہ تالیف خلیل

نور خورشید و قمر یافتہ تاب معنی
مست طافح شوی از کیف شراب معنی
جلوہ طور کلیم ست شہاب معنی
۱۲۹۷ھ بمعنی ستارہ روشن

ایضاً تاریخ طبع

بیشک کلیم تذکرہ طرفہ نگاشتہ
می تابد از حروف معانی دل فروز
تاریخ طبع یافت بسجع دل کلیم

بیوجہ نیست بر لب بینندہ واہ واہ
چون در سواد چشم بتان مردم سیاہ
طور کلیم کردہ تجلی چو نور ماہ
۱۲۹۸ھ

نثر خاتمہ بطرز تقریظ از احمد خان صوفی مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

کلامیکہ طور زبان را نور و موسی صفتان را سر در بخشد حمد روشنگر آئینہ دل است کہ کوہ طور بآتش عشقش خاکستر۔ و آن خاکستر سرمہ دیدہ اہل نظر گردیدہ دیدہ ورانی کہ بنورش راہ بردہ اند و قدم برآتش سپردہ چراغ ہستی برافروختہ و نقد حیات ابدی اندوختند بمائیکہ اللہ نور السموات والارض

خود میفرماید ما کور چشمان را نظر خدا بین باید تا بهر سو نظارهٔ تجلیات او کنند و اینما کنتم فثم وجه الله را تعویذ بازو **مثنوی منه**

ذاتش بصفات هست پیدا — چون نور که شد زمه هویدا
اصل همه نور نور ذات است — چشم تو منور از صفات است
در ذات مپیچ و سر لاهوت — بکشا نظری بنور ناسوت

و سخنے که از طور دلم بکسبی ظهور رسید نعت حضرت خواجه کائنات علیه الصلوات والتحیات است که موسی عمران مروحه جنبان اوست و عیسی مریم یکے از دربان او کلیم طور نشین را سوال رب ارنی بر زبان بود و بجوابش لن ترانی می شنود و آن محمود رب ودود بر عرش برین رسید و از ما زاغ البصر و ما طغی سرمه در چشم خورشید بر بست و بلند مراتب دیده بکشا که طور کلیم کجا و عرش عظیم کجا ست ٥ ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا منه

موسی بطور رفت و همین است اوج او — بر لامکان و عرش معلے ست جای تو

امابعد از طور بد ہماے خویش جدا **صوفی** بے ریا چون طنبور خالی بے صدا است که عشاق را نغمهٔ داؤدی ساز گار ست و من بینوا را نکر اشعار سزاوار بقول حافظ شیراز ٥

درین زمانه رفیقی که خالی از خلل است — صراحی می ناب و سفینهٔ غزل است

در بزم سخن سنجان برنگ قافیه تنگ می نشینم و دلم می کشاید و براه پخته کلامی خود را همردیف الشان میبینم و آبلی بر برنگ کار می آید سفینهٔ خالی من از گوهر سخن پر است و معانی آبدار بهر من لعل و در تذکرهٔ طور کلیم که با شعار گوناگون برنگ گلهای بوقلمون هست و بسوانح ابواد المقدس طوی زمضمون پیرایهٔ اختتام در بر کشیده و از سنگ طبع چشمهٔ آب بقا روان گردید تشنگان را نوید تازه و نعم پروران را مسرت بے اندازه ارزانی با جمله این کتابی ہست مایهٔ سرور شادمانی و سر چشمهٔ آب زندگانی گلدستهٔ دست رنگین خیالان و دستنبوی آشفته مالان هیکل گردن غمزدگان روزگار و تعویذ بازوی شعرای شیرین گفتار هر ورقش عینک دیدهٔ فراق دیده و هر نقطه اش سویدای دل غم کشیده نظم منه

نگویم که طور کلیم است این | مدادی جان سقیم ست این | ورقها چو اوراق گل در شمار
دل بلبل از دیدنش بیقرار | بهر صفحه خورشید در اضطراب | بهر سطر نظاره در پیچ و تاب
زبین السطورش عیان کهکشان | منور ازو دیدهٔ مهوشان | سپیداست کاغذ چو نور سحر
کشیده است مسطر ز تار نظر | مضامین رنگین اگر بنگری | دو صد باغ زیر نظر بنگری

نازم بر فکر کلیم جادو بیان که از دست و زبان ید بیضا بر آورده بزم سخن وران منور ساخت و سحر سامری را در پس پشت خود انداخت نگاه بیمارم بمعاینهٔ این طور کلیم عصای موسی در دست و دل هشیارم بصهبای مضامین دل نشین سرمست چراغ دیده بانوار طور کلیم روشن و صدف نظاره را در مقصود بجیب و دامن اگر معانی بلند میجوئی بطور رست و اگر کلام دلپسند میخواهی بر زبان کلیم قلمش فواره ایست پر از جوش معانی و دواتش آبحیاتی است بهر زندگانی کتاب طور کلیم که به تجلی مضامین عالی نور بخش قلب سلیم است و چاره گر جان سقیم اگر از اول تا آخر بینی دامن دامن گل مراد بچینی هر ورقش گلزاری است همیشه بهار و هر صفحه اش نو بهاری است بهر چمن انظار نظرها بدیدنش سیراب و دلها بمعاینه اش سیماب جائیکه کلام آتش زن خرمن صبر و شکیب است در آنجا سخن ناسخ هم گنجینه بخش دامن و جیب گاهی مردگان را از کلام میر زنده میسازد و گاهی آشفته سران را از سخن سودا بسودای انداز سخنورانی که درین تذکره دوش بر دوش اند هم گویا و هم خاموش اند درین زمانه بازار سخن گرم است و بر لب سخن سنجان آه سرد وقت است که اگر گوهر سخن را کمتر از سنگریزه شمارند بجاست و سخن سنجان روشن گهر را سنگ ترازو پندارند روا

نظم منه

مرا لآلی نظم است و شاه را گوهر | ولی ز گوهر من فرق هست تا گوهر | چو گوهر است قناعت مرا بقطرهٔ آب
بپیش خلق چنانم که در بها گوهر | نگشت گوهر یک دانه بهر دامن من | بریخت از صدف دیده بارها گوهر
گهر فروشم و کس مشتری نمی بینم | که گیرد از من دلخسته بی بها گوهر | درین زمانه بپای که گوهر افشانم
که کس نماند که ریزد بفرق ما گوهر | همان به است که از درج نطق در عالم | بپای آل نبی ریزم از ثنا گوهر
محمد عربی کز لب همایونش | بجیب خلق فرو ریخت بی بها گوهر | الحمد لله علیٰ احسانه که اکنون از

شهر بهوپال صیت جوهر شناسی بلند است و قافیه سنجان اُردو و فارسی را طالع ارجمند که در طبع کلام شان تیر خطیر صرف کرده مشهور میکنند و تذکرهائے فارسی و اُردو را نزدیک و دور میرسانند اگر راست پرسی بهر مردگان درودی و بهر زندگان سرودی هست نسیم جان بخش از طرف بهوپال می آید و غنچهٔ مراد سخن سنجان میکشاید علم و فضل دران خطهٔ پاک چون نافه در ختن و لعل در یمن است و درین هم سخن نیست که درانجا قدردانی سخن است رئیسه نامدار یگانه روزگار نواب شاهجهان بیگم صاحبه دلاور آعظم طبقهٔ اعلاے ستارهٔ هند دام اقبالها و ملکها به تسخیر دلها مائل و از خاکبوسی آستانش مدعا دل حاصل اهل جوهر را چون شمشیر دوست میدارد و اهل علم را چون حرف دلنشین عزیز سخن از بارگاهش پیرایهٔ قبول در بر و لفظ و معنی از دست و قلمش مقبول تر اگر بشیرینی گفتارش شیرین خوانی بجاست و اگر شیرین را نمک چش خوان جودش دانی سزاست عدلش باز و کنجشک را یک آشیانه داده و نصفتش خار و گل را یکجا نهاده ـ ریاست به سیاستش چون گل به بهاران و چمن بوقت باران است این همه تازگی که در چمن بهوپال می بینم آبیاری رئیسهٔ عالیقدر است و از خیرسگالی نواب نامدار والاجاه امیر الملک نواب سید محمد صدیق حسن خانصاحب بهادر دام اقباله که زبان و قلمش تفسیر اوامر و نواهی است و پناه ملک و دولت بدین پناهی دلش ترقی ملک و دولت مائل و خود از جاه و ثروت دنیا بر داشته دل بلباس خسروی چون ابراهیم ادهم درویش پاک طینت و بر سجادهٔ نقش عبادت بسته گره کشای امن و امنیت بسینه اش علوم حق پرستی چون جوهر آئینه آشکار و بناصیه اش آثار بزرگی صورت جبین نمودار تعداد تالیفش از نجوم چرخ افزون و همه تصانیفش سحق مضمون ستایش او بکلک و زبان نمودن آفتاب را بگز پیمودن است ناچار لب بدعا میکشائیم و برین یک دو بیت ختم سخن می نمائیم

قطعه

صوفی آن به که بهر آن ممدوح　　کو برد گوی دولت از قیصر
بگشائی لب دعا اکنون　　که دعا در دست شام و سحر

تا بگردون هلال و خورشید است　　تا کشد کهکشان به مه خنجر
تا بود بوی گل بدوش صبا　　تا ز سبزه فرو چکد گوهر

تا گل و غنچه را بقای هست　　تا بفریاد بلبل است اخگر
ربع مسکون بزیر حکم تو باد　　نام تو زیب سکه و منبر

تمت

الشعر کلام حسنہ حسن وقبیحہ قبیح

بعہد معدلت مہد جناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ ریاست بھوپال تذکرہ رشک چمن مسمی

بزم سخن

۱۲۹۸ھ

[illegible] ابوالنصر سید علی حسن خان صاحب سلمہ اللہ القوی المنان [illegible]

بکوشش بلیغ وعرق ریزی تمام باہتمام عاصی احمد خان صوفی مدظلہ العالی

در مطبع نامی مفید عام اگرہ زیور طبع پوشید

فہرست تذکرۂ بزم سخن

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر	صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
١-٣	دیباچہ	〃	آشوب - میر امداد علی خان شاہجہان آبادی
	حرف الالف	٨	آشنا - میر امیر علی مرشد آبادی ..
٤	آباد - مہدی حسن لکھنوی ...	〃	آشنا - میر زین العابدین دہلوی
〃	آبرو - نجم الدین	〃	آشنا - عبد الکریم خان ساکن کلکتہ
〃	آتش - خواجہ حیدر علی لکھنوی	〃	آغا - آغا مرزا دہلوی ......
〃	آرزو - سراج الدین علیخان اکبرآبادی	〃	آفتاب - ابو مظفر مجاہد الدین
٥	آرزو - مرزا علاء الدین دہلوی		شاہ عالم بادشاہ ....
〃	آزاد - خواجہ ضیاء الدین دہلوی	〃	آگاہ - میر حسن علی لکھنوی ...
〃	آزاد - مرزا اعظم شاہ شہزادہ ..	〃	آگاہ - محمد صلاح دہلوی ...
〃	آزاد - میر فخر اللہ دکھنی	〃	آگاہ - سید محمد رضا دہلوی ...
〃	آزردہ - مفتی محمد صدر الدین خان	٩	آگہ - پنڈت جوالا ناتھ ساکن کلکتہ
	دہلوی	〃	آہی - میر عبد الرحمن دہلوی ...
			حرف الف مقصورہ
٦	آشفتہ - مرزا رضا قلی لکھنوی	٩	اثر - سید محمد ....
〃	آشفتہ - عظیم الدین خان دہلوی	〃	اثر - عبد الرزاق شاہجہان آبادی
〃	آشفتہ - حکیم سید منور علی شاہجہان آبادی	١٠	احسان - حافظ عبد الرحمن خان دہلوی
٧	آشفتہ - گلاب سنگھ دہلوی	〃	احسن - مولوی محمد احسن صفی پوری
〃	آشفتہ - امرناتھ دہلوی	〃	احسن - مرزا احسن علی دہلوی ..
〃	آشفتہ - حاجی عبد اللہ ساکن سلہٹ پور	١١	احسن - مولوی محمد احسن کاکوروی

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر	صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
۱۱	احسن - احسن اللہ خان جہان آبادی		وزیر بہادر شاہ بادشاہ دہلی...
〃	احفاد - سید احفاد علی سہسوانی -	〃	اصغر - سید اصغر علی ساکن نرسنگ پور
〃	احقر - غلام نبی دہلوی	۱۵	اظہر - سردار مرزا لکھنوی .....
〃	احمد - مرزا احمد بیگ	〃	افسوس - میر شبر علی ساکن نارنول -
〃	اختر - واجد علی شاہ بادشاہ اودھ	〃	افسر - مرزا محمد دہلوی ......
〃	اختر - قاضی محمد صادق خان ساکن	〃	افضل - سید افضل حسین لکھنوی
	ہوگلی نواح کلکتہ	〃	افسون - آغا حیدر لکھنوی ....
۱۲	اختر - مرزا وجیہہ الدین دہلوی	〃	افضل - سید افضل علیخان لکھنوی
〃	ارشد - مرزا عبد الغنی دہلوی..	۱۶	افضل - منشی حسن یار خان لکھنوی
〃	ارمان - شاہ علی	〃	افضل - افضل علی خان ....
۱۳	اسد - میر امانی دہلوی	〃	افغان - الف خان ......
〃	اسرار - مرزا سپہر شکوہ شہزادہ..	〃	اکبر نواب محمد اکبر خان دہلوی....
〃	اسعد - مرزا اسعد بخت شہزادہ	〃	اکرام - حکیم اکرام اللہ خان دہلوی
〃	اسیر - مظفر علیخان ساکن امیٹھی	〃	الفت - ساکن مظفر نگر ......
〃	اسیر - میر مکرم علی بریلوی ...	〃	الفتی - راجہ پیارے لال عظیم آبادی.
〃	اسیر - سید نہال نبی	۱۷	الم - محمد علی دہلوی ......
۱۴	اسیر - گلزار علی خلف نظیر اکبر آبادی	〃	امامی - خواجہ امامی دہلوی ....
〃	اشک - مولوی ہادی علی لکھنوی	〃	امانت - سید آغا حسن لکھنوی...
〃	اصالت - سید فضل علی لکھنوی	〃	امداد علی خان کولوی ساکن آگرہ.
〃	اصغر - نواب علی اصغر خان بہادر	〃	امیر - نواب علی محمد خان دہلوی...

صفحه	تخلص شاعر ونام شاعر
۱۸	امیر - منشی امیر احمد لکھنوی ....
"	انجام - عمدة الملک نواب امیر خان دہلوی ....
۱۹	انشاء - میر انشاء اللہ خان مرشدآبادی
"	انیس - میر ببر علی دہلوی مقیم لکھنؤ
"	انیس - امیر الدولہ نوازش خان دہلوی
	باے موحدہ
۲۰	باقی - مولوی سید عبد الباقی سہسوانی
"	بحر - لا اعلم ....
"	بحر - شیخ امداد علی لکھنوی .....
"	بدر - مرزا بلاقی بیگ شہزادہ دہلی
۲۱	بدر - میر بدر الدین ساکن کرنال ..
"	برق - مرزا محمد رضا خان بہادر
"	برق - قاضی نجم الدین ساکن سکندرآباد
"	برکت - برکت علیخان ساکن خیرآباد
۲۲	بسمل - محمد عبد الحکیم دہلوی ...
"	بسمل - سید جبار علی ساکن جبارگڈہ
"	بسمل - حافظ محمد حسین دہلوی.
"	بسمل - مرزا عنایت علی لکھنوی
۲۳	بلند - صفدر علی بیگ دہلوی ..

صفحه	تخلص شاعر ونام شاعر
"	بتّو - طوائف شاہجہان آبادی.
"	بہادر - رن بہادر سنگہ ساکن اکبرآباد
"	بہار - منشی ٹیکچند جامع بہار عجم دہلوی
"	بہار - مرزا علی لکھنوی ......
۲۴	بیان - خواجہ احسان اللہ دہلوی
"	بیباک - میر نجف علی کولوی ...
"	بیتاب - خدا وردی خان ...
"	بیتاب - عباس علیخان رامپوری.
"	بیخواب - لا اعلم ....
"	بیخود - سید ہادی علی لکھنوی.
۲۵	بیدار - میر محمد علی دہلوی .....
"	بیدل - حکیم غلام حسین دہلوی۔
"	بیمار - شیخ علی بخش ساکن مرادآباد
	تاے فوقانی
۲۶	تابان - میر عبد الحی دہلوی ...
"	تابش - محمد جعفر الہ آبادی .....
"	تپش - یوسف علی دہلوی ....
۲۷	تپش - مرزا محمد اسمعیل دہلوی ...
"	تجلی - میر محمد حسین دہلوی ....
"	تجمل - حکیم تجمل حسین خان دہلوی

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
۲۷	تجمل - لا اعلم لکھنوی ....
۲۸	تحیر - غلام مصطفے دہلوی .....
//	تحسین - محمد حسین خان دہلوی ، مالک مطبع مصطفائی ......
//	ترقی - آغا محمد تقی خان بہادر نیشاپوری فیض آبادی ساکن
//	تسلی - ٹیکا رام لکھنوی ....
//	تسلی - میر شجاعت علی دہلوی ..
//	تسلیم - شیخ مہدی بخش سہارنپوری
۲۹	تسلیم - حاتم خان رامپوری ..
//	تسلیم - شیخ امیر اللہ فیض آبادی .
//	تسلیم - منشی انوار حسین سہسوانی
//	تسکین - میر حسین دہلوی ....
۳۰	تشنہ - محمد علی دہلوی .....
//	تصور - سید حیدر حسن خان ساکن بنکوڑا ....
//	تصور - نبی بخش دہلوی ....
//	تصویر - ببن دہلوی .....
۳۱	تعشق - مولوی سید محمد شاہجہان آبادی
//	تمکین - مولوی غلام بتول ساکن میدنی پور

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
//	تمکین - میر سعادت علی عظیم آبادی
//	تمنا - لا اعلم باشندہ کلکتہ ......
//	تنویر - خدا بخش خان دہلوی ...
۳۲	تنہا - محمد عیسیٰ دہلوی ......
//	توقیر - عبد القادر پنجابی .....
//	تہور - مرزا غلام فخر الدین .....
//	تیمور - مرزا سعادت سلطان دہلوی
	ثائے مثلثہ
//	ثابت - شیخ ثابت علی ساکن نواح پورب
۳۳	ثاقب - مرزا مہدی ....
//	ثاقب - نواب شہاب الدین احمد خان رئیس لوہارو .....
//	ثبات - مہر علی ساکن بڑہانہ ......
//	ثمر - احمد سعید دہلوی ......
	جیم تازی
۳۴	جان صاحب - میر یار علی لکھنوی ..
//	جانی - بیگم جان اہلیہ نواب آصف الدولہ بہادر ......
//	جرأت - شیخ قلندر بخش دہلوی ....
۳۶	جرار - میر محمد حسین لکھنوی .....

صفحه	تخلص شاعر ونام شاعر
٣٦	جلال - میر ضامن علی لکھنوی
//	جلیل - سید جلیل احمد سہسوانی
٣٧	جمیل - سید جمیل احمد سہسوانی
//	جوش - نظام الدین پنجابی
//	جوشش - شیخ محمد روشن باشندہ عظیم آباد
//	جولان - شاہ الف نام درویش
٣٨	جوان - مرزا نعیم بیگ ساکن جہان آباد
//	جہاندار - میرزا جہاندار شاہ بہادر ولیعہد شاہ عالم بادشاہ
	حاے مہملہ
//	حاتم - شیخ ظہور الدین جہان آبادی
//	حجام - عنایت اللہ سہارنپوری
٣٩	حزین - میر بہادر علی
//	حسرت - حافظ عبد الرحمن پانی پتی
//	حسرت - مرزا جعفر علی دہلوی
٤٠	حسرت - میر محمد حیات عظیم آبادی
//	حسرت - میر محمد علی دہلوی
//	حسن - سید غلام حسن دہلوی
٤١	حسن - خواجہ حسن

صفحه	تخلص شاعر ونام شاعر
//	حسن - مولوی ابو الحسن کاندہلہ
//	حسین - غلام حسین خان شاہجہانپوری
//	حسین - سید غلام حسین دہلوی
//	حشم - حکیم باقر علی لکھنوی
//	حشمت - مرزا غلام فخر الدین شاہزادہ دہلی
//	حشمت - میر محمد علی
//	حقیر - منشی نبی بخش ساکن اکبر آباد
٤٢	حقیر - سید امام الدین دہلوی
//	حقیقت - میر شاہ حسین بریلوی
//	حکیم - محمد پناہ خان دہلوی
//	حمزہ - شاہ حمزہ دہلوی
٤٣	حنا - عبد الکریم لکھنوی
//	حیا - مرزا رحیم الدین دہلوی
//	حیات - محمد حیات خان رامپوری
//	حیدر - منشی حیدر علی ساکن ہوگلی
//	حیدر - میر حیدر علی خان
//	حیدر - منشی مصطفی حیدر ساکن چاٹگام
	خاے معجمہ
٤٤	خادم - منشی محمدی خان

صفحہ	تخلص شاعر ونام شاعر
۴۴	خاص - محمد حیدر خان دہلوی
″	خبر - سید مہدی بلگرامی ....
″	خرد - نواب فخرالدین خان دہلوی
″	خرد - پنڈت رام نراین دہلوی
″	خضر - مرزا خضر سلطان ابن بہادر شاہ
۴۵	خطیر - سید امراؤ علی فرخ آبادی
″	خلیق - میر مستحسن لکھنوی ....
″	خلق - میر احسن دہلوی ....
″	خلیل - میر دوست علی ساکن قصبہ بٹولی ....
″	خلیل - محمد ابراہیم علیخان بہادر وزیر محمد علی شاہ ....
۴۶	خموش - مرزا خدا یار دہلوی
″	خیال - غلام حسین خان ...

دال مہملہ

صفحہ	تخلص شاعر ونام شاعر
″	داغ - میر مہدی دہلوی ....
″	داغ - نواب مرزا خان دہلوی
۴۸	دبیر - مرزا سلامت علی لکھنوی
″	درد - خواجہ میر دہلوی ....
۴۹	درخشان - سید علیجان لکھنوی
″	دردمند - کریم اللہ خان ......
″	درویش - میر شاہ علی دہلوی ....
۵۰	دریغ - سید زین العابدین دہلوی
″	دل - زور آور خان متوطن کول
″	دل - آزاد خان ....
″	دلگیر - میر حمایت اللہ خان دہلوی
″	دولہ - نواب جہانگیر محمد خان رئیس بھوپال ....

حرف ذال

صفحہ	تخلص شاعر ونام شاعر
۵۱	ذاکر - مولوی ذاکر علی ساکن بنارس
″	ذکا - خوب چند کایستھ دہلوی ...
″	ذوق - شیخ محمد ابراہیم دہلوی ....
۵۲	ذہین - حافظ محمد اسمعیل خان دہلوی

حرف راے مہملہ

صفحہ	تخلص شاعر ونام شاعر
۵۳	راحت - مرزا محمود بیگ دہلوی ...
″	راحت - شیخ کریم الدین ساکن اعظم پور
″	راسخ - سعادت علی خان دہلوی ...
″	راغب - احمد حسین دہلوی ....
″	رافت - شاہ رؤف احمد سرہندی
″	راقم - بندرابن ساکن متھرا .....

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
۵۳	رمز - مرزا فتح الملک ولیعہد ابوظفر بہادر شاہ دہلی ....
۵۴	رند - سید محمد خان فیض آبادی
〃	رنگین - سعادت یار خان ..
۵۵	روشن - روشن شاہ درویش دہلوی ....
〃	رہا - غلام محمد خان اکبر آبادی.
	حرف زاے معجمہ
〃	زار - میر مظہر علی لکھنوی ....
〃	زکی - شیخ مہدی علی مراد آبادی
۵۶	زیب - مرزا جمال الدین دہلوی
	حرف السین
〃	سالک - مرزا قربان علی بیگ حیدر آبادی ....
۵۷	سائل - مرزا محمد یار بیگ ازبک دہلوی ....
〃	سپہر - شتاب خان دہلوی.
〃	سجاد - میر سجاد ساکن اکبر آباد
〃	سحر - میر ناصر علی ساکن کول ..
〃	سحر - منشی دیبی پرشاد ساکن بانگرمئو

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
۵۸	سحر - مرزا افضل علی لکھنوی .....
〃	سحر - منشی عبد المجید ساکن کاکوری
〃	سحر - منشی امان علی لکھنوی .....
〃	سحر - راجہ نواب علی خان خیر آبادی
〃	سرسبز - مرزا زین العابدین خان ...
۵۹	سرور - نواب میر محمد خان جہان آبادی
〃	سرور - مرزا رجب علی بیگ لکھنوی ...
〃	شکرگرہ - مرزا عزیز الدین دہلوی ...
〃	سعادت - سید سعادت علی ساکن امروہہ
〃	سعید - مرزا آغا نجف لکھنوی .....
〃	سعید - حکیم سید اکبر حسین لکھنوی ...
۶۰	سلطان - خواجہ طالب علیخان عظیم آبادی
〃	سلیمان - مرزا سلیمان شکوہ شاہزادہ
۶۱	سلیم - میر عباس ساکن لکھنؤ .....
〃	سلیم - علی حسن خان مولف بزم سخن ابن نواب والاجاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان بہادر ....
۶۲	سلام - نجم الدین علیخان اکبر آبادی ...
〃	سودا - میر محمد رفیع ابن محمد شفیع دہلوی
۶۴	سوز - مولوی عبد الکریم خلف امام بخش صہبائی ....
〃	سوز - محمد میر فرزند ضیاء الدین دہلوی

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۶۵	سیاح - میانداد خاں ساکن اورنگ آباد
	حرف الشین
″	شاد - شخصے از باشندگان شہر بانہ
″	شاد - شیخ محمد جان لکھنوی ....
″	شاد - فضل علی ....
۶۶	شادان - مرزا حسین علیخان دہلوی
″	شادان - رحمن بخش ساکن فریدپور
″	شاعر - میر بسم اللہ لکھنوی ....
″	شاکر - شاہ شاکر علی دہلوی ....
″	شاکر - منشی عبدالسبحان ساکن کلکتہ
″	شاکی - مرزا انجمادر شاہ ......
″	شرر - حافظ میر حافظ دہلوی ...
۶۷	شرر - مرزا غیاث الدین ....
″	شفق - مرزا علی جان لکھنوی ..
″	شمیم - سید قدرت علی سہسوانی
″	شمس - میر آغا علی لکھنوی ....
۶۸	شناور - صاحب مرزا فیض آبادی
″	شوق - شیخ الٰہی بخش اکبر آبادی
″	شوق - مولوی قدرت اللہ ساکن سنبھل مراد آباد
۶۹	شوکت - میر حسین علی دہلوی .....

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۶۹	شہرت - مرزا حاجی شاہزادہ ...
″	شہیدی - منشی کرامت علیخان لکھنوی
۷۰	شیرین - نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیسہ بھوپال
۷۱	شیفتہ - اعظم بیگخان لکھنوی ..
″	شیفتہ - نواب محمد مصطفٰے خان ...
۷۳	شیخ محمد جان لکھنوی ......
	حرف الصاد
″	صابر - مرزا قادر بخش دہلوی ....
″	صاحب - شیر زمان خان دہلوی
۷۴	صادق - صادق علیخان ....
″	صالح - مرزا مصلح الدین نبیرۂ ابوظفر بہادر شاہ
″	صبا - منشی محمد صابر حسین سہسوانی
″	صبا - میر وزیر علی لکھنوی ....
۷۵	صبا - کانجی مل فیروزآبادی ..
″	صبا - مرزا راجہ شنکرناتھ ....
″	صبر - اجودھیا پرشاد کایستھ شاہجہان آبادی
″	صدق - شیخ محمد اشارت علی ساکن میرٹھ
۷۶	صریر - محمد میر خان .....
″	صفدر - نواب صفدر علیخان عم نواب کلب علیخان بہادر والی رامپور ....

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
٧٨	صفا - مرزا سعید الدین دہلوی ..
"	صفا - پیرن شاہ دہلوی ......
"	صفدر - صفدر بیگ ساکن کرنال
"	صفیر - محمد نور خان ساکن میرٹھ ..
"	صولت - قاسم علیخان ساکن بنارس
	حرف الضاد
٧٩	ضابط - مہر علی شاہجہان آبادی ..
"	ضامن - حکیم محمد ضامن اکبر آبادی
"	ضیا - میر ضیاء الدین دہلوی ..
"	ضیا - ولی اللہ اکبر آبادی ....
"	ضیغم - حافظ اکرام احمد رامپوری ..
	حرف الطاء
٨٠	طالب - حافظ طالب رامپوری ..
"	طالب - الایچی رام ساکن جلال آباد .
"	طبیب - حکیم محمد حسن خان فرخ آبادی
"	طپان - مرزا احمد بیگ خان دہلوی
"	طپش - مرزا محمد اسمعیل دہلوی ...
٨١	طرب - مولوی رحیم بخش تھانیسری ..
"	طرز - احمد حسین دہلوی ......
"	طور - محمد رضا لکھنوی ......

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
	حرف الظاء
٨١	ظالم - ظالم سنگھ دہلوی ....
٨٢	ظاہر - رام پرشاد دہلوی ....
"	ظاہر - خواجہ محمد خان دہلوی
"	ظریف - میر امان اللہ لکھنوی ..
"	ظفر - ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ شاہ دہلی
٨٣	ظہور - مولوی ظہور علی دہلوی ...
"	ظہیر - سید ظہیر الدین حسین دہلوی
"	ظہیر - سید محمد خان دہلوی ....
	حرف العین
٨٣	عارف - محمد عارف دہلوی ....
"	عارف - نواب زین العابدین خان دہلوی
٨٤	عابد - میر عابد علی لکھنوی .....
"	عاجز - مرزا عبد اللہ بیگ شاہجہان آبادی
"	عاشق - اقبال حسین دہلوی ....
"	عاشقی - آغا حسین قلی خان لکھنوی
"	عاصی - منشی امداد حسین ....
٨٥	عاصی - لالہ گھنشام رائے دہلوی
"	عالی - مرزا عالی بخت بہادر شاہزادہ دہلی
"	عزلت - سید عبد الولی سورتی ..

صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر
۸۵	عزیز۔ بہکاری لال دہلوی۔۔۔
"	عزیز۔ نواب عبدالعزیز خان دہلوی
"	عزیز۔ راجہ یوسف علیخان دہلوی
۸۶	عزیز۔ مولوی محمد عبدالعزیز دہلوی
"	عزیز۔ محمد عبدالعزیز خیرآبادی۔۔
"	عسکری۔ عسکری احمد سہسوانی۔۔
"	عسکری۔ محمد حسن ساکن کالپی۔۔۔
"	عشق۔ شاہ رکن الدین دہلوی۔
"	عشق۔ حکیم عزت اللہ خان دہلوی
۸۷	عزت۔ میر غلام علی بریلوی۔۔۔۔۔
"	عشرت۔ مرزا کلن بن مرزا احید شکوه
"	عظمت۔ میر عظمت اللہ بریلوی۔۔۔
"	عیش۔ حکیم آغا جان دہلوی۔۔۔
	حرف الغین
"	غالب۔ اکرم الدولہ بہادر بیگ خان دہلوی
۸۸	غالب۔ مرزا اسد اللہ خان اکبرآبادی دہلوی مسکن
۸۹	غافل۔ منور خان لکھنوی۔۔۔۔۔
"	غضنفر۔ غضنفر علیخان لکھنوی۔۔۔
"	غمگین۔ میر عبداللہ دہلوی۔۔۔۔
۹۰	غمگین۔ مولوی عبدالقادر خان رامپوری

صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر
"	غمخوار۔ مرزا احمد علی بیگ لکھنوی۔
	حرف الفاء
۹۰	فاخر۔ منشی محمد فاخر حسین سہسوانی
"	فاخر۔ مرزا جھنگا دہلوی۔۔۔۔
۹۱	فارغ۔ میر علی حسین لکھنوی۔۔۔
"	فارغ۔ میر احمد علیخان۔۔۔۔۔
"	فدا۔ منشی فدا حسین خان لکھنوی
"	فدا۔ امام الدین خان فریدآبادی
"	فدا۔ منشی فدا حسین وکیل۔۔۔۔
۹۲	فراق۔ اکرام الدولہ مرزا حسین علیخان لکھنوی
"	فراق۔ حکیم ثناء اللہ خان دہلوی۔۔
"	فرحت۔ شیخ فرحت اللہ فرخ آبادی۔۔
"	فروغ۔ محمد عمر سلطان دہلوی۔۔
"	فسون۔ مرزا منجھلے نبیرۂ ابوظفر بہادر شاہ دہلی
۹۳	فغان۔ اشرف علیخان کوکلتاش دہلوی
"	فقیر۔ میر شمس الدین دہلوی۔۔۔۔
"	فکری۔ مرزا ممن دہلوی شہزادہ دہلی
"	فگار۔ میر حسین دہلوی۔۔۔۔۔۔
۹۴	فیض۔ مولوی فیض الحسن سہارنپوری
	حرف القاف

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
٩٤	قایم - قیام الدین ساکن چاند پور ضلع بجنور
٩٥	قابل - مرزا علی بخش از خاندان تیموریہ
"	قادر - مرزا قادر شکوہ شاہزادہ دہلی
"	قادر - سید قادر بخش فرخ آبادی ..
"	قاری - علی احمد دہلوی ......
"	قاسم - سید قاسم علیخان لکھنوی ..
"	قاسم - حکیم قدرت اللہ خان دہلوی .
٩٦	قاصر - مرزا ببر علی بیگ دہلوی ...
"	قدرت - مولوی قدرت اللہ رامپوری
"	قدرت - شاہ قدرت اللہ دہلوی
"	قرار - میر حسین تلمیذ میر نصیر رنج ...
"	قلق - خواجہ اسد اللہ دہلوی ...
٩٧	قلق - امجد علی لکھنوی .....
"	قمر - مرزا قمر الدین لکھنوی ......
"	قناعت - مرزا غلام نصیر الدین ...
"	قیس - مرزا احمد علی لکھنوی .....
٩٨	قیس - محمد عنایت اللہ ساکن بھیکم پور
	حرف الکاف
"	کاظم - کاظم علی منڈراول ضلع بجنور ...
"	کامل - مرزا ناصر الدین دہلوی ....
"	کرم - شیخ غلام ضامن دہلوی ..
"	کلیم - ابو الخیر سید نور الحسن خان ولد امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر
٩٩	کلیم - میر محمد حسین دہلوی ....
"	کوثر - مرزا مہدی علیخان لکھنوی ..
"	کوثر - حکیم عابد علی خیر آبادی ....
١٠٠	کیف - شیخ فضل احمد لکھنوی ....
	کاف پارسی
"	گرم - مرزا حیدر علی بیگ ....
"	گمان - نظر علی خان دہلوی ...
"	گویا - حسام الدولہ فقیر محمد خان بہادر لکھنوی
١٠١	گوہر - کنز الدولہ خورشید علیخان لکھنوی
	حرف اللام
"	لطیف - سید شمس الدین سورتی لکھنوی
"	لطیف - منشی عبد الحق ساکن کمرلہ
"	لطف - مرزا علی دہلوی .....
	حرف المیم
"	ماہ - مرزا عنایت علی بیگ فرخ آبادی
١٠٢	ماہر - مرزا جمعیت شاہ شہزادہ دہلی
"	مائل - میر عالم علی سہسوانی ...

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۱۰۲	مبتلا - مرزا علیخان ساکن بنارس
"	مبین - حافظ غلام دستگیر.....
"	مجذوب - مرزا غلام حیدر بیگ دہلوی
۱۰۳	مجروح - میر مہدی حسین دہلوی
"	مجنون - درویش برہنہ نام...
"	محب شیخ ولی اللہ دہلوی.....
"	محبت - نواب محبت علیخان لکھنوی
"	محبوب محبوب خان دہلوی...
۱۰۴	محزون - مولوی ظہور النبی ساکن نواح کلکتہ
"	محنت - مرزا حسین علی بیگ دہلوی
"	محترم - خواجہ محترم علیخان عظیم آبادی
"	محو - نواب غلام حسن خان....
"	مخبر - منشی احسان اللہ دہلوی
"	مصحفی - غلام ہمدانی باشندہ امروہہ مقیم لکھنؤ
۱۰۵	مضطر - داروغہ قیوم بخش ہسوانی..
"	مضطر - اسد اللہ - پلکنہ ضلع علیگڈھ
۱۰۶	معروف - نواب الٰہی بخش خان دہلوی
"	مقبول - منشی مقبول احمد مرادآبادی
"	مقصود - مرزا مقصود بیگ لکھنوی
"	ممنون - فخر الشعرا میر نظام الدین سونی پتی

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۱۰۷	منیر - سید اسمٰعیل حسین شکوہ آبادی
"	مومن - حکیم مومن خان دہلوی
۱۰۹	میر - میر محمد تقی اکبرآبادی باشندہ لکھنؤ
	حرف النون
۱۱۰	نادر - سید نجم الدین حسین مقیم مالی گنج
"	ناسخ - شیخ امام بخش لکھنوی.....
۱۱۱	ناظم - نواب یوسف علیخان مرحوم بہادر والی رامپور
۱۱۲	نامی - مبارز الدولہ نواب مرزا حسام الدین حیدر خان دہلوی مقیم لکھنؤ....
"	نثار - محمد امان دہلوی......
"	نسیم - اصغر علیخان دہلوی مقیم لکھنؤ
۱۱۳	نسیم - محمد یعقوب.........
"	نصیر - شاہ نصیر الدین دہلوی..
"	نطق - منشی مقصود احمد کاکوروی
۱۱۴	نوا ظہور اللہ خان بدایونی....
"	نواب - نواب والاجاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر
۱۱۶	نواب - نواب کلب علیخان بہادر والی رامپور
	حرف الواو
۱۱۸	واحد شیخ عبدالواحد شاہجہان آبادی

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۱۱۸	واقف - واقف شاہ درویش ساکن غازیپور
؍؍	وحشت - میر غلام علیخان دہلوی ..
؍؍	وزیر - خواجہ وزیر لکھنوی ......
	حرف الہاء
۱۱۹	ہدایت - ہدایت اللہ خان دہلوی ..
؍؍	ہوس - نواب مرزا محمد تقی خان فیض آبادی
	حرف الیاء
؍؍	یاد علی نام خاموش تخلص سہسوانی ..
؍؍	یاس - حافظ حفیظ الدین دہلوی .
؍؍	یاس - حکیم خیر الدین دہلوی ...
۱۲۰	یقین - انعام اللہ خان دہلوی ..
؍؍	ہز ہر جنرل فریدون قدر میرزا محمد نور علی بہادر
۱۲۲	تقریظ از طرف منشی جمیل احمد سہسوانی ..
۱۲۴	قطعہ تاریخ ایضاً ....
؍؍	قطعہ تاریخ حافظ خانمحمد خان صاحب متخلص بہ شہیر
۱۲۵	ایضاً منشی سوہن لال صاحب ...
؍؍	ایضاً ایضاً از منشی خلیل احمد سہسوانی ..
؍؍	ایضاً ایضاً نتائج الدہر عبد الحی خان بہادر متخلص بہ ممتاز
؍؍	قطعہ تاریخ از منشی صابر حسین صاحب صبا
۱۲۶	قطعہ تاریخ منشی عبد العزیز متخلص بہ عزیز

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۱۲۶	قطعہ تاریخ از منشی یاور علی صاحب بریلوی
؍؍	تقریظ طور کلیم و بزم سخن از مولوی احسن اللہ خان متخلص بہ ثاقب ......
۱۲۹	قصیدۂ عربی در تہنیت ازدواج از تصنیف شیخ محمد صاحب بن شیخ حسین عرب ..
۱۳۱	سہرہ از تصنیف خانمحمد خان متخلص بہ شہیر
۱۳۲	قصیدۂ فارسی از تصنیف حکیم اعظم حسین سندیلوی
۱۳۴	قطعہ تہنیت از منشی کنج منوہر لال
۱۳۶	قطعہ تاریخ فارسی از منشی صابر حسین صاحب صبا
؍؍	ولہ قطعہ تاریخ ایضاً اردو ....
؍؍	منہ غزل اردو مع تاریخ شادی .....
۱۳۷	سہرہ از تصنیف سید جمیل احمد سہسوانی
۱۳۹	منہ قطعہ تاریخ جشن شادی .....
۱۴۰	سہرہ از تصنیف منشی عبد العزیز بھوپالی
۱۴۱	فقرہ تاریخ محمد عباس متخلص بہ رفعت
؍؍	قطعہ تاریخ از منشی فدا حسین فارغ مرادآبادی
۱۴۳	منہ قطعہ تاریخ فارسی ....
۱۴۳	قطعہ تاریخ از سید محمد حسین صاحب سہارنپوری
۱۴۴	بزم مشاعرہ ....
۱۵۰	خاتمۃ الطبع بعد تقریظ از احمد خان صوفی مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

[illegible]

کتابوں پر کسی قسم کا نشان سیاہی یا پنسل سے [illegible]

[illegible] فقط